مدارس دینیہ میں علم صرف کی پڑھائی جانے والی آخری کتاب
کا ترجمہ و آسان شرح

انوار خادمیہ

شرح

مراح الارواح

حسب الارشاد

عارف باللہ حضرت اقدس حافظ
خادم حسین رضوی

ترجمہ و شرح

مفتی فیاض احمد سعیدی
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور



مکتبہ اعلیٰ حضرت

مدارس دینیہ میں علم صرف کی پڑھائی جانے والی آخری کتاب
کا ترجمہ و آسان شرح

انوار خادمیّہ

شرح

مراح الارواح

حسب الارشاد

عارف باللہ حضرت اقدس حافظ
خادم حسین رضوی

ترجمہ وشرح

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور
مفتی فیاض احمد سعیدی

مکتبہ اعلیٰ حضرت
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37247301
0300-8842540

انوار خادمیہ شرح مراح الارواح

موضوع ---------------- درسی

حسب الارشاد ---------------- حضرت اقدس حافظ عارف باللہ خادم حسین رضوی

ترجمہ وشرح ---------------- شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور مفتی فیاض احمد سعیدی

صفحات ---------------- 152

سن اشاعت ---------------- دسمبر 2011ء

ہدیہ ----------------

خصوصی گذارش

کتاب کی اشاعت کے وقت پروف ریڈنگ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے پھر بھی اگر کسی جگہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر آئے تو ادارے کو مطلع کریں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

فہرست

مقدمہ

پہلا باب

صحیح کا بیان 6

اوزان مصادر ثلاثی مجرد 9

ابواب الصرف کا جامع نقشہ 14

فعل ماضی کا بیان 16

ضمائر کا جامع نقشہ 27

فعل مستقبل کا بیان 44

فعل امرونہی کا بیان 53

اسم فاعل کا بیان 66

اسم مفعول کا بیان 73

اسم مکان وزمان کا بیان 75

اسم آلہ کا بیان 76

دوسرا باب

مضاعف کا بیان 78

تیسرا باب

مہموز کا بیان 93

چوتھا باب

مثال کا بیان 107

پانچواں باب

اجوف کا بیان 111

اجوف وناقص میں اعلال کا نقشہ 120

چھٹا باب

ناقص کا بیان 132

ساتواں باب

لفیف کا بیان 145

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال المفتقرُ اِلی اللّٰہِ الودودِ احمدُ بنُ عليّ بنِ مسعود غفَر اللّٰہُ له و لِوالدَیه و اَحسنَ اِلَیهما و اِلَیْهِ اعلمْ اَنّ علمَ الصرفِ اُمُّ العلومِ والنحوِ اَبُوها و یقوّی فی الدارِیاتِ داروها و یطغی فی الروایاتِ عارُوها۔ فجمعت فیه کتابا موسوما بمرّاحِ الْاَرْواحِ و هو للصبی جناح النَّجاحِ وراح رَحْراحٌ و فی معدته حین راحَ مثل تفاح او راح و باللّٰهِ اَعْتصم عما یصِمُ و به اَسْتعین و هو نِعْمَ الْمولٰی و نِعْم المعین۔ اعلمْ اسعدَكَ اللّٰه تعالٰی اَنَّ الصرّافَ یحتاج فی معرفةِ الاوزان الٰی سبعةِ ابوابٍ۔الصحیح والمضاعف والمهموز والمثال والاجوف والناقص واللفیف۔ و اشتقاق تسعة اشیاءٍ من کل مصدر و هی الماضی والمضارع والامر والنهی واسمی الفاعل والمفعول والمکان و الزمان والالة فکسرته علی۔

ترجمہ:

بندہ محتاج احمد بن علی بن مسعود اللہ ودود کی بارگاہ میں عرض گزار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے، اس پر اور اس کے والدین پر احسان فرمائے۔ تو جان کہ علم صرف علوم کی ماں اور علوم نحو باپ ہے اور اس کا جاننے والا معقولات میں مضبوط ہوتا ہے اور نہ جاننے والا منقولات میں بھٹک جاتا ہے۔ تو میں نے اس بارے میں کتاب جو کہ مراح الارواح کے نام سے موسوم ہے اسے لکھا۔ اور وہ بچے کے لیے کامیابی کا بازو اور کشادہ راستہ ہے اور اس کے معدے میں جب قرار پکڑے تو سیب اور شراب کی طرح (مفید) ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور مدد چاہتا ہوں اور وہ کتنا ہی اچھا مولا اور مددگار ہے۔

تو جان کہ اللہ تعالیٰ تجھے سعادت مند بنائے کہ علم صرف میں انسان ہفت اقسام کے اوزان کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے، صحیح، مضاعف، مہموز، مثال، اجوف، ناقص، لفیف۔

اور ہر مصدر سے نکلنے والی نو چیزوں کے اشتقاق کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے۔

ماضی، مستقبل، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، ظرف مکان، ظرف زمان، اسم آلہ۔ پس میں نے اس میں سات ابواب جمع کیے۔

فائدہ:

معقولات سے مراد علل و مناسبات ہیں۔ روایات سے مراد مسائل منقولہ ہیں۔ شراب سے مراد نبیذ تمر (عیب ناک کرنے والی وہ چیز ہے) جبکہ وہ نشہ نہ دے۔ صرفی لوگ اوزان کی معرفت میں ہفت اقسام کے محتاج ہوتے ہیں۔

فکسرة: جواب شرط محذوف ہے۔

تقدیر عبارت: اذان کان الصراف یحتاج فی معرفة الاوزان الی سبعة ابواب فکسرت هذا الکتاب علی علی سبعة ابواب۔ فکسرته کا عطف فجمعت پر ہے اور یہ کسر الطائر جناحیہ سے مشتق ہے۔

ترجمہ:

میں نے علیحدہ علیحدہ سات باب بنائے۔

(الباب الاول فی الصحیح)

(پہلا باب صحیح کے بیان میں)

الصحیحُ هو الذی لیس فی مقابلةِ الفاءِ والعینِ واللامِ حرفُ عِلّةٍ و تضعیفَ و همزةَ نحو الضرب فان قیل لِمَ اختُصَّ الفاءُ والعینُ واللامُ للوزن قلنا حتی یکون فیه مِن حروف الشفةِ والوسطِ والحلقِ شیءٌ۔ فقلنا الضرب مصدر یتولّدُ منهُ الاشیَاء التسعة و هو اصلٌ فی الاشتقاقِ عند البصریینَ لانّ مفهومَه واحدٌ و مفهومَ الفعلِ متعددٌ لدلالتِهِ علَی الحدثِ والزمان والواحدُ قبلَ المتعدد و اِذا کانَ اصلاً لِلافعال یکونُ اصلاً للمتعلقّاتها ایضاً ولانه اسم والاسمُ مستغنٍ عِن الفعلِ۔ و یقالُ له مصدر لانَّ هذه الاشیاءَ تصدرُ عنه: والاشتقاقُ ان تجد بین اللفظَینِ تناسُبًا فی اللفظِ والمعنیَ و هو علی ثلثةِ اَنواعٍ: صغیرٌ و هو اَن یکونَ بینهما تناسب فی الحروفِ والترتیبِ نحو ضربَ من الضربِ و کبیر و هو اَن یکونَ بینهما تناسب فی اللفظِ دُون الترتیب نحو جَبَذَ من الجَذْبِ واکبرُ و هو اَن یکونَ بینهما تناسب فی المخرجِ دُونَ الحروفِ والترتیبِ نحو نَعِقَ من النَهقِ: (صوت الحمار) والمرادُ من الاشتقاقِ المذکورِ اشتقاقٌ صغیرٌ۔ و قال الکوفیونُ ینبغی ان یکونَ الفعلُ اصلاً لانّ اعلالَه مدارٌ لاِعْلالِ المصدرِ وجودًا و عدماً اما و جوداً ففی یَعِدُ عِدَةً و قَامَ قیاماً۔ وامَّا عَدَمًا فَفِیْ یَوْجَلُ وجلاً و قاوَمَ قِوَامًا وَ مَدَارِیَتُهٗ تدل علٰی اصالتِهِ وایضاً یؤکَّدُ الفعلُ به نحو ضربتُ ضرباً و هو بمنزلةِ ضربتُ ضربتُ والموکَّدُ اصلَ من الموکَّدِ و یقالُ له مصدرٌ لکونه مصدوراً عنِ الفعلِ کما قالوا مشرَبٌ عذبٌ و مرکبٌ فارهٌ ای مشروبٌ و مرکوبٌ۔

ترجمہ:

صحیح اُسے کہتے ہیں کہ جس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں حرفِ علت اور مضاعف اور ہمزہ نہ ہو۔ جیسے: الضرب پس اگر کہا جائے کہ فاء، عین اور لام ہی کیوں وزن کے لیے خاص کیے گئے۔ تو ہم نے کہا یہاں تک کہ اُس میں ہو جائے۔ حروفِ شفوی اور حروفِ حلقی اور حروفِ وسطی میں سے بھی کوئی چیز پس ہم نے کہا: الضرب مصدر وہ لفظ ہے جس میں سے نو چیزیں نکلتی ہیں (پیدا ہوتی ہیں) اور وہ نکلنے میں اصل ہے۔ بصریوں کے نزدیک کیونکہ اس کا مفہوم واحد ہے اور فعل کا مفہوم متعدد ہے جو کہ دلالت کرتا ہے حدث اور زمان پر اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے اور جبکہ وہ افعال میں اصل ہے تو اس کے متعلقات بھی اصل ہوں گے اسی طرح اور اس لیے کہ وہ اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور اسے مصدر کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے نو چیزیں نکلتی ہیں اور جب دو لفظوں کے درمیان لفظ اور معنی میں مناسبت پائی جائے تو وہ اشتقاق کہلاتا ہے اور اس کی

تین قسمیں ہیں وغیرہ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان حروف اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے مناسبت پائی جائے۔ جیسے: ضرب اور الضرب۔ کبیر، اس سے مراد یہ ہے کہ اُن لفظوں کے درمیان مخرج اور معنی میں مناسبت ہو۔ حروف اور ترتیب میں نہ ہو جیسے الجذب سے جبذ اکبر، اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مخرج میں مناسبت ہو۔ حروف اور ترتیب کی مناسبت کے سوا جیسے: النہق سے نعق اور اس اشتقاق سے مراد اشتقاقِ صغیر ہے اور کوئی کہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ فعل اصل ہو اس لیے کہ اس کے اعلال کا مدار مصدر کے اعلال کے لیے ہے۔ وجودی اور عدمی طور پر بہر حال وجودی یَعِدُ عدۃ، قام قیاماً میں ہے اور بہر حال عمومی یو جل وجلاً و قاوم قواماً میں ہے اور اس کا مدار دلالت کرتا ہے اس کی اس حالت پر اور اسی طرح فعل کی تاکید لائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ جیسے ضربت ضرباً اور وہ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کی طرح ہے اور موکَد اصل میں موکِد سے ہے اور کہا جاتا ہے اس مصدر کے لیے اس لیے کہ وہ مصدر فعل کے علاوہ ہوتا ہے جیسا کہ انہوں نے کہا مشرب، عذب، مرکبٌ فاءۃ یعنی کہ مشروب مرکوب ہیں۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ بالا عبارت سے مصنف علیہ الرحمہ سات ابواب میں سے ایک باب صحیح کے بارے میں بیان کر رہے ہیں: صحیح وہ ہے جس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں نہ حرفِ علت ہو اور نہ ہی مضاعف ہو اور نہ ہی اس میں ہمزہ ہو جیسے الضرب بروزن الفعل۔

سوال: آپ نے وزن کے لیے فاء عین اور لام کلمہ کو ہی کیوں خاص کیا؟

جواب: انسان کے منہ سے نکلنے والے حروف کے تین مخارج ہیں:

(1) شفوی (2) وسطی (3) حلقی

(1) جو شفو سے نکلتے ہیں اُن کو حروفِ شفوی کہتے ہیں:

(2) جو وسط سے نکلتے ہیں اُن کو حروفِ وسطی کہتے ہیں:

(3) جو حلق سے نکلتے ہیں اُن کو حروفِ حلقی کہتے ہیں۔

لہٰذا ان تینوں میں سے شفوی میں سے فاء کو وسطی میں سے لام کو اور حلقی میں سے عین کو چن لیا گیا۔

حروف کے مخرج نکالنے کا طریقہ:

جس حرف کا مخرج نکالنا مقصود ہو اُس حرف کو ساکن کر کے اُس کے ماقبل ہمزہ کا اضافہ کر کے اُس کو پڑھیں گے۔ اگر ہونٹ آپس میں ملیں تو شفوی اور اگر وہ حرف منہ کے درمیان سے نکلے تو وسطی اور اگر حلق سے نکلے تو حلقی کہلائے گا۔

مصدر میں سے نو چیزیں نکلتی ہیں۔ ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، ظرف مکان، ظرف زمان، اسم آلہ۔

سوال: اسم تفضیل، صفت مشبہ، مبالغہ بھی مصدر سے نکلتے ہیں۔ ان کو اس میں کیوں شامل نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ ان تینوں میں بھی فاعل کا معنی پایا جاتا ہے تو ان کو اسم فاعل پر محمول کر لیا گیا لہٰذا ان کو ذکر نہ کیا گیا۔

بصریوں کے دلائل:

(1) مصدر میں حدث پایا جاتا ہے اور فعل میں حدث اور زمان دونوں پائے جاتے ہیں لہٰذا مصدر میں ایک چیز اور فعل میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں اور ایک دو سے پہلے ہوتا ہے تو مصدر اصل ہوا اور فعل اس کی فرع۔

(2) مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور فعل اسم کے بغیر نہیں پایا جاتا لہٰذا مستغنی ہمیشہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوتا ہے۔

(3) مصدر کا معنی ہے نکلنے کی جگہ کیونکہ فعل اس سے نکلتا ہے تو مصدر اصل اور فعل فرع ہوا۔ مصدر میں سے چیزیں مشتق ہوتی ہیں اس لیے اس کو مصدر کہا جاتا ہے۔

سوال: اشتقاق کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو لفظوں کے درمیان لفظی اور معنوی مناسبت کا پایا جانا اشتقاق کہلاتا ہے۔

سوال: اشتقاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اشتقاق کی تین قسمیں ہیں۔

(1) صغیر (2) کبیر (3) اکبر

اشتقاقِ صغیر	لفظ میں	مخرج میں	معنی میں	ترتیب میں	الضرب سے ضرب
اشتقاقِ کبیر	"	"	"	x	الجذب سے جبذ
اشتقاقِ اکبر	x	"	"	x	النهق سے نعق

نوٹ: شقٌّ کا معنی ہوتا ہے پھٹنا تو اشتقاق اس سے نکلا ہے کیونکہ مصدر بھی پھٹتا ہے اس سے چیزیں نکلتی ہیں اس لیے اس کو مصدر یا مشتق کہتے ہیں۔

بصری فرماتے ہیں کہ مصدر اصل ہے اور فعل فرع اُن کے نزدیک مصدر کے اصل ہونے کے دلائل پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔

اب کوفیوں کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مصدر فرع ہے اور فعل اصل۔

کوفیوں کے دلائل:

(1) مصدر میں تعلیل یا عدمِ تعلیل کا دارومدار فعل میں تعلیل یا عدمِ تعلیل پر ہے یعنی فعل میں تعلیل ہوگی تو مصدر میں بھی ہو گی۔ اگر فعل میں تعلیل نہیں تو مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔ جیسے: یو عدُ میں تعلیل ہوتی ہے۔ تو یعد بنتا ہے اور پھر اس کی مناسبت سے مصدر میں تعلیل ہوئی تو وعدٌ سے عدۃ بن گیا۔ یہ وجودی کی مثال ہے۔

اور عدمی کی مثال یہ ہے کہ یو جل میں تعلیل نہیں ہوئی تو اس کے مصدر یعنی وجلاً میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فعل اصل اور مصدر فرع ہے۔

(2) فعل کی تاکید کے لیے مصدر لایا جاتا ہے۔ جیسے: ضربت ضرباً اس میں ضرباً کو ضربت کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے اور یہ ضربت کے قائم مقام ہے اور مؤکَد جو کہ فعل ہے وہ مُؤکِد کا اصل ہوتا ہے جو کہ مصدر ہے لہٰذا فعل اصل ہوا اور مصدر اُس کی فرع۔

(3) مصدر اس جگہ پر مصدور سے نکلا ہوا کے معنی میں ہے۔ یعنی یہ فعل سے نکلا ہے لہٰذا فعل اصل اور مصدر اس کی فرع۔ مصدر کا مصدور کے معنی میں ہونا مشربٌ، عذبٌ کا مشروب عذبٌ کے معنی میں ہونا ہے۔ مرکبٌ فارہٌ کا مرکوب فارہ کے معنی میں ہونا ہے۔ لہٰذا فعل اصل اور مصدر اس کی فرع۔

قلنا فی جَوَابِهِمْ اعلال المصدرِ للمشاكلةِ لا للمداريةِ كحذفِ الواوِفی تعدُ والهمزة فی تكرُمِ۔ والمؤكديةُ لا تدلُّ علىُ الاصالة فی الْاشتقاقِ كما فی جاء نی زيدٌ زيدٌ۔و قولهم مشربٌ عذبٌ و مركبٌ فارهٌ مِن بابِ جَرى النهرُ و سالَ الميزابُ۔ و مصدر الثلاثی كثير و هو عند السيبويه يرتقی الی اثنين وثلثين بناءً نحو قتل و فِسقٍ و شغلٍ۔ و رَحمةٍ و نِشدةٍ و كُدرةٍ و دَعوىٰ و ذِكرىٰ و بُشرىٰ۔ وليَّان و حِرمانِ و غُفران وَ ترَوَان۔ وَ طَلَبِ و خِنَقٍ و صِغَرٍ وَ هُدىً۔ وَ غَلَبَةٍ و سِرَقَةٍ۔ وَ ذَهَابِ و صِرَافٍ۔ وَ مدخلٍ وَ مَرْجِعٍ۔ و مِسْعَاةٍ وَ مَحمِدَةٍ و سوال۔ و زهادة و دراية۔ و دخولٍ و قبولٍ وَ وَجِيْفٍ و صهوبة۔ و يجئُ علی وزنِ اسمی الفَاعلِ والمفعولِ نحو قمتُ قائماً و نحوِ قولِهِ تعالٰی بايكم المفتون و يجئُ للمبالغةِ نحوِ التَهْدارِ والتِلْعابِ والحِثّيثیٰ والدّليلیٰ۔

ترجمہ:

ہم نے اُن کے جواب میں کہا کہ مصدر کا اعلال مشاکلت کے لیے ہے نہ کہ مداریت کے لیے جیسا کہ واؤ کا حذف کرنا تعِدوا میں اور ہمزہ کا تکرم میں اور موکدیت نہیں دلالت کرتی۔ اس حالت پر اشتقاق میں جیسا کہ جاء نی زید زیداور ان کا قول مشرب عذب، مرکب فارہ یہ جری النھر اور سال المیزاب کے باب سے ہے۔ ثلاثی مجرد کے مصادر بہت ہیں اور وہ امام سیبویہ کے نزدیک 32 ہیں۔ جیسے: قتل کرنا، نافرمانی کرنا، مشغول ہونا، رحمت کرنا، تلاش کرنا، گدلا ہونا، بلانا، ذکر کرنا، خوشخبری دینا، نرم ہونا، محروم ہونا، بخشنا، زمین سے تلاش کرنا، طلب کرنا، گلا دبانا، چھوٹا ہونا، ہدایت کرنا، غالب ہونا، چوری کرنا، جانا، پھیرنا، اندر آنا، واپس لوٹنا، کوشش کرنا، تعریف کرنا، سوال کرنا، پرہیزگار ہونا، جاننا، داخل ہونا، قبول کرنا، ستر کا ڈھانپنا، بدبودار ہونا اور ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل اور مفعول پر بھی آ جاتا ہے۔ جیسے: قمت قائمًا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بایکم المفتون اور ثلاثی مجرد کے مصادر مبالغہ کے وزن پر بھی آ جاتے ہیں۔ جیسے: استھداد، التلعاب، الحشیشی، الدلیلی۔

انوارِ خادمیہ: ثلاثی مجرد کے مصادر کئی اوزان پر آتے ہیں لیکن امام سیبویہ کے نزدیک کل 32 اوزان ہیں جن پر ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

ثلاثی مجرد 32 کے اوزان

۱	قَتْلٌ	۱۶	صِغَرٌ	۳۱	وَجِيْفٌ
۲	فِسْقٌ	۱۷	هُدًى	۳۲	مَسْهُوْبَةٌ
۳	شُغْلٌ	۱۸	غَلَبَةٌ		
۴	رَحْمَةٌ	۱۹	سَرِقَةٌ		
۵	نِشْدَةٌ	۲۰	ذَهَابٌ		

٦	كُدْرَةٌ	٢١	صِرَافٌ	
٧	دَعْوٰى	٢٢	مُدْخَلٌ	
٨	ذِكْرٰى	٢٣	مَرْجِعٌ	
٩	بُشْرٰى	٢٤	مِسْعَاةٌ	
١٠	لَيَّانٌ	٢٥	مَحْمَدَةٌ	
١١	حِرْمَانٌ	٢٦	سُوَالٌ	
١٢	غُفْرَانٌ	٢٧	ذَهَادَةٌ	
١٣	نَزَوَانٌ	٢٨	دِرَايَةٌ	
١٤	طَلَبٌ	٢٩	دُخُوْلٌ	
١٥	خَنِقٌ	٣٠	قُبُوْلٌ	

ثلاثی مجرد کے اوزان اسم فاعل، اسم مفعول اور مبالغہ سے بھی آتے ہیں جیسا کہ فاعل کی مثال قائمٌ، مفعول کی مثال مفتون: مبالغہ کی مثال، استهداد اور التلعاب وغیرہ۔

مبالغہ کے اوزان	معنی
استهدادٌ بروزنِ تَفْعَالٌ	زیادہ اُبالے آنا
التلعابٌ بروزنِ تَفْعَالٌ	زیادہ کھیلنا
الحشیشی بروزنِ فِعّیلی	زیادہ اُبھارنا
الدلیلٰی بروزنِ فِعّیلی	زیادہ راہنمائی کرنا

و مصدر غیر الثلاثی یجیءُ علٰی سُنَنٍ واحِدٍ اَلّا فی کَلَّم کِلّاما و فی قَاتَلَ قتّالا و قیتالا و فی تحمّلَ تَحِمّالا و فی زلزل زلزالًا:والافعال التیْ تشتقّ من المصدر و ھی خمسةٌ و ثلاثونَ بابًا۔ ستّةٌ لثلاثِی نحو ضَرَبَ یضربُ و قَتَلَ یَقْتُلُ وَ عَلِمَ یَعْلَمُ و فتَحَ یَفتَحُ وکرمُ یکرُم و حسِبَ یحسِبُ۔ وَ یُسَمّی الثلاثةُ الْاَوَلُ دعائم الاَبْوَابِ لِاخْتَلَافِ حر کاتِهن فی الماضِی والمستقبل و کثرتهن۔ و فتَحَ یفتَحُ لَا یَدْخُلُ فی الدعاِئم لانْعدامِ اخْتلافِ الْحرکاتِ وانْعدامِ مجیئهٖ بغیر حرفِ الْحلقِ۔ و امّا رَکَنَ یَرْکَنُ و اَبیٰ یَابٰی فمِن اللغاتِ المتداخِلَة شاذُو وامّا بقیٰ یبقیٰ و فنیٰ یَفْنٰی و قَلٰی یَقْلٰی فلغاتُ بنی طَی قد فَرّوا مِنِ الکسرةِ الی الفتحةِ۔ وکرمُ یکرُم لَا یدخُل فی الدعائِم لانّه لَا یجیُٔ۔ اِلّا مِنَ الطبائِع والنعوتِ۔ وحسِب یحسِب لَا یَدخُل فی الدعائِم لقلّتِه و قد جاء فَعُلَ علی لغة من

قال كُذُتَّ تكَادُ هی شاذةٌ كَفضلِ يَفْضُلَ وَ دِمْتُ تَدُوْمُ۔

ترجمہ:

غیر ثلاثی کے مصدر میں سے ہر ایک پر ایک ایک وزن ہے مگر کَلَّمَ کِلّامًا میں اور قاتل قِتَّالًا اور قیتالاً میں اور تحمل تحمالا میں اور زَلْزَلَ زِلْزَالاً میں اور افعال جو کہ مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ 35 ابواب ہیں۔ چھ ثلاثی مجرد سے ہیں۔ جیسے: ضَرَبَ، يَضْرِبُ، قَتَلَ يقتل، عَلِمَ يَعْلَمُ، فَتَحَ يَفْتَحُ، كَرُمَ يكرُمُ، حَسِبَ يَحْسِبُ اور پہلے تین کو دعائم الابواب کہا جاتا ہے۔ان کی ماضی اور مضارع میں حرکتوں کے اختلاف کی وجہ سے فَتَحَ يَفْتَحُ دعائم ابواب میں داخل نہیں۔حرکات کے اختلاف کے نہ ہونے کی وجہ سے اور حرف حلقی کے بغیر نہ آنے کی وجہ سے مگر رَكَنَ يَرْكَنُ، اَبٰی يَابٰے لغات متداخلہ میں سے ہیں اور یہ شاذ ہیں مگر بقٰی، یبقٰی، فَنٰی یفنٰی، قَلٰی، یقلٰی، لغات بنی طی میں سے ہیں اور وہ کسرہ سے فتح کی طرف بھاگتے ہیں۔ كَرُمَ يكْرُمُ دعائم ابواب میں داخل نہیں کیونکہ وہ نہیں آتا مگر طبائع اور لغوت میں اور حَسِبَ يَحْسِبُ دعائم الابواب میں داخل نہیں قلت استعمال کی وجہ سے اور کبھی کبھار فَعُلَ يَفْعَلُ لغت میں آتا ہے جنہوں نے کہا كُدُتَّ تكادُ سے ہے یہ شاذ ہے۔جیسے: فَضِلَ يَفْضُلُ اور دِمْتُ تَدُوْمُ ہے۔

انوارِ خادمیہ: ثلاثی کے مصادر پیچھے بیان ہو چکے ہیں لیکن غیر ثلاثی کے لیے ہر مصدر کے لیے ایک ایک وزن آتا ہے جو کہ آگے بیان ہوں گے لیکن چار ابواب کے مصادر کسی اور وزن پر بھی آجاتے ہیں جو کہ درجِ ذیل ہیں:

باب	مصادر
مفاعلہ	قِتَّالًا، قیتالا
تفعیل	كَلَّمَ، كِلَّامًا
تفعل	تحمّل، تحمّالًا
فعلل	ذَلْزَلَ، زلزالًا

مصدر سے کل 35 ابواب نکلتے ہیں جو کہ درجِ ذیل ہیں:

ثلاثی مجرد سے 6	ثلاثی مزید فیہ سے 12
رباعی مجرد سے 1	رباعی مزید فیہ سے 3
ملحق دحرج سے 6	ملحق تدحرج سے 5
ملحق احرنجم سے 2	

35 ابواب میں سے 6 ابواب ثلاثی مجرد کے ہیں جن کا نقشہ یہ ہے:

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب

ضَرَبَ یَضْرِبُ　　نَصَرَ یَنْصُرُ

سَمِعَ یَسْمَعُ　　فَتَحَ یَفْتَحُ

کَرُمَ یکرُم　　حَسِبَ یَحْسِبُ

ان میں سے پہلے تین ابواب ضَرَبَ، نَصَرَ، سَمِعَ کواُم الابواب یا دعائم الابواب کہا جاتا ہے۔

سوال: اُم الابواب یا دعائم الابواب کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (1) ان تینوں ابواب کی ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔

(2) یہ کثیر الاستعمال ہیں۔

باب فَتَحَ یَفْتَحُ کے اُم الابواب میں داخل نہ ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

(1) ان کی ماضی اور مضارع میں اختلاف نہیں ہے۔

(2) یہ باب حروفِ حلقی کے بغیر استعمال ہی نہیں ہوتا۔ اس بناء پر یہ باب اُم الابواب میں شامل نہیں ہے۔

سوال: فَتَحَ یَفْتَحُ حرفِ حلقی کے بغیر نہیں آتا لیکن رکن یرکن اور اَبیٰ یابیٰ میں تو حرف حلقی نہیں ہے لیکن یہ فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب سے ہیں؟

جواب: یہ باب جو کہ اَبیٰ یابیٰ اور رکن یرکن ہیں یہ لغات متداخلہ میں سے ہیں اور یہ شاذ ہیں۔

سوال: لغات متداخلہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغات متداخلہ سے مراد یہ ہے کہ دو ابواب میں سے ایک کی ماضی اور دوسرے کا مضارع لے کر ایک باب بنا دینا ہے جیسے ایک لغت کے مطابق رَکِنَ یَرْکَنُ اور رَکَنَ یَرْکُنُ میں رَکَنَ ماضی کو لایا اور یَرْکَنُ مضارع کو لے کر ایک الگ باب بنا دیا۔ اسی طرح یہ دو ابواب بھی لغات متداخلہ میں سے ہیں۔

شاذ کی اقسام

شاذ کی تین قسمیں ہیں:

(1) مخالف قیاس　　مطابق استعمال

(2) مخالف استعمال　　موافق قیاس

(3) مخالف قیاس　　مخالف استعمال

شاذ کی تیسری قسم ممنوع ہے اور پہلی دو جائز ہیں۔

سوال: ان تمام کے علاوہ تین باب یہ بھی آتے ہیں۔ بقیٰ، یبقیٰ، فَنَی، یَفْنٰی، قَلٰی یَقْلٰی جو کہ فَتَحَ یَفْتَحُ کے وزن پر ہونے کے باوجود اُن میں حرف حلقی موجود نہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

جواب: یہ تین ابواب لغت بنی طی میں سے ہیں اور اصل میں سَمِعَ یَسْمَعُ کے وزن پر ہیں لیکن کیونکہ یہ لغت والے کسرہ

سے فتحہ کی طرف بھاگتے ہیں اور کسرہ کو نہیں پڑھتے اس بنا پر کسرہ کو فتحہ سے بدل کر پڑھتے ہیں للہذا یہ بھی درحقیقت فَتَحَ يَفْتَحُ کے باب میں سے نہیں ہیں۔

بابِ كَرُمَ يَكْرُمُ کے اُم الابواب میں داخل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے:

(1) اس کی ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف نہیں ہے۔

(2) یہ صرف طبائع اور نعوت کے لیے آتا ہے۔

سوال: طبائع اور نعوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جس چیز میں انسان کا اختیار نہ ہو اور دکھائی بھی نہ دے وہ طبائع کہلاتی ہے۔ جیسے: انسان کا بخیل ہونا یا سخی ہونا وغیرہ۔ اور جس چیز میں انسان کا اختیار نہ ہو لیکن دکھائی دے وہ نعوت کہلاتا ہے۔ جیسے: لمبا یا موٹا ہونا وغیرہ۔

بابِ حَسِبَ يَحْسِبُ کے بھی اُم الابواب میں داخل ہونے کی دو وجہیں ہیں۔

(1) اس کی ماضی اور مضارع کی حرکات میں اختلاف نہیں ہوتا۔

(2) یہ باب بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے یہ اُم الابواب میں داخل نہیں ہے۔

وجوہات

اُم الابواب

ضَرَبَ يضرب (1) ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں اختلاف (2) کثیر الاستعمال (3) معنی میں اختلاف

نَصَرَ ينصُرُ .... ایضاً

سمع يسمع .... ایضاً

وجوہات

غیر اُم الابواب

فتح يفتح (1) ماضی اور مضارع کی حرکتوں میں عدم اختلاف (2) حرفِ حلقی کے ساتھ خاص طبائع ونعوت کے ساتھ خاص قلتِ استعمال

کرم یکرم .... ایضاً

حسب یحسب .... ایضاً

بعض لغات میں ثلاثی مجرد کے چھ اوزان کے علاوہ چند اوزان اور بھی آتے ہیں۔ جیسے: کرم یکرم۔ کدت تکادُ ہے۔ اصل میں یہ باب کرم یکرم سے ہے لیکن یہ شاذ ہے۔ جیسے کہ وہ کہتے ہیں کُدتَ اصل میں کَوُدتَ تھا۔ واؤ کی حرکت ما قبل کو دی تو کُوْدتَ ہو گیا۔ واؤ کو دال سے بدلا تو کُدْدتَ ہو گیا اور پھر دال کو تاء سے بدل کر تاء میں ادغام کر دیا تو کُدتّ ہو گیا۔

اسی طرح فَضِلَ يَفْضُلُ اور دِمْتُ تدوم ہے اور یہ قول ابن حاجب شافیہ میں فرماتے ہیں:

و اثنا عَشَرَ لمنشعَبةِ الثلاثِي نحو اكرَم و قطّعَ و قَاتَلَ و تفضَّلَ و تضارَبَ وانصرَفَ واحتقرَ

واستُخرِجَ واخشَوشَنَ واجلوّذَ و احمارَّ واحمرَّ اصلهُمَا احمارَرَ واحمرَرَ فادُغِمَا لِلجنسية۔ و يدلُّ عليه اِرعَوَى و هو من اِفعَلَّ و لا يدغمُ لانعَدَامِ الجنسيةِ۔ و واحد للرباعى نحو دَحُرَجَ۔ و ثلاثة لمنشعبةِ الرُباعِى نحو اِحرَنجَمَ وَ اِقشَعِرَّ وَ تَدَحُرجَ۔ و ستةٌ لملحق دحرجَ، نحو شَملَلَ و حَوقَلَ وَ بَيطَرَ وَ جَهوَرَ وَ قَلسٰى وَ قَلنَسَ۔ و خمسة لملحق تدحرج، نحو تجَلبَبَ و تَجَورَبَ وَ تَشيطَنَ وَ تَرَهوَكَ وَ تَمسكَنَ۔ و اثنان لملحق احر نجم، نحو اقعنس واسلنقى۔ و مصداق الالحاق اتحاد المصدرين۔

ترجمہ:

اور بارہ باب ثلاثی مزید فیہ میں سے ہیں جیسے: اَکرَمَ، قَطَّعَ، قَاتَلَ، تَفَضَّلَ، تَضَارَبَ، اِنصَرَفَ، اِختَصَرَ، اِستَخرَجَ، اِخشَوشَنَ، اِجلَوَّذَ، اِحمَارَّ اور اِحمَرَّ ہیں۔

ان دونوں کی اصل احمارَرَ اور احمرَرَ آتی ہیں پس ان دونوں کو جنسیت کی وجہ سے ادغام کردیا اور ارعوی اس پر دلالت کرتا ہے اور وہ باب افعل میں سے ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا جاتا۔ جنسیت کے معدوم ہونے کی وجہ سے اور ایک باب رباعی مجرد میں سے ہے۔ جیسے: دَحرَجَ اور تین رباعی مزید فیہ میں سے ہیں۔ جیسے: اِحرَنجَمَ، اقشعر اور تدحرج۔ اور چھ ملحق دحرج سے ہیں۔ جیسے: شَملَلَ، حَوقَلَ، بَیطَرَ، جَهوَرَ، قلسے اور قلنس اور پانچ ملحق تدحرج ہیں۔ جیسے: تَجَلبَبَ، تَجَورَبَ، تَشَیطَنَ، تَرَهوَكَ اور تَمَسکَنَ اور دو ملحق احرنجم سے ہیں۔ جیسے: اقعنس اور اسلنقی اور وہ مصدروں کے اتحاد کے الحاق کا مصداق ہے۔

انوارِ خادمیہ: 12 ابواب ثلاثی مزید فیہ کے آتے ہیں جن کا نقشہ درج ذیل ہے:

ثلاثی مزید فیہ کے بارہ ابواب

افعال	اکرام	افتعال	اختقاد
تفعیل	تکریم	استفعال	استخراج
مفاعلة	مقاتلة	افعیعال	اخشیشان
تفعّل	تفضّل	افعوّال	اجلقاذ
تفاعل	تضادب	افعلال	احمرار
انفعال	انصراف	افعیلال	احمیرار

احمارّ اصل میں احمارر تھا۔ دو حروف ایک ہی جنس کے ایک کلمہ میں جمع ہوئے۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک تو پہلے کو دوسرے میں ادغام کردیا تو احمارّ بن گیا۔

احمرّ اصل میں احمرر تھا۔ اس میں بھی احمارّ کی طرح تعلیل ہوگی تو احمرّ بن جائے گا۔

ایک باب رباعی مجرد کا، 3 رباعی مزید فیہ کے، 6 ملحق دحرج کے، 5 ملحق تدحرج کے اور 2 ملحق احرنجم کے آتے ہیں۔ ان کا

نقشہ درج ذیل ہے:

رباعی مجرد کا ایک باب

فَعْلَلَة بروزن دَحْرَجَة

رباعی مزید فیہ کے 3 ابواب

اِفْعِنْلال بروزن احرنجام
اِفْعِلّال بروزن اقشعراء
تفعْلُل بروزن تَدَحْرُجٌ

ملحق برباعی مجرد کے 5 ابواب

فَعْلَلَةٌ بروزن شَمْلَلَة
فَوْعَلَة بروزن حَوْقَلَة
فَيْعَلَة بروزن يَسْطَرَة
فَعْوَلة بروزن جَهْوَدَة
فَعْلَوَة بروزن قَلْسَوَة

ملحق بتدحرج کے 6 ابواب

فَعْلَلَة بروزن قَلْنَسَة
تَفَعْلُل بروزن تَجَلْبُبٌ
تَفَوْعل بروزن تَجَوْرب
تفعيل بروزن تشيطُنٌ
تَفَعْوُل بروزن تَرَهْوُكٌ
تَمَفْعُل بروزن تَمَسْكُنٌ

ملحق احرنجم کے 2 ابواب

اِفْعَنْلُل بروزن اِقْعَنْسُسٌ
اِفْعِنْلاءٌ بروزن اِسْلِنْقَاءٌ

سوال: رباعی مجرد کا صرف ایک باب کیونکر لے کر آئے؟

جواب: کیونکہ اس میں ثقل ہے تو اس وجہ سے صرف اس کے لیے ایک باب کو اختیار کیا گیا۔

جس کو الحاق کیا جائے اس کو ملحِق کہتے ہیں اور جس کا الحاق کیا جائے اس کو ملحَق کہتے ہیں۔

الحاق کرنے کا طریقہ:

(1) الحاق دو طرح سے ہوتا ہے۔ کلمہ میں سے ہی کسی لفظ کو زیادہ کر دیا جائے جیسے: جَلَبَ سے جَلْبَبَ۔ اس میں ب کو زائد کیا گیا۔

(2) کلمہ میں اُس کے اپنے الفاظ کے علاوہ کسی اور لفظ کا زیادہ کر دینا۔ جیسے: بیطر سے بیطرۃ۔ ۃ کا اضافہ کیا گیا۔

نوٹ: الحاق کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کا مصدر ایک طرح کا ہو۔

فصل فی الماضی

(فعل ماضی کے بیان میں)

و هو يجئى علىٰ اربعةَ عشرَ وجهاً نحو ضرَبَ الى ضَرَبْنا۔ انّما بُنِى الماضى لفواتِ مُوجِب الاعرابِ و علَى الحركةِ لمشابهةِ الاسمِ فى وقوعه صفةً للنكرةِ نحو مررتُ برجلٍ ضربَ و ضاربٍ۔ و علَى الفتحِ لانّه اخُ السكونِ لانّ الفتحةَ جزءُ الالفِ وَ لَمْ يعرَبْ لانَّ اسم الفاعل لَمْ يَأْخُذْ منه العمل۔ و لم يعرب لانّ اسمَ الفاعلِ لَمْ يَأْخُذْ منه العمل۔ بخلافِ الْمضارِع لانّ اسمَ الْفاعلِ خذ منه العمل فأُعْطِىَ الْاعرابُ له عوضًا عنه او لِكثرةِ مشابهتِهٖ يعنى۔ يعُرب المضارعُ لكثرةِ مشابهته له و بنى الماضى على الحركة لقلة مشابهتهٖ له و بُنِىَ الْامرُ علَى السكونِ لعدم مشابهتِهٖ۔ و زِيدَتِ الالفُ والواوُ والنونُ فى آخرِه حتى يَدُلُّنَ علىٰ هما و هموا وهن۔ و ضمُّ الباءَ فى بُوا الاَجْلِ الواوِ بخلاف رَمَوْا لانّ الميمَ ليست بماٍ قبلَها۔ و ضُمَّ فى رَضُوْا وَ اِنْ لم يكنِ الضادُ بما قبلَها حتى لا يلزَم الخروجُ مِنَ الكسرةِ الى الضمةِ۔

ترجمہ:

اور وہ چودہ صیغے آتے ہیں جیسے ضرب سے لے کر ضربنا تک بے شک ماضی مبنی ہے۔ اعراب کو واجب کرنے والے کے فوت ہونے کی وجہ سے اور حرکت پر اسے اسم کے ساتھ مشابہت ہے۔ اس کا نکرہ کی صفت واقع ہونے میں جیسے: مررت برجل ضرب و ضارب اور فتح پر کیونکہ قریب ہے سکون کے اس لیے کہ فتحہ الف کا جزء ہے اور معرب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسم فاعل اس سے عمل نہیں لیتا بخلاف مضارع کے اس لیے کہ اسم فاعل اس میں عمل لیتا ہے پس اعراب دیا گیا اس کو اس کے بدلے میں اسے کثرت مشابہت کی وجہ سے یعنی مضارع معرب ہے کثرت مشابہت کی وجہ سے اور ماضی مبنی ہے حرکت پر مضارع کی ساتھ قلیل مشابہت کی وجہ سے اور امر مبنی ہے سکون پر عدم مشابہت کی وجہ سے اور الف، واؤ اور نون کو اس کے آخر میں زیادہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ ھما، ھموا، ھن پر دلالت کریں اور باء کو فتحہ دیا گیا ہے۔ ضربوا میں واؤ کی وجہ سے بخلاف رموا کے اس لیے کہ میم اس کے ماقبل سے نہیں ہے اور رضوا میں ضمہ دیا گیا ہے۔ اگرچہ ضاد اس کے ماقبل میں سے نہیں ہے یہاں تک کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

انوارِ خادمیہ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ ماضی کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں۔

ماضی کے چودہ صیغے آتے ہیں۔ ضرب سے لے کر ضربنا تک۔

سوال: ماضی کے ہم 14 صیغے بناتے ہیں لیکن قیاسی طور پر 18 صیغے بنتے ہیں۔ 14 صیغے بنانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (1) یہ سماعی بات ہے۔

(2) چونکہ ان کے ساتھ ضمائر کا تعلق ہوتا ہے اور یہ فعل ہے اور فاعل ضمیریں بنتی ہیں اور ضمیریں 16 ہونے کی وجہ سے صیغے بھی چودہ بنائے گئے۔

سوال: ضمیریں 18 کیوں نہ بنائی گئیں؟

جواب: قرآن مجید میں بھی 16 ضمیریں استعمال ہوئی ہیں اور مستعمل بھی 16 ہیں۔ اس بناء پر ضمیریں 18 نہ بنائی گئیں۔

ماضی مبنی ہوتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے اعراب دینے والا عامل کوئی نہیں ہوتا۔

نوٹ: تمام افعال کی اصل مبنی ہونا ہے اور تمام اسماء کی اصل معرب ہونا ہے۔ اس بناء پر فعل ماضی مبنی ہے۔

ماضی کی اسم کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے حرکت میں نکرہ کی صفت واقع ہونے کی وجہ سے جیسے: مررت برجل ضرب و ضاربٍ۔

وہ معرب نہیں ہوتا اس لیے کہ اسم فاعل اس سے عمل نہیں پکڑتا ہے لیکن مضارع میں اس سے عمل پکڑتا ہے کیونکہ وہ اس کے عوض میں اس کو حرکت دیتا ہے۔ اس سے کثرت سے مشابہت ہونے کی وجہ سے امر مبنی ہوتا ہے سکون پر عدم مشابہت کی وجہ سے۔

ماضی کے صیغوں کے آخر میں الف، واؤ اور نون زیادہ کیا جاتا ہے تاکہ هما اور هموا اور هن پر دلالت کرے۔

هُمَا اصل میں وَ تھا۔ واؤ ضعیف تھی اور اس پر حرکت ثقیل تھی تو واؤ کو ماقبل ضمہ کے مطابق میم میں مخرج کی مناسبت کی وجہ سے میم سے بدل دیا تو هُمَا بن گیا۔

هُموا اصل میں هُوُوا تھا۔ آخری واؤ کو کثرت استعمال کی وجہ سے گرا دیا اور پھر واؤ کو هُما کی تعلیل کرتے ہوئے میم سے بدل دیا تو هُم بن گیا۔

هُنَّ اصل میں هُمْنَ تھا۔ اس کو پڑھنے میں ثقل پیدا ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر نون کا نون میں ادغام کر دیا تو هُنَّ بن گیا۔

ضربوا میں واؤ کے ماقبل کو ضمہ کی واؤ کی مطابقت کی وجہ سے دیا گیا ہے اور رموا اصل میں رمیُوا تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو یاء کو حذف کر دیا گیا۔

رضوا کو ضمہ دیا گیا اگرچہ فساد ماقبل ضمہ سے نہیں ہے تاکہ کسرہ حقیقی سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آجائے۔

و كُتِبَ الالفُ فى ضربُوا للفرقِ بَين واوِ العطفِ و واوِالجمعِ فى مثل حضَر و قتَل و قيل للفرقِ بينَ واوِالجمعِ وواوالواحد فى مثلِ لَم يدعُو و لَم يدعُوا۔ و جعلت التاءُ علامة للمؤنثِ فى ضربتُ لانّ التاءَ منَ المخرجِ الثانى والمؤنث ايضاً ثانٍ فى التخليقِ۔ و هذه التاءَ ليسَت

بضميرٍ كما يجئى۔ واسكنتِ الباءُ فى مثل ضَرَبنَ وَ ضَرَبْتَ حتى لا يجتمع اربع حركاتٍ متواليةٍ فيما هو كالكلمة الواحدةِ۔ و من ثَمَّ لا يجوزُ العطفُ على ضميره بغيرِ التاكيدِ فلا يقالُ ضربت و زيد بل يقال ضربت انتَ و زيدٌ۔ بخلافِ ضَرَبَتَا لانَّ حركَةَ التاءِ فيه فِى حكمِ السكُون وَ من ثَمَّ يسقط الالفُ فى رمَتَا لِكون التحريكِ عارضاً اِلّا فِى لغةٍ رديةٍ يقولُ اهلُها رَمَاتَا۔ بخلافِ مثلِ ضَرَبَكَ لانه ليس كالكلمةِ الواحدةِ لانّ ضميرَه ضميرٌ منصوبٌ۔ بخلافِ هدَبَدٍ لانَّ اصلَه هدابد ثم قُصِر كما فِى مِخْيَطٍ اصلُه مِخيَاطٌ۔ و حذفت التاء فى ضربْن حتى لا يجتمعَ علامتَا التانيثِ كما فى مسلماتٍ و ان لم تكونَا من جنسٍ واحدٍ لثقلِ الْفعلِ۔ بخلافِ حبليات لعدم الْجنسيةِ۔

ترجمہ:

اور الف لکھا گیا ہے ضربوا میں واؤ عطف اور واؤ جمع کے درمیان فرق کرنے کے لیے مثل حضر وقتل کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واؤ جمع اور واؤ واحد کے درمیان فرق کرنے کے لیے مثل لم یدعوا و لم یدعوا اور تاء کو ضربت میں علامت مونث بنایا گیا ہے۔ اس لیے کہ تاء مخرج ثانی سے ہے اور مؤنث اسی طرح تخلیق میں بھی ثانی ہے اور یہ تاء ضمیر نہیں ہے (جیسا کہ آئے گا ضمائر کی بحث میں) باء کو ساکن قرار دیا گیا ہے مثل ضربن اور ضربت میں یہاں تک کہ نہ جمع ہوتوالی اربع حرکات اس میں وہ کلمہ واحدہ کی طرح ہے اور پھر عطف جائز نہیں ہے۔ اس ضمیر پر بغیر تاکید کے بس نہیں کیا جائے گا۔ ضربت و زید بلکہ کہا جائے گا ضربت انت و زید بخلاف ضربتا کے اس لیے کہ تاء کی حرکت اس میں سکون کے حکم میں ہے اور پھر الف کو گرا دیا جاتا ہے۔ رمتا میں اس لیے کہ حرکت عارضی ہے مگر لغت ردی میں وہ کہتے ہیں رماتا بخلاف مثل ضربك کے اس لیے کہ یہ کلمہ واحدہ کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کی ضمیر، ضمیر منصوب ہے بخلاف هدَبِدٍ کے اس لیے کہ اس کی اصل هدابه تھی پھر قصر کیا گیا جیسا کہ مخیط میں ہے۔ اس کی اصل مخیاط آتی ہے اور تاء کو حذف کیا گیا ہے۔ ضربن میں یہاں تک کہ نہ جمع ہوں دو علامت تانیث جیسا کہ مسلمات میں ہے اور اگر وہ دونوں جنس واحد میں سے نہ ہوں فعل کے ثقل کے لیے بخلاف حبلیات کے عدم جنسیت کی وجہ سے۔

انوارِ خادمیہ: واؤ عطف اور جمع کی واؤ میں فرق کرنے کے لیے آخر میں الف لکھی جاتی ہے جیسے: ضربوا اور حضر وقتل۔

سوال: جمع کی واؤ ملی ہوئی ہوتی ہے اور عطف کی واؤ ملی نہیں ہوتی تو پھر الف لگانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ عمل تمام میں نہیں ہوتا جیسے: نصرو، نبذو، نظرو وغیرہ اس لیے اس کے آخر میں الف لکھنا ضروری تھا۔ لہٰذا ہمارا مؤقف ٹھیک ہے۔

اسی طرح عَمرو اور عُمرو دونوں الگ الگ لفظ ہیں تو ان دونوں میں فرق واضح کرنے کے لیے واؤ کا اضافہ ایک کے ساتھ کیا گیا۔

سوال: ضربت میں ۃ کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: مذکر ومؤنث میں تمیز کرنے کے لیے ۃ کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: اضافہ مذکر میں بھی کیا جا سکتا تھا تو صرف مؤنث میں ہی اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: مؤنث مذکر کی فرع ہے اور اضافت فرع میں ہی ہونی چاہیے تا کہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

سوال: اضافہ کرنے کے لیے ۃ کو کیوں خاص کیا گیا؟

جواب: ۃ کے اضافہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عورت بھی تخلیق میں ثانی ہے اور تاء بھی مخرج میں ثانی ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے ۃ کو خاص کیا گیا۔

سوال: ضربَتْ میں ۃ کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب: اگر ساکن نہ کیا جاتا تو دو خرابیاں لازم آتیں۔ ایک تو التباس لازم آتا اور دوسرا اصل سے ہٹانا لازم آتا۔

سوال: اصل سے ہٹانا لازم کیسے آتا؟

جواب: اصل سے ہٹانا اس طرح لازم آتا کیونکہ حروف مبنی ہے اور مبنی کی اصل سکون ہے۔

نوٹ: ضربت میں تاء ضمیر کی نہیں ہے اگر ضمیر کی ہوتی تو ضربت ھندٌ کی صورت میں فاعل ظاہر نہ ہوتا۔

سوال: فعل ماضی کا آخر مبنی بر فتح ہوتا ہے تو ضَرَبْنَ اور ضَرَبْتَ میں باء کو ساکن کیوں کیا گیا؟

جواب: ساکن اس لیے کیا گیا تا کہ توالی اربع حرکات لازم نہ آ جائیں۔ اُس میں جو ایک کلمہ کی طرح ہے کیونکہ یہ فاعل ہے اور اس کے جزء کی طرح ملا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کو ایک ہی کلمہ شمار کریں گے۔

سوال: ضَرَبَكَ میں بھی تو توالی اربع حرکات لازم آ رہی ہیں تو اس میں اعتراض کیوں کر نہیں؟

جواب: کچھ فعل لازم ہوتے ہیں جو کہ مفعول کے بغیر پائے جا سکتے ہیں لیکن فعل فاعل کے بغیر نہیں پایا جا سکتا لہٰذا ضَرَبَ ایک کلمہ اور كَ ایک الگ کلمہ ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ ضَرَبْتَ ایک ہی کلمہ ہے اس کے ایک ہی کلمہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: دلیل یہ ہے کہ جب ضَرَبْتَ و زیدٌ کہیں گے تو زید کا عطف تو ضربت کے ایک جزء پر ہوگا اور یہ ممنوع ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ یہ ایک ہی کلمہ ہے۔

ان تمام اعتراضات سے بچنے کے لیے بہتر ہوتا وہ یوں کہہ دیتے کہ:

لا یجوز العطف علی ضمیرہ بغیر التاکید اذا لم یکن بینه و بین معطو فیه فعلٌ۔

کہ فعل فاعل اور اس کے معطوف کے درمیان اگر اجنبی نہ ہو تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لگا کر عطف کیا جائے گا۔ اگر فعل اور فاعل کے درمیان کوئی اجنبی آ جائے تو تاکید کے بغیر عطف کرنا جائز ہے۔ جیسے: سیصلی نارًا ذات لھبٍ و امراته۔

ضَرَبَتَا میں توالی اربع حرکات لازم نہیں آ رہیں کیونکہ ۃ آخر کی عارضی ہے اور یہ اصل میں ساکن ہے۔ وہ اس طرح کہ رَمَتَا اصل میں رَمَیَتَا تھا۔ تعلیل کر کے رماتا بن گیا اور پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا اور ۃ کو عارضی حرکت دے دی۔

سوال: رَمَتَا میں بھی التقائے ساکنین ہو رہا ہے تو پھر یہاں ساکن کو کیوں نہ گرایا گیا؟

جواب: التقائے ساکنین اگر حقیقی ہو تو اس کو گرایا جاتا ہے۔ اگر عارضی ہو تو وہ نہیں گرایا جاتا۔

و سوّیَ بَین تثنیتی المخاطَب والمخاطَبۃِ و بینَ الاخباراتِ لقلۃِ الاستعمالِ فی التثنیۃ و وضع الضمائر للایجازِ وعلم الالتباس فی الاخباراتِ۔ و زِیدتِ المیمُ فِی ضربتُما حتی لا یلتبسَ بالفِ الاشباعِ فی مثلِ قَولِ الشاعِر:

اخوك اخو مکاثرۃ وضحك و حیّاكَ الالٰہُ فکیف اَنْتَا

فانك ضامنٌ بالرزقِ حتی تُوفّی کلّ نفسٍ مَا ضَمِنْتَا

وخصُت المیمُ فی ضربتُما لِانّ تحتَہٗ انتما مضمرۃ واُدخلت فی انتما لِقرُب المیم الی التاءِ فی المخرج و قیل تبعًا لھما کما یجئی۔ و ضُمّت التاءُ فی ضربتما و ضربتم و ضربتنّ لانّھا ضمیرُ الفاعلِ و فُتحت فی الواحدِ خوفا من الالتباسِ بالمتکلم ولَاالتباس فی التشنیۃ۔ و قیل اتباعًا للمیم لانّ المیمَ شفویۃٌ فجعلُوا حرکۃ التاءِ من جنِسا و ھو الضَمُّ الشفوِی۔

ترجمہ:

اور تثنیہ مخاطبہ اور مخاطب کے درمیان برابر کیا گیا ہے اور اخبارات کے درمیان تثنیہ میں قلت استعمال کے لیے اور ضمائر کو رکھنا اختصار کے لیے اور اخبارات میں التباس کے معدوم ہونے کی وجہ سے اور زیادہ کیا گیا ہے۔میم کو ضربتما میں تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے مثل شاعر کے قول میں:

''تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا۔اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے؟ کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہ ہوگا وہ (بھوکا) مرجائے گا۔''

اور میم کو خاص کیا گیا ہے۔ ضربتما میں اس لیے کہ اُس کے نیچے انتما ضمیر پوشیدہ ہے اور داخل کیا گیا ہے۔انتما میں میم کے تاء کی طرف قرب کے لیے مخرج میں اور کہا گیا ہے۔ان دونوں میں تابع ہے جیسا کہ آئے گا اور تاء کو ضمہ دیا گیا ہے۔ ضربتما ، ضربتم اور ضربتن میں اس لیے کہ یہ ضمیر فاعل ہے اور ایک میں فتحہ دی گئی ہے۔متکلم کے ساتھ التباس کے خوف کی وجہ سے اور نہیں ہے التباس تثنیہ میں اور کہا گیا ہے کہ میم کی پیروی کرتے ہوئے اس لیے کہ میم شفویہ ہے پس انہوں نے تاء کی حرکت کو اس کی جنس سے بنالیا ہے اور وہ ضمہ شفوی ہے۔

انوارِ خادمیہ: مخاطب اور مخاطبہ کے تثنیہ کے صیغوں کو ایک صیغہ کے برابر کردیا گیا۔

اور ضمائر کو اختصار کے طور پر لایا گیا تاکہ دو ایک جیسے صیغوں میں اختصار کیا جاسکے۔

میم کا اضافہ ضربتما میں کیا گیا تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔

الف اشباع سے مراد فتحہ کو اتنا لمبا کرکے پڑھنا کہ الف کی آواز پیدا ہوجائے۔الف اشباع کہلاتا ہے۔

پھر آگے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار کا ذکر فرمایا۔

''یہ ایک عورت تھی جس کا خاوند بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا۔اُس کے انتقال کے بعد اُس عورت نے اپنے خاوند کے

بھائی سے شادی کر لی۔ وہ اُس کے پہلے خاوند کی طبیعت کے برعکس تھا۔ تو اُس کو اُس عورت نے یہ اشعار کہے تھے۔

سوال: تثنیہ کے صیغہ میں میم کو خاص کیوں کیا گیا۔ یعنی ضربتما کیوں بنایا گیا؟

جواب: ضربتما میں میم کو مختص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاء اور میم قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور بعض کے نزدیک هُمَا میں میم پائی گئی۔ اس وجہ سے اس کی مطابقت سے ضربتما میں بھی میم لے آئے۔

سوال: ضربتما، ضربتم، ضربتن میں تاء کو ضمہ دینے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: چونکہ یہ فاعل کی ضمیر ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور چونکہ ضمہ شفوی ہے اور میم بھی شفوی ہے اور اس کی مطابقت اور ہم مخرج ہونے کی وجہ سے ضمہ کو خاص کیا گیا۔

سوال: ضربتَ کے آخر کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

جواب: تاکہ اس کے اخوات کے ساتھ اس کا التباس پیدا نہ ہو تو اس وجہ سے اس کو مفتوح کیا گیا۔

و زِیدتِ المیمُ فی ضربتم حتی یطرَّدَ بتثنیۃٍ۔ و ضمیرُ الجمعِ فیه محذوفٌ و هو الواوُ لانّ اصلَه ضربتمُوا فحُذفتِ الواوُ لانّ المیمَ بمنزلة الاسمِ۔ و لا یُوجد فی آخرِ الاسم واوٌ قبلَها مضمومٌ اِلّا فی هُوَ و من ثُمَّ یُقال دَلْو اَدْلٍ۔ بخلافِ ضربُوا لانّ بائهٗ لیس بِمنزلةِ الاسم۔ و بخلافِ ضربتُمُوهُ لانّ الواوَ قد خرجَ من الطرفِ بسببِ الضمیرِ کما فی عَظَایۃٍ۔

ترجمہ:

اور ضربتم میں میم زیادہ کی گئی تاکہ اپنے تثنیہ کے موافق ہو جائے اور جمع کی ضمیر اس (ضربتم) میں محذوف ہے اور وہ واؤ ہے کیونکہ اس (ضربتم) کا اصل ضربتموا تھا تو واؤ کو حذف کر دیا گیا کیونکہ میم اسم کے قائم مقام ہے اور کلام عرب میں ھو کے سوا کوئی ایسا اسم نہیں پایا جاتا جس کے آخر میں واؤ ماقبل مفہوم ہو اور اسی وجہ سے دلوٌ (ڈول) کی جمع (اَدْلوٌ) کی بجائے ادل پڑھتے ہیں اور بخلاف ضربوا کے کہ اس کی با اسم کے قائم مقام نہیں اور بخلاف ضربتموہ کے کہ اس کی واؤ ضمیر لاحق ہونے کی وجہ سے آخر میں نہیں ہے جیسا کہ عظایۃ میں ہے۔

انوارِ خادمیہ: یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال: ضربتما میں میم کا اضافہ الف اشباع کے التباس سے بچنے کے لیے کیا گیا تھا لیکن یہاں پر تو التباس والا کوئی مسئلہ نہیں تو پھر یہاں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ضربتم میں میم کا اضافہ تثنیہ اور جمع میں موافقت کے لیے کیا گیا ہے۔

اعتراض: اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موافقت تو وہاں ضروری ہوتی ہے جہاں مناسبت ہو تو تثنیہ اور جمع میں مناسبت کس طرح ہے؟

جواب: تثنیہ اور جمع میں مناسبت فرع ہونے کی وجہ سے ہے کہ دونوں واحد کی فرعیں ہیں۔

سوال: ضربتم میں ضمیر جمع کون سی ہے؟

جواب: ضمیر جمع محذوف ہے اور وہ واؤ ہے اور اس کے محذوف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ ضمیر منصوب متصل کے ملحق ہوتے وقت واؤ واپس پلٹ آتی ہے جیسے ضربتموہ۔

سوال: واؤ کو کیوں حذف کیا گیا؟

جواب: قانون یہ ہے کہ وہ اسم جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

سوال: یہ قانون تو اسم کا ہے جبکہ آپ اس کو فعل پر لاگو کر رہے ہیں؟

جواب: میم اسم کا جزء ہے تو جس فعل کے ساتھ آخر میں میم مل جائے تو اس فعل کو بھی یہ اسم کے قائم مقام کر دیتا ہے تو اس پر اسم والا مذکورہ قاعدہ جاری ہوتا ہے تو واؤ حذف ہو جاتی ہے۔

سوال: میم اسم کا جزء کیسے ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد میں میم اسم فاعل، اسم مفعول ظرف زمان و مکان، اسم آلہ اور مصدر میمی میں آتی ہے اور ثلاثی مجرد کے غیر میں اسم فاعل و مفعول اور اسم ظرف کے شروع میں آتی ہے تو جب میم اکثر اسم پر داخل ہوتی ہے تو کلام عرب میں قاعدہ یہ ہے کہ للاکثر حکم الکل کے تحت اکثر کو کل کا حکم دیتے ہیں۔ اس وجہ سے میم کو اسم کا جزء قرار دیا گیا اور جس کلمہ کے ساتھ بھی میم مل جائے اسے اسم کے قائم مقام کر دیتی ہے جیسے یہاں ہوا ہے۔

سوال: آپ نے کہا تھا کہ ہر وہ اسم جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو تو اس کو حذف کر دیتے ہیں تو ھُوَ میں واؤ حذف کیوں نہ ہوئی؟

جواب: (1) یہ قانون سے مستثنیٰ ہے۔

(2) یہ قانون اسم متمکن کے لیے ہے جبکہ ھو غیر متمکن ہے تو یہ اعتراض درست نہ ہوا۔ (حوالہ الحفیۃ ص 53)

مذکورہ بالا قانون کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ مثال دیتے ہیں:

مثال: دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ۔ واؤ کو آخر میں آنے کی وجہ سے اور ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا تو اَدَلٌ ہو گیا۔

حذف کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ بروزن اَفْلُسٌ تو اَدْلُوٌ بنا واؤ ماقبل مضموم اسم متمکن کے آخر میں آ گئی تو اس کے ماقبل کو کسرہ دیا گیا تو اَدْلِوٌ ہو گیا پھر واؤ متحرک ماقبل مکسور تو واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَدْلِیٌ ہو گیا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو ی کو حذف کر دیا گیا تو اَدْلِیْن ہو گیا۔ پھر یاء کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو اَدْلِنْ یعنی اَدْلٍ ہو گیا۔

ضَرَبُوْا میں واؤ کو حذف نہیں کیا گیا اس لیے کہ یہ میم کی طرح نہیں کہ یہ فعل کو اسم کے قائم مقام بنا دے تو لہٰذا قانون جاری نہیں ہوا۔

سوال: ضربتموہ میں قانون کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب: ضربتموہ میں قانون اس لیے جاری نہیں ہوا کیونکہ واؤ کا آخر وطرف میں واقع ہونا شرط ہے تو ضربتموہ میں واؤ کیونکہ آخر میں واقع نہیں ہوئی تو اس وجہ سے یہ حذف نہیں ہوا بانتفاء الشرط کے ینتفی المشروط کے۔ (حوالہ الحفیۃ ص 54)

جیسے: عظایۃ میں قانون جاری نہیں ہوا۔

111763

قانون: ہر واؤ اور یاء جو الف زائد کے بعد طرف میں واقع ہو تو اس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے: کساءٌ اور رداءٌ میں جو کہ اصل میں کساوٌ اور ردایٌ تھے۔

سوال: عظایة والے قانون کو ضربتموہ کی نظیر کیوں بنایا گیا ہے؟

جواب: کیونکہ یہ طرف میں نہ واقع ہونے کی وجہ سے تغیر وتبدل قبول نہ کرنے میں برابر ہیں۔

وشدد النون فی ضربتُنَّ دُون ضربْنَ لانَّ اصلَه ضربتمن فأُدغم الميمُ فی النونِ لقُرب الميمِ مِنَ النونِ و منْ ثَمَّ تَبْدِّلَ الميمُ من النونِ كما فی عَمْبر اصلُه عَنْبر و قيلَ اصلُه ضَرَبْتن فأُرِيْدَ اَن يكونَ ما قبل النونِ ساكناً ليطرِّدَ بجميعِ نونات النساءِ و لا يمكُن اِسكانُ تاءِ الخطابِ لِاجْتماعِ الساكنَيْنَ و لا يمكُن حذفًا لانّها علامةٌ والعلامةُ لا تَحْذف فأُدخِلَ النونُ لقُربِ النونِ مِن النونِ ثُم اُدْغِم فصارَ ضربتُنَّ۔

ترجمہ:

اور ضربتن میں نون مشدد کیا گیا ضربن کے سوا کیونکہ اس کی اصل ضربتمن تھی تو قرب مخرج کی وجہ سے میم کا نون میں ادغام کیا گیا اور اس قرب مخرج کی وجہ سے میم نون سے بدل جاتی ہے۔ جیسے: عمبر اصل میں عنبر تھا اور کہا گیا ہے اس کی اصل ضربتَن تھا اور یہ ارادہ کیا گیا کہ نون کے ماقبل کو ساکن کر دیا جائے تا کہ دیگر نونات جمع کے موافق ہو جائیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے تاء مخاطب کو ساکن کرنا ممکن نہیں تھا۔ علامت ہونے کی وجہ سے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔ تو (نونِ جمع سے پہلے) ایک نون داخل کیا گیا نون کے نون سے قریب ہونے کی وجہ سے پھر ادغام کیا گیا تو ضربتُنَّ ہو گیا۔

انوارِ خادمیہ:

سوال: ضربتُنَّ میں نون مشدد ہے جبکہ ضَرَبْنَ میں مخفف ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ضربتن کی اصل ضربتمن ہے کیونکہ تثنیہ اور جمع میں موافقت ہوتی ہے۔ جب تثنیہ میں میم موجود تھی تو لازماً جمع میں بھی موافقت کی وجہ سے میم موجود ہوگی۔ پھر میم اور نون قریب المخرج تھے تو میم کو نون کیا پھر نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا تو ضربتن ہو گیا۔ بخلاف ضَرَبْنَ کے۔ کیونکہ اس کے تثنیہ کے صیغہ میں میم نہ تھی تو جمع میں کہاں سے آتی۔ جب میم نہیں آئی تو وہی نون علامت جمع مؤنث مخفف ہو گیا نہ کہ مشدد۔

سوال: میم اور نون ہم جنس نہیں تھے لہٰذا شرطِ ادغام نہ پائی گئی تو آپ کا ادغام کرنا درست نہیں؟

جواب: ادغام کرنے کے لیے دو باتوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

(1) ہم جنس ہونا۔ (2) قریب المخرج ہونا۔

تو یہاں پر دوسری شرط پائی جا رہی ہے تو ہمارا ادغام کرنا درست ہوا اور جب ہم نے میم کو نون کیا تو ہم جنس والی شرط پائی گئی لہٰذا ادغام کر دیا گیا۔

فائدہ (1): جمع مؤنث حاضر کے آخر میں دو حرفوں کا اضافہ کیا گیا۔ میم اور نون ضربت سے ضربتمن پھر ضربتن تا کہ

جمع مؤنث حاضر جمع مذکر حاضر کے مساوی ہو جائے حروف میں۔ جیسے ضربتمنّ۔ ضربتمو۔ اور اسی طرح جمع مؤنث غائب میں ایک حرف کا اضافہ کیا گیا۔ ضرب سے ضربن تا کہ جمع مؤنث غائب، جمع مذکر غائب کے مساوی ہو جائے حروف میں۔ جیسے: ضربن۔ ضربو۔ (الحنفیہ ص55)

فائدہ(2): قریب المخرج ادغام کرنے کے دوطریقے ہیں:

(1) بغیر تعلیل کے ادغام کر دیا جائے۔ ضربتمن کو ضربتن بنا دیا جائے۔

(2) تعلیل کر کے۔ جیسے: ضربتمن سے ضربتُنْنَ اور پھر ضربتن۔

فائدہ(3): "عمبر لکھنا درست نہیں پڑھنا درست ہے یعنی لکھا عنبر جائے گا اور پڑھا عمبر جائے گا۔"

ضربتن کے بارے میں ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ضربتن اصل میں ضربتُنَ تھا۔ ضربتمن نہیں تھا۔

وجہ: اس لیے کہ تثنیہ میں میم الف اشباع کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے لائے تھے جبکہ یہاں التباس والا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا اس لیے میم نہیں لائے تو اس کی اصل ضَرَبْتُنَ تھی۔ پھر باقی نونات جمع مؤنث کے ساتھ موافقت کے لیے اس کے ماقبل کو ساکن کرنا چاہا تو التقائے ساکنین والی خرابی پیدا ہوتی تھی۔ ضَرَبْتُن با اور تاء دونوں ساکن ہو رہی تھی اور اگر تاء کو حذف کرنا چاہتے تو یہ حذف نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ علامت مخاطب ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔ تو اس خرابی سے بچنے کے لیے نون جمع سے پہلے نون کا اضافہ کر دیا گیا پھر نون کو نون کے قریب ہونے کی وجہ سے ادغام کر دیا گیا تو ضربتن ہو گیا۔

سوال: (نون کو نون سے قریب ہونے کی وجہ سے) والا جملہ درست نہیں اس لیے کہ نون نون کے قریب نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں؟

جواب: ان میں دوطرح فرق ہے۔

(1) پہلا نون زائد ہے جبکہ دوسرا نون علامت ہے۔

(2) پہلا نون حرف ہے جبکہ دوسرا نون اسم ہے۔

جب ان مذکورہ وجوہ سے دونوں جدا جدا ہیں تو وضع اور مخرج میں جدا جدا ہونے کا اعتبار کر لیا گیا۔ (الحنفیہ ص57)

تنبیہ: ضربتن کی دوسری تقدیر (قول) کہ اصل میں ضربتن تھا پھر نون کا اضافہ کیا گیا اور اس میں میم اس لیے نہیں لے آئے کہ یہاں الف اشباع کے ساتھ التباس کا خطرہ نہیں تھا اور تکلف سے خالی نہیں اور ان کی اپنی رائے کے خلاف تھا کیونکہ مصنف رحمہ اللہ نے ضربتم میں فرمایا تھا کہ اسم میں میم اس لیے لے آئے ہیں تا کہ تثنیہ و جمع میں موافقت ہو جائے۔ وہی بات یہاں بھی لاگو کر کے اس سے اعراض کیوں؟

فَإِنْ قِيلَ لِمَ زِيدَتِ التاءُ فی ضربتُ قلنا لِانّ تحتَه اَنَا مضمرٌ و لا یمکنُ الزیادةُ مِن حروفِه لِلالتباسِ فَاختِیرتِ التاءُ لِوجودِه فِی اخوتِہٖ۔ و زِیدتِ النونُ فی ضربنَا لانَّ تَحتَه نحنُ مضمرٌ ثُمَّ زِیدَتِ الالفُ حتی لا یلتبسَ بِضَرَبْنَ فصار ضربنا۔

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ ضربت میں تاء کیوں زیادہ کی گئی ہے تو ہم کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے تحت انا ضمیر ہے اور

حرف انا میں سے زیادہ کرنا ممکن نہیں التباس کی وجہ سے تو دیگر اخوات (ضربتُ) میں تا موجود ہونے کی وجہ سے اس صیغہ میں حرف تاء اختیار کیا گیا اور ضربنا میں نون بڑھایا گیا۔ اس لیے کہ اس کے تحت نحن ضمیر ہے اور اور پھر الف بڑھایا گیا تا کہ ضربن کے ساتھ التباس نہ ہو تو ضربنا ہو گیا۔

انوارِ خادمیہ: ....

سوال: ضربتُ میں تاء کو کیوں لائے؟

جواب: ضربتُ کے تحت انا ضمیر ہے۔ اس کے حروف میں سے کسی حرف کا اضافہ کرتے تو التباس آتا تھا تو ضربتُ کے اخوات ضربتِ، ضربتَ وغیرہ میں تاء موجود تھی تو اس میں بھی تاء لے آئے۔

سوال: انا ضمیر کے حروف میں سے کسی حرف کا اضافہ کرنے سے التباس کیسے لازم آتا ہے؟

جواب: اگر شروع میں ہمزہ کا اضافہ کرتے تو مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ اَفْعَلُ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر شروع میں نون کا اضافہ کرتے تو فعل مضارع کے جمع متکلم کے صیغہ نَفْعَلُ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر آخر میں ن کا اضافہ کرتے تو ماضی کے جمع مؤنث غائب کے صیغہ ضربن کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر آخر میں ہمزہ کا اضافہ کرتے تو ماضی کے تثنیہ مذکر غائب کے صیغہ فَعَلا کے ساتھ التباس لازم آتا تو ان التباسات سے بچنے کے لیے ت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سوال: ت کا اضافہ کر کے اس کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: التباس سے بچنے کے لیے اس کو ضمہ دیا گیا ہے کیونکہ اگر فتحہ دیتے تو ماضی کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر کسرہ دیتے تو ماضی کے واحد مؤنث حاضر کے ساتھ التباس لازم آتا اور اگر ساکن کرتے تو واحد مؤنث غائب کے ساتھ التباس لازم آتا تو ان تمام التباسات سے بچنے کے لیے اس کو ضمہ دے دیا گیا۔

سوال: اس کا اُلٹ کر دیا جاتا یعنی ان تینوں میں سے کسی کو ضمہ دے دیتے اور ان تینوں میں سے کوئی حرکت اس کو دے دیتے ایسا کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ متکلم کلام میں زیادہ قوی ہوتا ہے اور ضمہ بھی قوی حرکت ہے۔ تو اس میں مناسبت پائی گئی تو اس بناء پر اس کو ضمہ دے دیا گیا۔

اور رہی یہ بات کہ کسرہ واحد مؤنث مخاطب کے صیغہ میں کیوں لائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسرہ یاء کی بہن ہے اور یاء مؤنث کے لیے آتی ہے تو اس وجہ سے کسرہ اس کو دے دیا گیا باقی رہا فتحہ تو وہ واحد مذکر حاضر کے حصہ میں آ گئی۔ اس کو واحد مذکر حاضر کے حوالے کر دیا گیا۔

سوال: جمع متکلم کے صیغہ میں نون کا اضافہ کیوں کیا گیا اور پھر الف کا اضافہ کیوں کیا؟

جواب: اس کے تحت ضمیر نحن ہے تو اس کے ایک لفظ یعنی نون کا اضافہ کر دیا گیا تو ضَرَبَنَ ہو گیا۔ توالی اربع حرکات سے بچنے کے لیے باء کو ساکن کر دیا گیا تو ضَرَبْنَ ہو گیا اور پھر صیغہ جمع مؤنث غائب کے التباس سے بچنے کے لیے اس کے آخر میں الف کا اضافہ کر دیا گیا تو ضَرَبْنَا ہو گیا۔

سوال: اس کا اُلٹ کیوں نہیں کیا گیا یعنی کہ الف کا اضافہ جمع مؤنث غائب کے آخر میں کر دیتے جمع متکلم میں ہی اضافہ

کیوں کیا؟

جواب: کیونکہ متکلم معنی کے اعتبار سے خفیف ہوتا ہے کیونکہ وہ دو کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے بخلاف ضربن کے کہ وہ تین سے کم میں استعمال نہیں ہوتا اور زیادتی ثقل کا سبب ہوتی ہے تو زیادتی اس میں کرنا زیادہ مناسب ہے جو خفیف ہو نہ کہ اس میں جو پہلے ثقل ہو۔ لہٰذا جمع متکلم میں اضافہ کیا گیا نہ کہ جمع مؤنث غائب میں۔(الحنفیۃ ص58)

وتدخُل الْمضمرَاتُ فی الماضِی وَ اَخْوَاتِہٖ و ھی ترتقِی الیٰ سِتِّیْنَ نَوعًا لِانَّھا فی الْاَصْلِ ثلاثۃ مرفوع و منصوب و مجرور ثمّ یصیرُ کُلٌّ واحدٍ اِثْنَیْنِ نظراً اِلیٰ اِتِّصَالِہٖ وانْفِصَالِہٖ فَاضرِب الْاِثْنَیْنِ فی الثلاثۃِ حتّٰی یصیرَ سِتَّۃً ثُمَّ اَخْرِج المجرور المنفصلَ حتی لا یلزم تقدیم المجرورِ علَی الجارِ فَلَا یقالُ مررتُ زیدِبِ بلْ یقالُ مررتُ بِزیدٍ فَبَقِیَ خَمسۃٌ مرفوعٌ متّصِلٌ و منفصلٌ و منصوبٌ متّصلٌ و منفصلٌ و مجرورٌ متّصلٌ۔ ثُمّ انظرَ اِلَی المرفوعِ الْمُتّصلِ و ھو یحتملُ ثمانیۃَ عشَر نوعًا فی العَقْلِ ستًا فی الْغَیْبَۃِ و ستًا فی المخاطَبۃِ وستًا فی الحکایۃِ واکتفی بخمسۃٍ فی الغیبۃِ باشتراكِ التثنیۃِ لقلّۃِ استعمالھا و کذالِكَ فی المخاطَبِ والمخاطَبۃِ و فی الحکایۃِ بلفظَیْنِ لِانَّ المتکلمَ یری فی اکثرِ الْاَحوَالِ او یعلم بالصوتِ اَنَّہٗ مذکّرٌ او مؤنثٌ فبقِیَ لكَ اثنَا عشَرَ نوعًا۔

ترجمہ:

فعل ماضی اور اُس کے اخوات (مضارع، امر، نہی وغیرہ) کے ساتھ ضمیریں آتی ہیں اور وہ کل ساٹھ تک پہنچتی ہیں کیونکہ وہ اصل میں تین قسم پر ہیں۔ مرفوع، منصوب اور مجرور پھر اتصال اور انفصال کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہو جائیں گی تو دو کو تین سے ضرب دیں یہاں تک کہ وہ چھ ہو جائیں۔ پھر مجرور منفصل کو اس لیے نکالا تا کہ مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم نہ آئے۔ تو نہ کہا جائے مررت زیدب بلکہ یوں کہا جائے گا۔ مررت بزیدٍ تو پانچ قسمیں (1) مرفوع متصل (2) مرفوع منفصل (3) منصوب متصل (4) منصوب منفصل (5) مجرور متصل باقی رہ گئیں۔ پھر مرفوع متصل میں غور وفکر کر وہ اٹھارہ قسمیں بنتی ہیں۔ عقل میں چھ غائب کے لیے، چھ مخاطب کے لیے اور چھ متکلم کے لیے اور غائب میں پانچ صیغوں میں اکتفاء کیا جاتا ہے۔ تثنیہ کے مشترک ہونے کی وجہ سے اور اس کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح مخاطب و مخاطبہ میں اور متکلم میں دو لفظوں میں اکتفاء کیا جاتا ہے کیونکہ اکثر حالتوں میں متکلم کے دیکھنے سے یا آواز سے مذکر و مؤنث کی تمیز کی جاتی ہے تو تیرے لیے بارہ اقسام باقی رہ گئیں۔

انوارِ خادمیہ: ضمیر اسم ظاہر کی جگہ اختصار کے لیے لائی جاتی ہے اور اسم ضمیر کی تین قسمیں ہیں:

(1) مرفوع (فاعل) (2) منصوب (مفعول) (3) مجرور (مضاف الیہ)

اس وجہ سے ضمیر کی اصل وضع کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں:

(1) مرفوع (2) منصوب (3) مجرور

پھران میں ہرایک کی دودو قسمیں ہیں۔

(1) متصل (2) منفصل

متصل: وہ ضمیریں جو مستقل بنفسہ ہوں اُن کو متصل کہتے ہیں۔

منفصل: وہ ضمیریں جو مستقل بنفسہ نہ ہوں اُن کو منفصل کہتے ہیں۔

تو دو کو تین سے ضرب دینے سے چھ بنیں پھر مجرور منفصل کا استثناء کیا تو باقی پانچ رہ گئیں۔

ضمیر

مرفوع		منصوب		مجرور
متصل	منفصل	متصل	منفصل	متصل

عقلی احتمال کے مطابق کل 90 ضمیریں ہیں۔ جاری الاستعمال 70 ضمیریں ہیں اور صاحب کتاب کے نزدیک 60 ضمیریں ہیں۔

ضمائر کا جامع نقشہ

(1) مرفوع متصل

	عقلی احتمال	جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب:	6	6	5
مخاطب:	6	6	5
متکلم:	6	2	2
ٹوٹل:	18	14	12

(2) مرفوع منفصل

	عقلی احتمال	جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب:	6	6	5
مخاطب:	6	6	5
متکلم:	6	2	.2
ٹوٹل:	18	14	12

(3) منصوب متصل

	عقلی احتمال	جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب:	6	6	5
مخاطب:	6	6	5
متکلم:	6	2	2
ٹوٹل:	18	14	12

(4) منصوب منفصل

	عقلی احتمال	جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب:	6	6	5
مخاطب:	6	6	5
متکلم:	6	2	2
ٹوٹل:	18	14	12

(5) مجرور متصل

	عقلی احتمال	جاری الاستعمال	صاحب کتاب
غائب:	6	6	5
مخاطب:	6	6	5
متکلم:	6	2	2
ٹوٹل:	18	14	12

سوال: آپ نے منصوب اور مرفوع کو دو دو حصوں میں تقسیم کیا لیکن مجرور کو صرف ایک ہی قسم میں۔ مجرور منفصل نہ لانے کی وجہ کیا ہے؟ یہ کیوں نہیں آتی؟

جواب (1): قاعدہ:

''ضمیر منفصل اپنے عامل کے بغیر اور اُس سے مقدم بھی استعمال ہوسکتی ہے۔''

اب اگر ضمیر مجرور منفصل لے کر آتے تو اس قاعدہ پر عمل کرنا لازم نہیں آتا تو اس طرح اس قاعدہ پر عمل کرنا محال تھا کیونکہ ضمیر مجرور منفصل کو عامل کے بغیر اور اس سے مقدم کرنا بھی ناممکن تھا تو اس وجہ سے ضمیر مجرور منفصل نہ لے کر آئے۔

جواب (2): ضمیر منفصل اپنے عامل پر مقدم ہوسکتی ہے۔ جیسے زیدًا ضربت۔ هو ضرب (ب) ضمیر منفصل علیحدہ استعمال ہوسکتی ہے جبکہ یہ ضمیر مجرور منفصل بنائیں تو علیحدہ استعمال نہیں ہوسکتی۔

رہی یہ بات کہ یہ مقدم کیوں نہ ہوسکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجرور کا اپنے جار کے ساتھ شدت اتصال ہوتا ہے اور اس شدت اتصال کی وجہ سے مجرور جار کے جز کی طرح ہوگیا اور شی کا جز شی پر مقدم نہیں ہوتا۔ (ب) رہی دوسری بات یہ کہ یہ اس سے علیحدہ کیوں استعمال نہیں ہوسکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جار یا تو حرفِ جار ہوگا یا مضاف ہوگا اور ان کا مجرور اسم ظاہر ان سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اس کا مجرور جو ان کے قائم مقام ہے یعنی ضمیر مجرور اپنے جار سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔

تو کل پانچ ضمیریں ہوئیں۔

(1) مرفوع متصل (2) مرفوع منفصل (3) منصوب متصل (4) منصوب منفصل (5) مجرور متصل

پھر مرفوع متصل کی عقلی احتمال سے اٹھارہ قسمیں بنیں۔ چھ صیغے غائب کے، چھ مخاطب کے اور چھ متکلم کے۔ چھ کو تین سے ضرب دینے میں حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔

مگر غائب میں تثنیہ کا صیغہ مشترک ہونے کی وجہ سے ایک کم کر دیا گیا اور مخاطب کے چھ صیغوں سے بھی ایک تثنیہ کا صیغہ کم کر دیا گیا۔ جبکہ متکلم میں واحد متکلم ایک کر دیا گیا تو ایک صیغہ کم ہوا۔ جمع متکلم میں تثنیہ مذکر و مؤنث، جمع مذکر و مؤنث سمو دیا گیا۔ تو تین صیغے کم ہوئے۔ متکلم میں کل 4 صیغے کم ہوئے۔ جبکہ غائب و مخاطب کے صیغوں سے دو صیغے کم ہوئے۔ کل چھ صیغے کم ہوئے۔ اٹھارہ سے چھ نکال کر باقی بارہ رہ گئے۔

سوال: متکلم میں صرف دو صیغوں پر کیوں اکتفاء کیا گیا؟

جواب: متکلم اکثر اوقات دکھائی دیتا ہے یا آواز سے پہچانا جاتا ہے اور جو دکھائی دے یا آواز سے پہچانا جائے تو اس کی زیادہ مثالیں نہیں لائی جاتیں کیونکہ زیادہ مثالیں لانا عبث وفضول ہے اس لیے دو لفظوں پر اکتفا کر دیا گیا۔ (الحنفیۃ ص 61)

فائدہ (1): ضمیر مرفوع متصل ہی مستتر ہوتی ہے جیسے ضرب میں ھو ضمیر اگرچہ ہم اسے منفصل سے تعبیر کریں لیکن درحقیقت وہ متصل ہے کیونکہ متصل ہی مستتر ہوتی ہے۔

فائدہ (2): ضمیر کا ظاہر تلفظ ہو تو اسے بارز کہتے ہیں۔ جیسے: ھو زیدٌ اور جس کا ظاہر تلفظ نہ ہو بلکہ نیت میں تعبیر ہو تو اسے مستتر کہتے ہیں۔

فائدہ (3): ماضی کے اخوات وہ کہلائیں گے جن میں ضمیر کا مستتر ہونا ممکن ہو اور وہ مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول ہیں۔

فاذا صارَ قسمٌ واحدٌ مِن تلكَ الاقسَامِ الْخَمْسَةِ اِثْنَیْ عَشَرَ نوعًا فیصیر کل واحدٍ مِنھا مثلَ ذالِكَ فیحصلُ لك بضربِ الخمسةِ فی اثنَیْ عشَرَ ستُّون نوعًا۔ اثنَیْ عشرَ للمرفوعِ المتصلِ نحو ضربَ الیٰ ضَرَبْنَا۔ واثنَیْ عشرَ للمرفوعِ المنفصلِ نحو ھُو ضرب الیٰ نحن ضربنا۔

ترجمہ:

جب ان پانچ قسموں میں سے ایک قسم (مرفوع متصل) کی بارہ قسمیں بنیں تو ان میں سے ہر ایک قسم کی بارہ قسمیں بنیں تو پانچ کو بارہ کے ساتھ ضرب دینے سے کل ساٹھ ہوئیں۔ بارہ مرفوع متصل کے لیے۔ جیسے ضرب سے ضربنا تک اور بارہ مرفوع منفصل کے لیے جیسے: ھو ضرب سے لے کر نحن ضربنا تک۔

انوارِ خادمیہ: جب مرفوع متصل کی بارہ ضمیریں بنیں تو باقی یعنی مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل اور مجرور متصل کی بھی بارہ بارہ ضمیریں بنیں۔ یہ کل پانچ قسمیں ہیں۔ پانچ کو بارہ کے ساتھ ضرب دینے سے ساٹھ ہوئیں۔ پھر مرفوع متصل کی مثالیں دی ہیں۔ ضرب سے ضربنا۔ چھ غائب کے جیسے: ضرب، ضربا، ضربوا، ضربت، ضربتا، ضربن اور چھ مخاطب کے جیسے: ضربت، ضربتما، ضربتم، ضربت، ضربتما، ضربتن اور دو متکلم کے جیسے: ضربت، ضربنا اور بارہ مرفوع منفصل کے جیسے ھو ضرب سے نحن ضربنا تک۔ یعنی ھو ضرب، ھما ضربا، ھم ضربوا، ھی ضربت، ھما ضربتا، ھن ضربن، انت ضربت، انتما ضربتما، انتم ضربتم، انت ضربت، انتما ضربتما، انتن ضربتن، انا ضربت، نحن ضربنا۔

تنبیہ: مذکورہ بالا مثالوں سے غائب ومخاطب کے تثنیہ میں سے ایک ایک کم کر دیں گے۔ وہی ایک مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہوگا۔ تو دو صیغے کم ہوئے تو وہی بارہ اقسام رہ گئیں۔ ساری مثالیں مبتدی کی آسانی کے لیے لکھ دی گئی ہیں۔

والاصلُ فی هو اَنْ یقالَ هو، هوا، هوُوا، لکن جعل الواوُالاولیٰ میمًا فی الجمعِ لاتّحادِ مخرجَیهما واجتَماعِ الواوینِ فصار هموا۔ ثم حُذفت الواوُ لمَا مرفی ضربتموا۔ و حملت التثنیةُ علیه۔ و قیل قد فرُّوا حتی یقَع الفتحةُ علی المیمِ القویِّ۔

ترجمہ: اور اصل هُوَ میں یہ ہے کہ یوں کہا جائے هُوَ هُوَا هُوُوَا لیکن جمع میں پہلی واؤ کو میم کر دیا گیا۔ اتحادِ مخرج اور دو واؤں کے جمع ہونے کی وجہ سے تو هموا ہو گیا۔ اس کے بعد واؤ کو حذف کر دیا گیا جس کی وجہ ضربتمو میں گزر چکی ہے اور تثنیہ کو جمع پر محمول کیا گیا اور کہا گیا ہے (صرفی واؤ سے میم کی طرف) گئے ہیں تا کہ فتحہ میم حرف قوی پر واقع ہو جائے۔

انوارِ خادمیہ: هُوَ کی تثنیہ کی ضمیر اصل میں هُوَا تھا اور جمع هُوُوَا تھا تو جمع میں دو واؤ اکٹھی ہو گئیں اور اجتماع متجانسین مطلقاً ثقیل ہوتا ہے جبکہ یہاں اجتماع واوین کا ہوا جو حروفِ علت میں سے ہیں تو اس بناء پر ان میں ثقل اور بھی بڑھ گیا۔ ابہام کی وجہ سے ضمیر میں اجتماع ہو گیا جو کہ ضعیف ہے۔ بایں وجہ واوِ اول کو میم سے تبدیل کر دیا واؤ سے اس لیے تبدیل کیا کیونکہ یہ قریب المخرج تھا تو هموا ہو گیا۔ پھر اس میم کی وجہ سے جو کہ واؤ سے بدل کر آئی ہے۔ هموا کو اسم متمکن کا درجہ حاصل ہو گیا اور پھر معروف قانون یعنی

''ہر واؤ جو اسم متمکن میں طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیتے ہیں۔'' کی وجہ سے اس کے آخر سے واؤ کو حذف کر دیا گیا پھر آخر کو ساکن کر دیا گیا تو هُمْ بن گیا اور پھر تثنیہ کو جمع پر محمول کر لیا گیا۔

وجہ حمل مناسبت ہے:

(1) تثنیہ وجمع ایک سے زیادہ پر دلالت کرتے ہیں۔ (2) یہ دونوں واحد کی فرعیں ہیں یعنی واحد سے بنتے ہیں تو اس مناسبت کی وجہ سے هُوَا بھی هُما بن گیا۔

تثنیہ میں میم لانے کی صرف ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں کہ فتحہ قوی تھا اور واؤ ضعیف تھی۔ اسے میم سے تبدیل کر دیا گیا تا کہ فتحہ میم قوی پر داخل ہو جائے۔

سوال: جمع کی ضمیر میں واؤ کو میم سے تبدیل کرنے کی بجائے حذف کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ میم میں تبدیل کرنے کے تکلف سے بچ جاتے۔ ایسا کیوں کیا؟

جواب: اگر پہلی واؤ کو حذف کر دیتے تو واحد کے ساتھ التباس لازم آتا مثلاً هو و سے ایک واؤ کو حذف کر دیا جائے تو هو بن جاتا ہے۔ اب واحد بھی هو اور جمع بھی هو ہوتا تو التباس لازم آجاتا۔ اس وجہ سے واؤ کو میم سے بدل دیا نہ کہ حذف کیا۔

وادخِل المیمُ فِی اَنتُمَا لما ذُکر فی ضربتما و حُمِلَ الجمعُ علَیه۔ و قِیل ادخُلِ الُمیمُ فی ضربتُما لِانّه اُدخل فی انتما وادخل فی انتما لِانّه اُدخل فی هُما و اُدخل فی هما لِانّه اُدخلَ فی هموا و اُدخل فِی همو الِاجتماعِ الُواوَیْن هٰهنا فی الطرفِ۔ و لا یُحذف واو هُوَ لقلّةِ حروفِه مِ

القدرِ الصالِح و یُحذف واو ھوَ اِذَا تعالقَ بشیءٍ آخرَ لِحُصولِ کثرۃِ الُحروفِ بالمعانقۃِ مع وقوع الُواوِ علی الطرفِ۔ فبقی الھاء مضمومًا علی حالہٖ نحو لَہٗ۔ و تُکسّر اِذا کانَ مَا قبلَہ مکسورا او یاءً ساکنۃ حتی لا یلزمَ الخروجُ من الکسرۃِ الی الضمۃِ نحو فِی غلامِہ و فِیہ۔

ترجمہ: اور انتما میں میم لائی جاتی ہے اس وجہ سے جو ضربتما میں ذکر کی گئی اور جمع کو تثنیہ پر محمول کیا گیا اور کہا گیا کہ ضربتما میں میم اس لیے لائی جاتی ہے کہ انتما میں میم ہے اور انتما میں اس لیے کہ ھما میں ہے اور ھما میں اس لیے کہ ھموا میں ہے اور ھمو میں میم اس کے آخر میں اجتماع واوین ہونے کی وجہ سے لائی جاتی ہے اور ھو سے واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا۔ مقررہ مقدار سے حروف کے کم ہونے کی وجہ سے اور ھو کی واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے جب وہ دوسرے کلمہ کے ساتھ ملے کیونکہ اتصال سے کثرتِ حروف حاصل ہو جاتے ہیں اور واؤ کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے اور ھا کو اپنی حالت پر مضموم رکھا جائے گا جیسے لہٗ اور (ھا) کو مکسور رکھا جائے گا جبکہ اس کا ماقبل مکسور یا یائے ساکن ہوتا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسا کہ فی غلامہ اور فیہ۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ بالا عبارت سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ چند سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔

سوال: ھما میں میم تعلیل کے بعد آیا لیکن انتما میں ھما کی طرح میم لانے کی بظاہر وجہ نظر نہیں آرہی کہ اس میں واؤ کو میم سے بدلا جبکہ یہاں تو واؤ نہیں تو میم کیوں لائے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انتما میں میم نہ لاتے تو الف اشباع کے ساتھ التباس لازم آجاتا۔ اس کی تفصیل ضربتما میں گزر چکی ہے۔ وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: انتم میں التباس والا کوئی مسئلہ نہیں تھا تو پھر اس میں میم کیوں لائے؟

جواب(1): مناسبت کی وجہ سے جمع کو تثنیہ پر محمول کر لیا گیا یعنی کہ انتم کا انتما پر حمل کیا گیا۔

جواب(2): دوسرا جواب یہ ہے کہ ضربتما میں میم داخل کی گئی کیونکہ انتما میں تھی اور انتما میں میم داخل کی گئی کیونکہ ھما میں تھی اور ھما میں اس لیے داخل کی گئی کیونکہ ھموا میں تھی اور ھمو میں دو واؤں کے اجتماع سے پہلی واؤ کو میم کے ساتھ بدل دینے کی وجہ سے آئی۔

فائدہ: ھما کا حمل کیا گیا ھم پر، انتم کا حمل کیا گیا انتما پر یعنی غائب میں تثنیہ کا حمل کیا گیا ہے جمع پر اور مخاطب میں جمع کا حمل ہے تثنیہ پر۔

فائدہ: آخری جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ھم کی وجہ سے سب میں میم داخل کیا گیا ضربتما تک۔ پھر ضربتم میں انتم کی وجہ ہوگا اس جواب کی وجہ سے۔

سوال: ھُوَ میں واؤ ماقبل مضموم ہے تو پھر یہاں واؤ کیوں نہیں حذف کی گئی؟

جواب: حذف کرنے کے لیے کسی کلمہ میں کم از کم تین حروف کا ہونا ضروری ہے۔ پہلا، آخری اور درمیان والا جو کہ ابتداء اور انتہا کو جدا جدا رکھے کیونکہ اگر اس میں واؤ کو حذف کرتے تو یہ کلمہ نہ رہتا تو اس بنا پر واؤ کو حذف نہیں کیا گیا۔

تنبیہ: دراصل قانون اسم متمکن کے لیے ہے اور ھُوَ غیر متمکن ہے تو اس میں قانون کیونکر لاگو ہوگا؟ لیکن مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ھو کے ساتھ کوئی اور کلمہ مل جائے تو واؤ کو حذف کر دیا جائے گا۔ مذکورہ قانون کی وجہ سے لیکن ایک دوسرا قانون بھی لاگو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ "واؤ طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے پھر واؤ کو حذف کرنے کے بعد دیکھیں گے کہ جو حروف باقی بچے ہیں ان کے آخری حرف کا ماقبل مضموم یا مفتوح ہو تو اس حرف کو مضموم رہنے دیں گے (ورنہ مکسور کر دیں گے) اگر اس کا ماقبل مکسور ہو یا یائے ساکنہ ہو۔ اس لیے کہ کسرہ حقیقی یا تقدیری سے ضمہ حقیقی کی طرف خروج لازم نہ آئے جیسے غلامہ اور فیہ میں۔

فائدہ: "پیش کو ضمہ حقیقی، واؤ کو ضمہ تقدیری، زیر کو کسرہ حقیقی، یاء کو کسرہ تقدیری، زبر کو فتح حقیقی اور الف کو فتح تقدیری کہتے ہیں۔"

مذکورہ قانون کی مثالوں سے وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ھو کے ساتھ لام ملایا تو لھو ہوگیا پھر واؤ کو حذف کر دیا گیا تو لہٗ ہوگیا پھر ضمہ میں اشباع کیا تو لہٗ ہوگیا۔

مثال: بہٖ اصل میں بِھُوَ تھا۔ واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا تو بہُ ہوگیا پھر آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو بہِ ہوگیا پھر کسرہ میں اشباع کیا تو بہٖ ہوگیا۔

مثال: فی غلامہٖ اصل میں فی غلامِ ھُوَ تھا۔ واؤ کو قانون کے مطابق حذف کیا تو فی غلام ہُ ہوگیا۔ آخر کا ماقبل مکسور تھا تو ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو فی غُلامِہِ ہوگیا پھر کسرہ میں اشباع کیا تو فی غُلامِہٖ بن گیا۔

مثال: فیہٖ اصل میں فی ھُوَ تھا۔ مذکورہ قانون کے مطابق فِی ہُ ہوا پھر آخر کا ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو فیہِ بن گیا۔

سوال: فیہِ میں ہ کے کسرہ میں اشباع کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ہ میں خفاء کی پوشیدگی ہے تو اس لیے وہ کالعدم ہے۔ اگر اشباع کرتے تو پھر ایک اور یاء پیدا ہو جاتی پھر پہلے فیہ میں یا ساکنہ موجود ہے تو التقائے ساکنین واقع ہو جاتا تو اس سے بچنے کے لیے اشباع (لمبا کرنا، کھینچنا) نہیں کیا گیا۔

سوال: لھو العزیز الحکیم میں قانون جاری کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب (1): لام جارہ اور لام ابتداء میں التباس پیدا ہو رہا تھا اس لیے حذف نہیں کیا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ لام ابتداء اپنے مدخول کے ساتھ بھی اور مَدخولَ سے جدا بھی استعمال ہو سکتا ہے جب کہ لام جارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جب واؤ کو حذف کر دیتے تو لہٗ بن جاتا اور پتہ نہ چلتا کہ لام جارہ ہے یا لام ابتداء ہے۔

جواب (2): یہ قانون جوازی ہے وجوبی نہیں ہے۔ (الحنفیۃ ص 64)

و تجعل یاءُ ھی اَلِفًا کَمَا تُجعل فِی یَا غلامِی یَا غلاما و فِی یَا بَادیۃُ یَا باداۃُ۔ و تجعل الیاء میما فی التثنیۃِ حتی لا یقعَ الفتحۃ علَی الیاءِ الضعیفِ۔ و شُدِّدَ نونُ ھنَّ لِما مرَّ فِی ضربتنَّ۔

ترجمہ:

اور بنایا جاتا ہے یائے ھِیَ کو الف جیسے یا غلامی کی جگہ یا غلاما اور یا بادیۃ کی جگہ یا باداۃ پڑھا جاتا ہے اور تثنیہ میں یاء کو میم کر دیا جاتا ہے تا کہ یا دحرف ضعیف پر فتح واقع نہ ہو اور ھن میں نون مشدد کر دیا جاتا ہے اس وجہ سے جو ضرب بتن میں گزری۔

انوارِ خادمیہ: ھی کے ساتھ جب کوئی دوسرا لفظ مل جائے تو اس کی یاء کو الف سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: ھی کے ساتھ لام لگایا تو لَھِیَ ہو گیا پھرہ کو تخفیف کے لیے فتحہ دیا تو لَھَیَ بن گیا پھر یاء متحرک ما قبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا تو لھا بن گیا۔ اس طرح ضربھا وغیرہ میں شامل ہیں۔

مثال (1): مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کی نظیر پیش فرماتے ہیں جیسے: یا غلامی سے یا غلاما بنا۔ اصل میں یا غلامی تھا۔ میم کے کسرہ کو تخفیف کے لیے فتحہ سے بدل دیا تو یا غلامَیَ بن گیا پھر یاء متحرک ما قبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو یا غلاما بن گیا۔

مثال (2): مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کی دوسری مثال پیش فرماتے ہیں کہ جیسے: یا بادیۃ سے یا باداۃ بنا۔ اصل میں یا بادیۃ تھا۔ دال کو تخفیف کے لیے فتح دے دیا تو یا بادَیَۃ ہو گیا۔ پھر یاء متحرک ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا تو یا باداۃٌ بن گیا۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کلام عرب سے دو مثالیں دیں۔ اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ یہ قانون صرف یائے متکلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کے علاوہ میں بھی یہ قانون پایا جاتا ہے۔ جیسے: یا باداۃ وغیرہ میں۔

ھی سے تثنیہ بنانے کے لیے ہم نے آخر میں۔ الف کا اضافہ کیا تو ھیا ہو گیا تو اس میں یاء ضعیف تھی اور فتح ثقیل تھا۔ تو اس سے بچنے کے لیے ہم نے یاء کو میم سے بدل دیا تو فتحہ جو کہ ثقیل تھا یاء پر وہ قوی حرف میم پر داخل ہو گیا۔

سوال: فتحہ تو اخف الحرکات ہے۔ آپ نے اس کو ثقیل کیسے کہہ دیا ہے؟

جواب: ہر حرکت میں کچھ نہ کچھ ثقل ضرور ہوتا ہے۔ اگر چہ کچھ زیادہ ثقیل ہوتی ہیں اور کچھ کم ثقیل جیسے ایک کلو کا وزن، پاؤ، چھٹانک کے وزن میں تفاوت ہونے کے باوجود سارے وزنی ہیں۔ پھر یاء جو کہ کمزور ہے اس کے اعتبار سے فتحہ اخف الحرکات ہونے کے باوجود اس پر ثقیل ہو گیا۔

مثال: ایک چھوٹا بچہ ایک کلو کا باٹ نہیں اُٹھا سکتا لیکن آپ کے لیے یہ اُٹھانا کوئی مشکل نہیں جس طرح یہ ایک کلو کا باٹ بچہ کے لیے وزنی ہے اسی طرح فتحہ اگر چہ اخف الحرکات ہے لیکن یہ یاء کے لیے بھی ثقل کا باعث ہے۔

سوال: یاء پر فتحہ مطلقاً طور پر ثقیل ہے یا صرف تثنیہ میں ہے؟ اگر مطلقاً ثقیل ہے تو ھی میں یاء پر فتحہ کیوں ثقیل نہ ہوا اور اگر آپ تثنیہ میں ثقیل مراد لیتے ہیں تو وجہِ ترجیح کیا ہے؟ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گا؟

جواب: یاء پر فتحہ محض تثنیہ میں ثقیل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تثنیہ میں معنوی ثقل پایا جاتا ہے یعنی ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ ثقل کا باعث ہے اور جو پہلے معنوی طور پر بوجھل و ثقیل ہو تو وہ لفظی ثقل برداشت نہیں کر سکتا اس وجہ سے تثنیہ میں یاء پر فتحہ ثقیل ہوا۔

فائدہ: حبلیانِ وغیرہ کی مثال میں اسم ظاہر ہے اور اسم ظاہر میں یاء پر فتحہ ثقیل نہیں ہوتا کیونکہ یہ اُس وقت قوی ہوتا ہے بخلاف اسم ضمیر کے کہ اس میں ابہام کی وجہ سے یہ ضعیف ہوتا ہے۔(الحنفیہ ص 66)

نوٹ: ''ھن میں نون مشدد کس وجہ سے ہے؟ یہ ضربتن میں بیان کر چکے ہیں وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔''

و اثنا عشر للمنصوبِ المتّصلِ نحو ضربَهٗ الی ضربَنَا۔ و لا یجوزُ فیه اجتماعُ ضمیرَیِ الْفاعِلِ والمفعولِ فی مثل ضربتك و ضربتُنِیُ حتی لَا یصیرَ الشخصُ الْواحدُ فاعلاً و مفعولاً فی حالةٍ واحدةٍ الّا فی افعالِ الْقلوبِ نحو علمتك فاضلاً و علمتُنِی فاضلاً لِانّ المفعولَ الْاوّل لَیس بمفعولٍ فی الحقیقةِ و لهذا قیلَ فی تقدیرِه علمتُ فضلِی و علمتَ فضلكَ۔

ترجمہ: اور بارہ منصوب متصل کے لیے ہیں جیسے ضربه سے ضربنا تک اور اس میں ضمیر فاعل اور مفعول کا اجتماع جائز نہیں ہے تا کہ ایک ہی شخص ایک ہی حالت میں فاعل ومفعول نہ بنے مگر افعالِ قلوب میں جیسے: علمتك فاضلاً و علمتنی فاضلاً کیونکہ مفعولِ اوّل درحقیقت مفعول نہیں ہے اس وجہ سے تقدیر عبارت میں یوں کہا گیا۔ علمت فضلی و علمت فضلك۔

انوارِ خادمیہ: بارہ ضمائر منصوب متصل ہیں جیسے:

ضربه	ضربهما	ضربهم
ضربها		ضربهُنّ
ضربك	ضربكما	ضربكمْ
ضربكِ		ضربكن
ضربنی		ضربنا

نوٹ: ضمیر منصوب متصل میں فاعل ومفعول کی ضمیروں کا اجتماع ممنوع و ناجائز ہے جبکہ دونوں ضمیریں ایک ہی قسم کی ہوں جیسے: ضربتنی۔ اس میں دونوں ضمیریں متکلم کی ہیں۔ ضرْبتك اس میں دونوں ضمیریں مخاطب کی ہیں۔

درایں صورت ایک ہی شخص فاعل بھی بن رہا ہے اور ایک ہی شخص مفعول بھی بن رہا ہے اور یہ نامناسب ہے۔

ایک شخص فاعل اور مفعول اس لیے نہیں بن سکتا کیونکہ فاعل وہ ہوتا ہے جس سے فعل صادر ہو اور مفعول وہ ہوتا ہے جس پر فعل واقع ہو تو فاعل ومفعول کے درمیان مغائرت ہوئی تو ان دونوں کا ایک شخص میں جمع ہونا نامناسب ہے کیونکہ جب فاعل ومفعول کے معنی میں تغایر ہے تو یہاں بھی دو شخص ہی ہونے چاہئیں تا کہ ان میں تغایر کی وجہ سے مطابقت ہو جائے۔

فائدہ: اگر ایک ضمیر مخاطب کی اور ایک ضمیر متکلم کی ہو تو پھر جمع ہونا جائز ہے۔ جیسے: ضَرَبْتَنِیْ۔

البتہ اگر دونوں ضمیریں جمع ہوں تو ایک کو یعنی مفعول کو اسم ظاہر بنا دیا جائے تو پھر جائز ہوگا۔ جیسے: ضربتنی کو ضربت نفسِیْ کہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں دو ضمیریں نہیں بلکہ پہلی ضمیر مخاطب ہے اور دوسری اسم ظاہر مفعول ہے۔ جیسے:

ضربت نفسی۔
ترکیب: ضربت فعل با فاعل، نفس مضاف، ی ضمیر مضاف الیہ، مضاف، مضاف الیہ مل کر ضربت فعل، فاعل کا مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
فائدہ: نفسی متکلم فاعل سے کہنا یہ ہے نہ کہ ذاتِ فاعل سے، کیونکہ یہ اسم ظاہر ہے اور متکلم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ متکلم ہمیشہ ضمیر ہوتی ہے۔
ضمائر کا اجتماع:
افعالِ قلوب میں دونوں ضمیریں ایک ہی قسم کی، ایک شخص کے لیے جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ مفعول اوّل اس میں در حقیقت مفعول ہی نہیں بلکہ مفعول ثانی مفعول ہے تو پہلی ضمیر کالعدم ہوئی لہٰذا دو ضمیروں کا اجتماع نہ ہوا کیونکہ دوسرا مفعول تو اسم ظاہر ہے اور دو ضمیروں کا اجتماع ممنوع قرار دیا گیا ہے نہ کہ ایک ضمیر فاعل اور ایک مفعول اسم ظاہر کا۔
نوٹ: مفعولِ اوّل دراصل مضاف الیہ ہے اور مفعول ثانی مضاف ہے مثلاً علمتك فاضلاً بنے گا۔ علمت فضلك اسی طرح علمتنی فاضلاً بنے گا علمت فضلی۔ یعنی دوسرا مفعول پہلے کی طرف مضاف ہوگا اور مضاف، مضاف الیہ مل کر علمت کے لیے مفعول بنیں گے۔ (الحنفیۃ ص 68)

و اثنا عشر للمنصوب المنفصل نحو اِیَّاہ ضربَ اِلی ایّانا ضربنا۔ و اِثنا عشرَ للمجرورِ المتّصلِ نحو ضاربه الی ضاربنا۔ و فی مثل ضارِبِیّ اصلُه ضاربُویَ جُعل الواوُ یاءً ثم ادغِم کما فی مهدیِّ اصله مهدوی۔

ترجمہ:
منصوب منفصل کی بارہ ضمیریں ہیں جیسے ایاہ ضرب سے لے کر ایانا ضربنا تک اور مجرور متصل کی بھی بارہ ضمیریں ہیں۔ جیسے: ضاربهُ سے لے کر ضاربنا تک اور ضارِبیّ کی مثل میں۔ اس کی اصل ضاربوی تھی۔ واؤ کو یاء کر دیا گیا پھر ادغام کر دیا گیا جیسا کہ مهدیّ میں اس کی اصل مهدوی تھی۔

انوارِ خادمیہ: بارہ ضمائرہ منصوب منفصل ہیں جیسے:

ایّاہ	ایّاهما	ایّاهم
ایّاها		ایّاهُنّ
ایّاكَ	ایّاكما	ایّاكم
ایّاكِ		ایّاكُنّ

ایّای	ایّانا

اور بارہ مجرور متصل کی ضمیریں ہیں۔ جیسے:

لہٗ	لہما	لہم
لہا		لہُنّ
لك	لکما	لکم
لكِ		لکُنّ
لی		لنا

مجرور متصل حرف و اسم کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ فعل کے ساتھ نہیں پائی جاتی کیونکہ فعل جر کو قبول نہیں کرتا حرف کی مثال ذکر ہو چکی اور اسم کی مثال درج ذیل ہے۔

ضاربه	ضاربهما	ضاربهم
ضاربها		ضاربهن
ضاربك	ضاربكما	ضاربكم
ضاربكِ		ضاربكنّ
ضاربی		ضاربنا

قانون: جمع مذکر سالم کا صیغہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو نونِ اعرابی گر جاتا ہے اور پھر واؤ اور یاء کو ایک کلمہ میں جمع ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء کر دیا جاتا ہے اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا جاتا ہے۔

مثال: ضاربون میں جب اس کی نسبت یائے متکلم کی طرف کی گئی تو نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا تو ضاربوی ہو گیا۔ واؤ اور ی ایک کلمہ میں اکٹھی ہوئی واؤ کو ی سے بدلا تو ضاربیی ہو گیا پھر ی کا یا میں ادغام کر دیا تو ضارِبِیَّ بن گیا۔ اسی طرح مھدیّ میں ہے۔

تعلیل کی صورتیں درج ذیل ہیں:

ضاربون + ی + ضاربون ی + ضاربوی + ضاربیی + ضاربیّ

فائدہ: پہلے حرف کا واؤ ہونا ضروری نہیں ہے اگر پہلا حرف یاء ہو اور دوسرا واؤ ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیں گے جیسے سیود سے سید بنا۔

قانون: جب واؤ اور یاء ایک کلمہ میں اکٹھے ہو جائیں۔ ان میں پہلا ساکن ہو چاہے وہ واؤ ہو تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور اگر پہلا ساکن یاء ہو تو دوسرے کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں۔

مثال: مصنف ﷫ ضاربِیّ میں ادغام کی نظیر پیش فرما رہے ہیں۔ جیسے: مھدوی واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں۔ ان

میں پہلا ساکن تھا یعنی کہ واؤ تو پھر واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مھدیٌ ہو گیا۔

والمرفوعُ المتّصلُ یستترُ فی خمسةِ مواضعَ فی الغائبِ نحو ضربَ یضربُ ولیضربُ و لا یضربُ۔ و فی الغائبة نحو ضربتْ و تضربُ و لتضربْ و لا تضربُ۔

ترجمہ:

اور مرفوع متصل پانچ جگہوں میں مستتر ہوتی ہے۔ واحد مذکر غائب میں جیسے ضَرَب، یضرب، و لیضرب و لا یضرب اور واحد مؤنث غائب میں جیسے ضربت و تضرب و لتضرب و لا تضرب۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ضمیروں کے اتصال و انفصال کے احکام بیان کرنے کے بعد بارز و مستتر کے بیان کو شروع کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ پانچ مقامات میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے ان میں سے:

(1) پہلا مقام واحد مذکر غائب کے صیغہ ماضی، مضارع، امر، نہی میں ہیں۔ مثالیں بالترتیب یہ ہیں:

ضَرَبَ، یضرب، لیضرب، لا یضرب۔ ان تمام میں ھُوَ ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

(2) دوسرا مقام واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں ماضی، مضارع، امر نہی میں ہیں۔

مثالیں: ضربت، تضرب، لتضرب، لا تضرب۔

ان تمام میں ہی ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

تنبیہ: ھو، ھی اگرچہ ضمیر مرفوع منفصل ہیں لیکن جب یہ مستتر ہوں گی تو یہ مرفوع متصل کہلائیں گی۔ (الحنفیۃ ص 70)

و فی المخاطبِ الذی فی غیرِ الماضِی نحو تضربُ واضربْ و لا تضربْ۔ والیاءُ فی تضربِین علامةُ الخَطابِ و فاعلهُ مستترٌ عند الاَخفشِ و عند العامةِ هو ضمیرٌ بارزٌ للفاعلِ کواوِ تضربونَ۔ و عُیّنتِ الیاءُ لمجیئهِ فی هٰذِیَ للتانیثِ و لم یُزد من حروف انت شیءٌ لِلالتباسِ بالتثنیةِ فی الهمزةِ واجتماعِ النونینِ فی النونِ و تکرار التائینِ فی التاءِ۔ و ابرز للفرق بینهٗ و بَین جمعِه و لم یفرّقْ بحرکةِ ما قبلَ النونِ حتّٰی لا یلتبَس بالنونِ الثقیلةِ والخفیفةِ فی الصورةِ و لا بحذفِ النونِ حتی لا یلتبسَ بالمذکرِ المخاطَبِ۔

ترجمہ:

اور ماضی کے علاوہ مخاطب کے صیغہ میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے تضرب واضرب و لا تضرب اور تضربین کی یاء علامت خطاب اور اس کا فاعل امام اخفش کے نزدیک مستتر ہے اور عام علماء کے نزدیک (یا) ضمیر بارز ہے۔ فاعل کے لیے جیسے واؤ تضربون میں اور یاء کو متعین کیا گیا۔ التباس سے بچنے کے لیے ہمزہ کی صورت میں اجتماع نون اور تاء میں تکرار کے ساتھ اور ضمیر کو ظاہر کیا گیا واحد اور جمع میں فرق کرنے کے لیے اور نون کے ماقبل کی حرکت کے ساتھ فرق نہیں کیا تا کہ نون ثقیلہ

اور خفیفہ کے ساتھ صورت میں التباس نہ آئے اور فرق نہیں کیا گیا نون حذف کے ساتھ تا کہ نہ التباس آئے مذکر مخاطب کے واحد کے ساتھ۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ ضمیر کے پوشیدہ ہونے کے مقامات کو بیان فرمارہے ہیں۔ دو مقاموں کا ذکر ہو چکا ہے اور تیسرا بیان فرماتے ہیں کہ ماضی کے علاوہ واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے: تضرب، اضرب اور لا تضرب ان میں انت ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

رہی یہ بات کہ مذکر حاضر ماضی کے صیغہ میں کیوں مستتر نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مستتر کر لی جائے تو واحد مذکر غائب کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آ جائے گا۔ جیسے ضربت سے ضرب۔

امام اخفش کا مؤقف:

امام اخفش کے نزدیک تضربین میں یاء علامت خطاب ہے اور انت ضمیر اس میں پوشیدہ ہے لیکن عام علماءِ صرف کے نزدیک یاء ضمیر فاعل ہے جیسے: تضربون میں واؤ ضمیر فاعل ہے۔

سوال: امام اخفش پر اعتراض ہوتا ہے کہ ایک شئی میں دو علامت خطاب جمع ہونا جائز نہیں ہوتا۔ تو یہاں پر دو علامتیں جمع کیوں ہوئیں؟

جواب: امام اخفش جواب دیتے ہیں کہ تضربین میں تاء محض علامت خطاب ہے جبکہ یاء علامت خطاب ہونے کے ساتھ ساتھ علامت تانیث بھی ہے تو اس طرح دونوں میں فرق ہونے کی وجہ سے آپ کا اعتراض کرنا غلط ہوا۔ یہ تمام باتیں تکلفات پر مبنی ہیں لہٰذا عام علماءِ صرف کا موقف ہی صحیح ہے۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ یاء کو تانیث میں علامت فاعل کیوں بنایا گیا ہے؟

جواب: یاء کو تانیث میں علامت فاعل بنانے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یاء ھذی میں مؤنث کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ اس بناء پر یاء کو تانیث میں علامت فاعل بنایا گیا۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ انت ضمیر جو کہ اس کے تحت میں ہے اس کے حروف میں سے کسی کا اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: ان حروف میں سے کسی کا اضافہ اس لیے نہ کیا گیا کیونکہ اگر ہمزہ کا اضافہ کرتے تو تثنیہ کے ساتھ صورت میں التباس لازم آتا جیسے: تضربان اور اگر نون کا اضافہ کرتے تو اس صورت میں دونون جمع ہو جاتے جو کہ ثقل کا باعث ہے جیسے: تضربنن تاء کا اگر اضافہ کرتے تو تاء کا تکرار آتا۔ جیسے: تضربتن۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ تاء کے تکرار کے ساتھ ثقل تو پیدا نہیں ہوتا تو پھر اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: کیونکہ اس میں دو علامت خطاب جمع ہو جاتیں۔ ایک تضربین کی تاء اور ایک انت کی ت ضمیر اور یہ ناجائز ہے۔ اس بناء پر تاء کا تکرار نہ کیا گیا۔

تضربین میں یاء ضمیر فاعل کو ظاہر اس لیے کیا گیا تا کہ جمع مؤنث حاضر کے صیغہ کے ساتھ اس کا التباس نہ آئے۔ جیسے تضربین سے تضربن بن جاتا۔

سوال: سوال ہوتا ہے کہ نون کے ماقبل کی حرکت کو بدل دیتے تو جمع کے ساتھ التباس نہ آتا جیسے تضربن بن جاتا؟

جواب: اگر ایسا کر دیا جاتا تو صورت میں یہ نون ثقیلہ وخفیفہ کے ساتھ مشابہ ہو جاتا۔ اگر حقیقت میں نون ثقیلہ وخفیفہ امر و نہی اور لام تاکید میں آتا ہے جس کی علامت ابتداءِ صیغہ میں موجود ہوتی ہے۔

سوال: سوال پیدا ہوتا ہے کہ جمع کے صیغہ کے آخر سے نون کو حذف ہی کر دیا جاتا؟

جواب: اگر نون کو حذف کر دیا جاتا تو اس کا واحد مذکر حاضر کے ساتھ التباس لازم آ جاتا ہے جیسے: تضربن سے تضرب۔

تنبیہ: "امام اخفش کے قول کو پہلے اس لیے ذکر کیا گیا کیونکہ یہاں بحث ضمیر کے مستتر ہونے کی ہو رہی تھی اور امام اخفش کا مؤقف اس بحث سے ملتا تھا تو اس لیے ان کے قول کو پہلے ذکر کیا گیا۔" (الحنفیۃ ص 71)

سوال: تضربین میں یاء کو فرض کرنے کے لیے نہ لاتے بلکہ آخر سے نون اعرابی کو حذف کر دیتے تو واحد مذکر حاضر کے ساتھ التباس لازم آ جاتا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ واحد مؤنث غائب کے ساتھ بھی التباس لازم آتا ہے تو اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا یعنی صرف اسی کے ساتھ التباس آتا ہے باقی کسی کے ساتھ نہیں آتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ذکر چونکہ مخاطب کا تھا اس لیے التباس کے لیے مخاطب کا ذکر کر دیا گیا۔

فائدہ: "بہتر ہوتا مصنف رحمۃ اللہ علیہ صرف التباس لازم آتا فرما دیتے تا کہ یہ اعتراض وارد نہ ہوتے۔"

و فی المضارعِ المتکلمِ نحو اَضربُ و نضربُ۔ و فی الصفةِ نحو ضاربٌ و ضاربانِ الی آخرِہ۔ واستتر فی المرفوعِ دُون المنصوبِ و المجرورِ لانّه بمنزلةِ جُزء الفعلِ۔ واستترَ فی المفردِ الغائب و الغائبةِ دون التثنیةِ والجمعِ لانَّ الاستتارَ خفیفٌ واعطاءُ الخفیفِ للمفردِ السابقِ اَوْلٰی دُون المتکلم والمخاطَبِ الذین فی الماضِی لانّ الاُستتارَ قرینةٌ ضعیفةٌ وَالابراز قرینةٌ قویةٌ فاعطاءُ الابراز القوّيِ للمتکلمِ القوّيِ والمخاطبِ القويّ اولٰی واستترَ فِی مخاطبِ الُمستقبِلِ ومتکلِمہٖ للفرقِ۔

ترجمہ:

اور مضارع متکلم میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے اضرب اور نضرب اور صفت میں بھی جیسے: ضارب اور ضاربان آخر تک اور ضمیر مرفوع مستتر ہوتی ہے۔ منصوب اور مجرور کے سوا کیونکہ یہ فعل کے جز کی طرح ہوتی ہے اور مفرد غائب اور غائبہ میں تثنیہ اور جمع کے سوا مستتر ہوتی ہے اس لیے کہ مستتر کرنا خفیف ہے اور خفیف مفرد کو دے دینا بہتر ہے جو تثنیہ اور جمع پر مقدم ہے۔ ماضی کے متکلم اور مخاطب میں (ضمیر مستتر نہیں ہوتی) کیونکہ مستتر کرنا ضعیف طریقہ ہے اور ظاہر کرنا قوی طریقہ ہے تو ظاہر کرنے قوی کو متکلم اور مخاطب قوی کو دے دینا بہتر ہے اور مضارع کے مخاطب اور متکلم میں ضمیر کو پوشیدہ کیا گیا (ماضی) سے فرق کرنے کے لیے۔

انوارِ خادمیہ: ضمیر مرفوع متصل کے مستتر ہونے کے مقامات کا ذکر ہو رہا تھا تو یہ چوتھا مقام مصنف رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرما رہے

ہیں۔

مضارع کے متکلم کے صیغہ میں ضمیر مستتر ہوگی چاہے وہ واحد متکلم ہو یا جمع متکلم۔ ان میں انا، نحن مستتر ہوتے ہیں اور

پانچواں مقام صیغہ صفت میں ہے۔

صیغہ صفت سے مراد فاعل، مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ ہیں۔

ان کو صفت کا صیغہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ مصدر کے ساتھ ذات کے متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے: ضارب (مارنے والا ایک مرد) تو لفظ ضارب متصف ہے ضرب کے ساتھ۔

ان میں مستتر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اظہار کر دیں تو دو الفوں کا اجتماع تثنیہ میں اور دو واووں کا اجتماع جمع میں ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ضاربان میں الف ضمیر فاعل پر لگائیں تو ضاربا ان ہو جائے۔ اسی طرح جمع میں ضاربوون ہو جائے گا اور یہ ممنوع ہے۔

نوٹ: "یاد رہے کہ صفت کے تمام صیغوں میں ضمیریں مستتر ہوں گی۔"

پھر مرفوع متصل مستتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرفوع فاعل ہوتا ہے اور فاعل فعل کے ساتھ بمنزل جز ہوتا ہے تو ضمیر بھی جزء کی طرح ہوتی ہے اور منصوب و مجرور جزء کی طرح نہیں ہوتیں اس لیے ان میں پوشیدہ بھی نہیں کیا گیا۔

سوال: ضمیر واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں پوشیدہ ہوتی ہے، تثنیہ اور جمع میں پوشیدہ کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: (تنبیہ) "پوشیدہ ہونا عزم تلفظ کی وجہ سے خفت کا باعث ہے اور پھر واحد کثیر الاستعمال ہے اس وجہ سے یہ خفیف رکھا جاتا ہے تاکہ ثقل کثیر نہ ہو جائے اور معنی کے لحاظ سے واحد میں خفت ہے کیونکہ اس کا معنی ایک ہے اور ایک میں دو اور دو سے زیادہ کی نسبت خفت ہے تو مستتر ہونا جو خفیف تھا اُس کو دے دیا جو کہ پہلے مناسبت کی وجہ سے ان کے درمیان تھا۔"

جواب یہ ہے کہ ظاہر کرنا تلفظ کی وجہ سے ثقیل وقوی ہوتا ہے جبکہ متکلم و مخاطب بھی قوی ہوتے ہیں اس مناسبت کی وجہ سے ظاہر کرنا قوی، متکلم و مخاطب قوی کو دے دیا تاکہ مطابقت ہو جائے۔

سوال: جس طرح ماضی میں مخاطب و متکلم قوی تھے اور ان میں ضمیر کو ظاہر کر دیا تو مضارع کے متکلم و مخاطب میں ضمیر کو ظاہر کیوں نہ کیا گیا؟

جواب (1): ماضی اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے کیونکہ ماضی اصل ہے اور مضارع اس کی فرع ہے اور اس بناء پر ماضی کے متکلم و مخاطب میں قوت ہے۔ وہ مضارع کے متکلم و مخاطب میں نہیں۔

جواب (2): مضارع میں ضمیر کے پوشیدہ ہونے پر دلیل موجود ہے جیسے تضرب میں تاء علامت مخاطب اور اضرب اور نضرب میں ہمزہ متکلم اور نون علامت ہیں متکلم ہونے کی۔ لہٰذا ضمیر کو ظاہر نہ کیا گیا۔

تنبیہ: تضرب واحد مؤنث غائب کا صیغہ بھی تو ہے لیکن غائب و مخاطب میں فرق سیاق کلام سے ہو جائے گا۔

سوال: واستتر فی مخاطب المستقبل و متکلمہ عبارت لانا تکرار بے فائدہ ہے کیونکہ دون المتکلم و المخاطب الذین فی الماضی والی عبارت سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہوگی جبکہ اس کے غیر یعنی مضارع میں ضمیریں پوشیدہ ہوں گی تو اس عبارت کا لانا تکرار بے فائدہ ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی طبع کا خیال کرتے ہوئے ایسا کیا کیونکہ کچھ لوگ ذہین وفطین ہوتے ہیں ضمناً بیان ہونے والے مسئلہ کو سمجھ جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کند ذہن ہوتے ہیں اور صراحت کے طلب گار ہوتے ہیں اس وجہ سے انہوں نے صراحۃً بیان کیا جو کہ تکرار بے فائدہ نہیں۔

و قیلَ استترَ فی هذهِ المواضِعِ دُون غیرِها لوجودِ الدلیلِ و هُو عدم الابرَازِ فی مثل ضرب والتاءُ فی مثلِ ضربتُ والیاءُ فِی مثل یضرب والتاءُ فی مثل تضرب والهمزةُ فی مثل اضرب والنونُ فی مثل نضرب و هی لیست باسماءٍ والصفة فی مثلِ ضاربٌ و ضاربانِ۔ اه۔ و لا یجوزُ اَنْ یکونَ تاءُ ضربت ضمیرا کتاءِ ضربتِ لِوجود عدِم حذفِها بالفاعلةِ الظاهَرةِ نحو ضربت هند۔ و لا یجوزُ ان یکون الفُ ضاربانِ وواوُ ضاربونَ ضمیراً لانّه یتغیّر فی حالةِ النصبِ والجرِ والضمیرُ لا یتغیّرُ کالفِ یضربانِ۔

ترجمہ:

اور کہا گیا ہے کہ پوشیدہ کی گئی (ضمیر) ان پانچ جگہوں میں علاوہ غیر کے دلیل موجود ہونے کی وجہ سے اور وہ ظاہر نہ ہونا ہے ضرب کی مثل میں اور تاء ضربت کی مثل میں اور یاء یضرب کی مثل میں اور تاء تضرب کی مثل میں اور ہمزہ اضرب کی مثل میں اور نون نضرب کی مثل میں اور وہ اسماء نہیں (بلکہ حروفِ مضارع ہیں) اور صفت میں ضارب اور ضاربان کی مثل میں اور ضربت کی تاء ضربت کے مثل نہیں کیونکہ وہ حذف نہیں ہوتی۔ فاعل ظاہر لانے کی صورت میں۔ جیسے ضربت هند اور ضاربان کی الف اور ضاربون کی واؤ کا ضمیر (فاعل) بننا جائز نہیں کیونکہ وہ حالت نصب و جر میں تبدیلی قبول کرتے ہیں اور ضمیر متغیر نہیں ہوتی جیسے یضربان۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ مذکورہ پانچ مقامات میں دلیل موجود ہونے کی وجہ سے ضمائر پوشیدہ کی گئی ہیں کیونکہ فعل حدث ہے اور کام ہے اور حدث کے لیے محدث یعنی کام کرنے والے کا ہونا ضروری ہوتا ہے جبکہ وہ اسم ظاہر ہوگا یا ضمیر ہوگی۔ اگر اسم ظاہر نہ ہو تو وہ ضمیر ہوگی اور پھر ضمیر کی دو قسمیں ہیں:

(1) ضمیر بارز (2) ضمیر مستتر

اگر اس میں ضمیر مستتر ہو تو ضمیر بارز نہ ہوگی اور اگر ضمیر بارز ہو تو یقیناً ضمیر مستتر نہ ہوگی کیونکہ ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی طرح ہو۔

مثال: جیسے ضرب میں ھو ضمیر اور ضربت میں تاء ساکن ضمیر کے موجود ہونے پر دلیل ہے اور اسی طرح یضرب میں یاء ھو ضمیر کے اور تضرب میں تاء ھی ضمیر کے پوشیدہ ہونے پر دلیل ہے اور اسی طرح اضرب میں ہمزہ انا کے پوشیدہ ہونے پر اور نضرب میں نون، نحن کے پوشیدہ ہونے پر دلیل ہیں۔

نوٹ: ضرب میں مؤنث غائب، مذکر مخاطب و متکلم و مخاطب کی علامات نہ ہونے کی وجہ سے واحد مذکر غائب ہے جبکہ ضربت میں تاء ساکنہ علامت واحد مؤنث غائب ہے جبکہ تضرب میں تاء علامت واحد مؤنث ہے (اگرچہ تاء واحد مذکر

مخاطب کی بھی علامت ہے لیکن ان میں سیاق کلام سے فرق کرنا کوئی مشکل بات نہیں) اضرب میں ہمزہ علامت واحد متکلم ہے جبکہ نضرب میں نون علامت جمع متکلم ہے۔

سوال: مذکورہ بالا علامات کو ہی فاعل کیوں نہ بنالیا گیا؟

جواب: مذکورہ علامات (یضرب، تضرب، اضرب، نضرب) حروف ہیں (حروف اتین جو علامت مضارع ہیں) جبکہ فاعل کے لیے اسم ہونا ضروری ہوتا ہے۔

پھر بتایا گیا کہ صفت کے تمام صیغوں میں ضمیریں مستتر ہوتی ہیں۔ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ ہیں۔ ان تمام کو صفت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتے ہیں مصدر کے ساتھ ذات کے متصف ہونے پر۔

مثال: جیسے ضارب کا معنی ہے ایسی ذات جو متصف ہو ضرب کے ساتھ (مارنے والا ایک مرد) تو مارنے والا ذات ہے اور مار اس کے ساتھ متصف ہے۔

ان کے مستتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صفت کے صیغے اعراض ہوتے ہیں جو معروض کو لاحق ہوتے ہیں، اوصاف ہوتے ہیں جو موصوف پر جاری ہوتے ہیں، خبریں ہوتیں ہیں ان کے لیے جو مبتداء ہوتے ہیں۔ عرض معروض کے بغیر، وصف موصوف کے بغیر، خبر مبتداء کے بغیر نہیں ہوتی اس طرح یہ بھی اعراض ہیں جو قائم بالذات نہیں ہوتے بلکہ قائم بالغیر ہوتے ہیں۔ وہ غیر جو کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ فاعل ہوگا یا نائب الفاعل۔

مثال: جیسے ضارب (مارنے والا ایک مرد) تو مارنا ایک عرض ہے جو معروض یعنی ذات ضارب کو لاحق ہوئی اور وہی فاعل ہے۔ اسی طرح مضروب (مارا ہوا ایک مرد) اب ضرب جو عرض ہے وہ معروض یعنی ذات مضروب کو لاحق ہوئی اور ذات مضروب، مضروب کا نائب فاعل ہے۔

جب یہ اعراض ہوئے تو ان کے لیے فاعل یا نائب فاعل کا ہونا ضروری ہوا۔ فاعل یا نائب فاعل اسم ظاہر نہیں تو اسم ضمیر بارز ہوگا وہ نہیں ہے تو یقیناً ان میں ضمیر مستتر ہوگی کیونکہ یہ اعراض ہیں ان کے لیے ذات معروض کا ہونا ضروری ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ و لا یجوز ان یکون تاء ضربت سے ایک اور مسئلہ کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ ضربت کی تائے ساکنہ ضمیر فاعل نہیں کیونکہ جب فاعل اسم ظاہر آئے تو وہ حذف نہیں ہوتی کیونکہ ایک فعل صرف ایک فاعل کا تقاضا کرتا ہے جیسے ضربت هندٌ جہاں تاء ضمیر فاعل ہے وہاں اسم ظاہر فاعل نہیں آئے گا کیونکہ ضمیر اختصار کے لیے فاعل کو بیان کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔

پھر ایک وہم ہوتا تھا کہ اسم فاعل فعل کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے فعل جیسا عمل کرتا ہے تو جس طرح ضربا میں الف اور ضربوا میں واؤ فعل کا فاعل واقع ہوتے ہیں تو ضاربان اور ضاربون میں بھی الف، واؤ فاعل واقع ہوتے ہوں گے۔ تو اس وہم کو اس طرح دُور کردیا گیا کہ ضاربان اور ضاربون میں الف اور واؤ ضمیر فاعل نہیں کیونکہ ضمیریں ہر حال میں یکساں ہوتی ہیں جبکہ یہ بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے جاء نی ضاربان، رأیت ضاربین، مررت بضاربین جبکہ ضمیر ہر حالت میں یکساں رہتی ہے جیسے: زیدان، یضربان، زیدان لن یضربا، زیدان لم یضربا۔

تو ان میں الف اور واؤ اعرابی ہیں ویسے بھی اگر الف اور واؤ ضمیر والے آتے تو ثقل ہو جاتا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے تلفظ نہ ہو سکتا۔ جیسے: ضاربا ان ، ضاربو ون۔

والاستتارُ واجبٌ فی مثل اِفعل و تفعل وافعل و نفعل لدلالةِ الصیغةِ علَیه و قبح اِفْعَلْ زَیْدٌ و تفعُلُ زیدٌ و اَفعَلُ زیدٌ و نفعلُ زیدُونَ۔

ترجمہ:

اور ضمیر کو مستتر کرنا واجب ہے افعل ، تفعل ، افعل اور نفعل کی مثل میں صیغہ کے دلالت کرنے کی وجہ سے اس (استشاد) پر افعل زید ، تفعل زید ، افعل زید اور نفعل زیدون پڑھنا قبیح ہے۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ان مقامات کا بیان فرمارہے ہیں جہاں ضمیر پوشیدہ کرنا واجب ہے۔ جن مقامات میں ضمیر پوشیدہ کرنا جائز ہے۔ ان میں اظہار کرنا بھی جائز ہے جیسے: ضربت کہہ سکتے ہیں کہ ان میں ھی ضمیر پوشیدہ نہیں ہے۔ ضربت ھندٌ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو ذکر کر دیں جبکہ یہاں واجب ہے وہاں اسم کو ظاہر نہیں کر سکتے۔

جہاں ضمیر کو پوشیدہ کرنا واجب ہے وہ مقامات یہ ہیں:

(1) واحد مذکر حاضر، امر و نہی۔ لام تاکید سے

(2) واحد مذکر حاضر فعل مضارع مثبت و منفی، نفی تاکید بلن نامبہ، نفی جحد بلم سے۔

(3) واحد متکلم (4) جمع متکلم

ان اقسام میں سے جن کا ذکر (2) میں ہوا ان میں پوشیدہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کا خطاب غیر کے ساتھ ہوگا متکلم کا کلام غیر کے ساتھ ہوگا تو یہ صیغہ فاعل کے ہونے پر دلالت کرے گا۔

یاد رہے کہ قبیح (ایسا ہونا اچھا نہیں) میں جواز اور وجوب دونوں کے احتمال ہیں جبکہ یہاں قباحت بمعنی امتناع ہے یعنی ایسا ہونا ممنوع ہے ان کا فعل اسم ظاہر لایا جائے تو اس طرح کہنا افعل زید ، تفعل زید ، افعل زید ، نفعل زیدون کہنا ممنوع ہے۔

فصل فی المستقبل

(فعل مستقبل کے بیان میں)

و هو يجئُ ايضاً علىٰ اربعَةَ عشرَ وجهاً نحو يضربُ اه۔ و يُقال له مستقبل لوجودِ معنَى الاستقبالِ فی معنَاه۔ و يُقال له مضارعٌ لِانّه مشابه بضاربٍ فی الحركاتِ والسكناتِ وعددِ الحروفِ وَ فِی وقوعِه صفةً للنكرةِ فی مثلِ مررتُ برجلٍ يضربُ مقامَ ضاربٍ و فی دخولِ لامِ الابتداءِ نحو انَّ زيداً لقائمٌ و ليقومُ و باسمِ الجِنسِ فی العموم والخصوصِ يَعنی كما انَّ اسمَ الجنسِ يختَصُّ بِلامِ العبدِ كذالك يختصّ يضربُ بسوفَ والسين و بالعين فی الاشتراكِ بينَ لمعنی۔

ترجمہ:
اوراس کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں جیسے لیضرب الخ اوراس کو مستقبل بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے معنی میں استقبال کا معنی ہوتا ہے اوراس کو مضارع کہتے ہیں کیونکہ وہ ضارب کے ساتھ حرکات وسکنات اور تعدادِ حروف میں مشابہ ہے اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں جیسے: مررت برجل یضرب، ضارب کی جگہ آتا ہے اور (مشابہ ہے) لام ابتداء کے داخل ہونے میں جیسے: ان زید القائم اور الیقوم اور اسم جنس کے ساتھ عمومیت وخصوصیت میں مشابہ ہے۔ جس طرح اسم جنس خاص ہو جاتا ہے۔ الف لام عہدی کے ساتھ اسی طرح خاص ہو جاتا ہے۔ یضرب سوف اور سین کے ساتھ اور عین کے ساتھ مشابہ ہے مشترک ہونے میں حال واستقبال کے ساتھ۔

انوارِ خادمیہ: دوسری فصل فعل مستقبل کے بارے میں ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ ماضی کی طرح اس کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں۔

سوال: اس کو فعل مستقبل کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کیونکہ اس کے معنی میں استقبال کا معنی پایا جاتا ہے جیسے یضرب (وہ مارتا ہے یا مارے گا) زمانہ حال کا تو کوئی حال ہے کیونکہ اسے قرار نہیں ہے تو اگر ماضی نہیں کیا تو مستقبل ہوگا اور اس لیے حال کا ایک لمحہ ہوتا ہے اس لیے اس میں استقبال کا معنی پایا گیا ہے۔

"اس فعل کا وقوع زمانہ استقبال میں ہوگا تو فعل مظروف کہلائے گا اور زمانہ استقبال ظرف تو اس بناء پر اس کو تسمیۃ المظروف باسم الظرف بھی کہا جاتا ہے۔"

نوٹ: فعل مستقبل کو فعل مضارع بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: فعل مستقبل کو فعل مضارع کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: فعل مستقبل کوفعل مضارع اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے۔ مضارع بنا ہے ضرع سے۔ جس کا لغوی معنی ہے پستان، تھن۔ چونکہ فعل مستقبل اور اسم فاعل نے ایک ہی تھن سے غذا حاصل کی تو اس بناء پر آپس میں مشابہہ ہیں۔

اسم کے ساتھ مضارع کی مشابہت کی کل پانچ صورتیں ہیں۔ تین میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ ایک میں اسم جنس کے ساتھ مشابہت ہے اور ایک میں اسم مشترک کے ساتھ مشابہت ہے۔

(1) فعل مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ حرکات، سکنات اور تعدادِ حروف میں مشابہت رکھتا ہے جیسے: ضاربٌ، یضرِبُ اسم فاعل کے پہلے حرف پر زبر تو فَعل مضارع میں بھی اسی طرح ہے۔ اس میں دوسرا حرف ساکن تو فعل مضارع میں بھی ساکن۔ اس میں تیسرا حرف مکسور اس میں بھی تیسرا حرف مکسور۔ اس کا آخر بھی مضموم اور فعل مضارع کا آخر بھی مضموم ہے۔ البتہ تنوین اسم کا خاصہ ہے۔

(2) نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اس کے مشابہہ ہوتا ہے جس طرح اسم فاعل نکرہ کی صفت واقع ہوسکتا ہے اسی طرح فعل مضارع بھی نکرہ کی صفت واقع ہوسکتا ہے۔ جیسے مررت برجل ضارب کہہ سکتے ہیں اسی طرح مررت برجل یضرب بھی کہا جاسکتا ہے۔

(3) جس طرح لام تاکید اسم فاعل پر داخل ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع پر بھی داخل ہوسکتا ہے۔ جیسے: اِنّ زیدًا لقائم کہہ سکتے ہیں اسی طرح اِنّ زید الیقوم بھی کہہ سکتے ہیں۔

(4) اسم جنس کے ساتھ عموم وخصوص میں مشابہت رکھتا ہے جیسے: جاء نی رجل سے عام مرد مراد ہے اسی طرح لیضرب میں حال و مستقبل کا معنی عام ہے اور جب رجل پر الف لام عہد خارجی کا لگایا جائے تو وہ شخص متعین ہو جائے گا۔ اسی طرح مضارع پر سین یا سوف لگایا جائے تو وہ مستقبل میں خاص ہو جائے گا اور جب لام ابتداء داخل کر دیا جائے تو حال کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے: سیضرب، سوف، فیضرب، لیضرب۔

(5) اسم مشترک کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جیسے: لفظ عین اس کا معنی ہے گھٹنا، جاسوس، چشمہ، آنکھ وغیرہ اس طرح مضارع میں بھی دو معنی پائے جاتے ہیں۔ حال و استقبال جبکہ کوئی قرینہ پایا جائے تو اسم مشترک کا ایک معنی خاص ہو جاتا ہے جیسے: فیها عین جاریه اس سے مراد چشمہ ہے۔ اسی طرح جب مضارع پر سین یا سوف داخل ہو تو استقبال اور جب لام ابتداء داخل ہو تو حال کا معنی خاص ہو جاتا ہے۔

سوال: و لسوف یعطیك ربك فترضی میں لام ابتدا ہے جو کہ حال کے معنی میں داخل کر دیتا ہے اور سوف بھی داخل ہے جو کہ استقبال کے معنی میں داخل ہے تو اب اس کو کس معنی میں تسلیم کریں گے؟

جواب: لام صرف تاکید کے لیے لایا گیا ہے حال کے لیے نہیں۔ لہٰذا صیغہ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جائے گا۔

(الحنفیۃ ص 78)

فائدہ: بین الحال والاستقبال نہ کہتے تو بہتر ہوتا کیونکہ اس میں وہم پیدا ہوتا ہے کہ اسم مشترک فعل مضارع کے ساتھ حال اور مستقبل میں مشابہہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ صرف معنی میں مشابہہ ہیں کیونکہ اس کے کئی معنی پائے جاتے ہیں تو پھر قرینہ

کے ساتھ ایک معنی خاص کر لیا جاتا ہے اسی طرح حال واستقبال بھی دو معانی ہیں سین ، سوف اور لام تاکید کے ساتھ ایک معنی سے خاص ہو جاتے ہیں۔

ثم زِیدت علَی الماضِی حروفُ اتینَ حتی یصیرُ مستقبلاً لانَّ بتقدیرِ النقصانِ یَصِیر اقل مِن القدرِ الصالحِ۔ و زِیدتْ فی الاوّلِ دُون الآخرِ لانّ فی الآخرِ یلتبسُ بالماضِی واشتق مِنَ الماضِی لانّه یدلُّ علَی الثباتِ و زِیدتْ فی المستقبلِ دون الماضِی لانَّ المزیدَ علیه بعدَ المجرّدِ و زمانُ المستقبلِ بعدَ زمانَ الماضِی فاُعطیَ السابقُ للسابقِ واللاحقُ للّاحقِ۔

ترجمہ:

پھر ماضی پر حروف اتین کو زیادہ کیا گیا تا کہ فعل مستقبل بن جائے کیونکہ کلمات ماضی کم کرنے سے وہ ماضی قدر صالح سے کم ہو جاتی ہے اور یہ زیادتی آخر کی بجائے اول میں کی گئی اس لیے کہ آخر میں ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اور مشتق کیا گیا (فعل مستقبل کو) ماضی سے اس لیے کہ وہ ثبوت پر دلالت کرتا ہے اور زیادتی کی گئی فعل مستقبل میں بجائے ماضی کے کیونکہ مزید علیہ مجرد کے بعد ہوتا ہے اور مستقبل بھی زمانہ ماضی کے بعد ہے تو اس بناء پر پہلے کو پہلی چیز (مجرد ہونا) اور دوسرے کو دوسری چیز (مزید ہونا) دی گئی۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مضارع کو ماضی سے بنایا گیا ہے اس طرح کہ ماضی کے شروع میں حروف اتین کو زیادہ کیا گیا تو اس سے فعل مستقبل بن گیا۔

نوٹ: دراصل فعل ماضی ومضارع کے معنی میں مغایرت ہے تو اس بناء پر ان کے الفاظ میں بھی مغائرت ہوتی تا کہ یہ معنی کی مغایرت پر دلالت کرتی تو اس وجہ سے ماضی کے شروع میں حروف اتین کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: ماضی کے حروف میں اضافہ کیوں کیا گیا اس میں کمی بھی کی جاسکتی تھی؟

جواب: ماضی کے حروف میں کمی اس وجہ سے نہ کی گئی کیونکہ ثلاثی مجرد کی ماضی کے حروف قدر صالح (کم از کم تین حروف کا ہونا) کم ہو جاتے اور باقی ثلاثی مجرد کے غیر کی ماضیوں کو مجرد پر قیاس کر لیا گیا اور اس وجہ سے اضافہ ماضی کے اوّل میں کیا گیا نہ کہ آخر میں۔

سوال: اضافہ آخر میں کرنا چاہیے تھا کیونکہ آخر محل تغییر ہے۔ اوّل میں اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: اوّل میں اضافہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر آخر میں اضافہ کر دیا جاتا تو ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا۔ یعنی اگر الف کا اضافہ کیا جاتا تو ضربا کے ساتھ، اگر تاء کا اضافہ کیا جاتا تو ضربتَ کے ساتھ اور تاء ساکنہ کی صورت میں ضرَبَتْ کے ساتھ اور اگر نون کا اضافہ کر دیا جاتا تو ضَرَبْنَ کے ساتھ التباس لازم آتا تھا اس وجہ سے اوّل میں اضافہ کیا گیا نہ کہ آخر میں۔

نوٹ: یاء کا آخر میں اضافہ کرنے سے التباس لازم نہ آتا تھا لیکن حکماً التباس لازم آتا تھا کیونکہ للاکثر حکم الکل اس وجہ سے یاء کا بھی آخر میں اضافہ نہ کیا گیا۔

مضارع کو ماضی سے بنایا گیا ہے کیونکہ ماضی ثبوت پر دلالت کرتی ہے وہ اس طرح کیونکہ ماضی میں زمانہ واقع ہو جاتا۔

ت ہو جاتا ہے تو ثابت ہونا اصل بننے کا حقدار ہے بنسبت اس کے جو ثابت نہ ہوا ہو اور مستقبل میں زیادتی کی گئی کیونکہ مزید فیہ مجرد کے بعد کے مقام پر ہوتا ہے تو مستقبل کا زمانہ بھی ماضی کے بعد ہوتا ہے تو اس بناء پر پہلے کو مجرد رہنے دیا گیا اور دوسرے میں اضافہ کر دیا گیا۔

فائدہ: مستقبل میں اضافہ کیا گیا جو عبارت شمار کی گئی وہ ما یؤل کے اعتبار سے ہے یعنی کہ ایک بچہ ابھی قرآن حفظ کر رہا ہے حالانکہ اُس نے ابھی پورا قرآن حفظ نہیں کیا لیکن اُس کو حافظ کے لقب سے مخاطب کیا جانے لگتا ہے کیونکہ مستقبل میں وہ بچہ جو بننے والا تھا اُس کو پہلے سے اُس نام سے مخاطب کیا جانے لگا تو اس کو ما یؤل کہا جائے گا کیونکہ اضافہ تو ماضی میں کیا گیا نہ کہ مضارع میں تو ماضی کو ما یؤل کے اعتبار سے جو کہ فعل مستقبل بننے والی تو اُس کو وہ پہلے ہی کہہ دیا گیا۔(الحنفیۃ ص81)

و عُيِّنَتِ الالِفُ للمتكلِّمِ الواحدِ لانَّ الالفَ مِنْ اَقصى الْحلقِ و هو مبدأُ المخارِجِ والمتكلمُ هو الَّذِى يَبتدِءُ الكلامُ مِنه و قيلَ للموافقةِ بينَه و بين اَنَا۔ و عينتِ الواوُ للمخاطَبِ لكونِها مِن منتهَى المخارِجِ والمخاطبُ هو الذى ينتِهى الْكلام به ثم قُلبتِ الواوُ تاء حتى لا يجتمعَ الواواتُ فى مثلِ وَ وَوُجَلُ فى العطفِ۔ و من ثم قِيلَ الْاوّلُ مِن كُلِّ كلمةٍ لا يصلحُ لزيادةِ الواوِ و حكم بانّ الواوَ و رنتلٍ اصلىٌّ۔ وَ عيّنتِ الياءُ للغائبِ لانّ الياءَ مِنْ وسطِ الْفمِ والغائب هو الذى فِى وسطِ الكلامِ المتكلمِ والمخاطَبِ۔ و عُيّنتِ النونُ للمتكلمِ اذا كانَ معه غيره لتعينها لذالك فى ضربنَا۔ فاِن قيلَ لم زيدتِ النونُ فى نضرب قلنا لِانَّهٗ لم يبقَ من حروفِ العِلَّةِ شئٌ و هو قريبٌ مِن حرُوفِ العلَّةِ فى خُروجهَا عن هواءِ الخَيْشوم۔

ترجمہ:

اور واحد متکلم کے لیے الف متعین کیا گیا کیونکہ الف اقصاء الحلق سے ادا ہوتا ہے اور وہ مخارج کی ابتداء ہے اور متکلم وہ ہے جس سے ابتدائے کلام ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس (صیغہ متکلم) اور ان کے درمیان موافقت کے لیے متعین کیا گیا ہے اور واؤ کو مخاطب کے لیے متعین کیا گیا ہے کیونکہ وہ انتہاء مخارج سے ہے اور مخاطب وہ ہوتا ہے جس پر کلام کی انتہاء ہوتی ہے پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا تا کہ و وو جل کی مثل میں عطف کی صورت میں واوات کا اجتماع نہ ہو اور اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہر کلمہ اول زیادتِ واؤ کا متحمل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ورنتل کی واؤ پر اصلی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اور یاء کو متعین کیا گیا غائب کے لیے اس لیے کہ یاء وسطِ منہ سے ہے اور غائب وہ ہوتا ہے جو متکلم اور مخاطب کے کلام کے درمیان میں رہتا ہے اور نون متکلم مع الغیر کے لیے متعین ہوا بوجہ متعین ہونے اس (نون) کے ضربنا میں اور اگر کوئی کہے کہ نضرب میں نون زائد کیوں کیا گیا تو ہم کہیں گے کہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ رہا اور نون ناک کے بانسے کی ہوا سے ادا ہونے کی وجہ سے حرف علت کے قریب ہے۔

انوارِ خادمیہ: حروفِ زیادت کا مجموعہ ھویت السمان ہے۔ ان میں سے حروفِ علت مع نون کا انتخاب اس لیے کیا

گیا ہے کیونکہ ہر کلمہ تقدیری طور پر یا حقیقی طور پر حروف علت پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ واؤ الف یا یاء ہوں گے یا پھر ضمہ، فتحہ، ک
ہوں گے۔

رہی بات نون کو منتخب کرنے کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حروف علت خفیف ہوتے ہیں اور نرمی سے ادا ہوتے ہیں اور نون
ادائیگی بھی ان کے مثل ہے، یہ بھی نرمی سے ادا ہوتا ہے اس لیے اس کا بھی انتخاب کرلیا گیا۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کلمہ میں اضافہ ثقل کا باعث ہوتا ہے اور اس ثقل سے بچنے کے لیے ہم نے حروف علت اور نو
میں خفت پائے جانے کی وجہ سے ان کو منتخب کرلیا تا کہ اضافہ کی وجہ سے کلمہ بوجھل نہ ہو جائے۔

اب ان حروف کی تقسیم اور وجہ تقسیم بیان کرتے ہیں۔

(1) الف (ہمزہ) جو درحقیقت الف تھا کیونکہ حروف علت کا مجموعہ و ا ی ہے تو الف سے ابتداء محال ہونے کی وجہ سے اس
کو حرکت دے دی گئی۔ اس کو الف پہلی اور اصلی حالت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ الف کا انتخاب واحد متکلم کے لیے اس لیے ہے
کیونکہ الف (ہمزہ) (موجودہ حالت میں) اقصائے حلق سے ادا ہوتا ہے اور وہ مخارج کے شروع ہونے کی جگہ ہے اور متکلم سے
کلام کی ابتداء ہوتی ہے اس وجہ سے الف کو متکلم کے لیے خاص کر دیا گیا تا کہ دونوں میں مناسبت ہو جائے۔

الف کو متکلم کے لیے خاص کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ واحد متکلم کی ضمیر (انا) میں الف موجود تھا تو ان
دونوں (ضمیر اور صیغہ کے درمیان) میں مطابقت کے لیے الف کو واحد متکلم کے لیے خاص کر دیا گیا۔

(2) واؤ کو مخاطب کے لیے متعین کیا گیا کیونکہ واؤ مخارج کے اختتام یعنی شفتین سے ادا ہوتی ہے اس کا مخرج انتہائے مخار
ہے اور مخاطب پر کلام کی انتہاء ہوتی ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے واؤ مخاطب کے لیے متعین کی گئی۔

پھر واؤ کو تاء سے اس لیے تبدیل کر دیا گیا تا کہ مثال واوی سے عطف کی حالت میں اجتماع واوات نہ ہو جائے جو ک
ناپسندیدہ ہے اس کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اس طرح پڑھنے سے آواز کتے کے بھونکنے سے مشابہہ ہو جاتی ہے جیسا ک
و و و جل میں ہے۔ ان میں پہلی واؤ عطف ہے، دوسری واؤ مضارع کی اور تیسری واؤ اصل ہے۔ (الحنفیۃ ص 83)

نوٹ: یاد رہے کہ اجتماع واوات ایک کلمہ میں ناپسندیدہ ہے نہ کہ دو کلموں میں جیسے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اووا و نصرو
دو کلمے ہیں۔ اس وجہ سے ان میں ثقل بھی پیدا نہ ہوا کیونکہ پہلی واؤ کا دوسری میں ساکنہ ہونے کی وجہ سے ادغام ہو گیا۔

سوال: مثال واوی میں عطف کی صورت میں واوات کا اجتماع ہو جاتا ہے جبکہ مثال واوی کے علاوہ میں ایسا نہیں ہوتا تو
میں تاء کو واو ہی رہنے دیا جاتا کیونکہ ان میں خرابی کا کوئی خدشہ نہ تھا؟

جواب: باقی تمام کو مثال واوی پر محمول کر کے سب پر ایک قانون جاری کر کے واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا اور پھر قانون جا
کر دیا گیا کہ ہر کلمہ کے شروع میں واؤ کو زیادہ کرنا منع ہے۔ رہی و رنتل کی بات تو اس میں واؤ اصل ہے بروزن فعنل
کے۔

و رنتل شیر کا نام بھی ہے اور اس کا ایک معنی شدت بھی ہے۔ (الحنفیۃ ص 83)

(3) یاء کو غائب کے لیے اس لیے متعین کیا گیا کیونکہ متکلم اور مخاطب کی گفتگو کے درمیان غائب ہوتا ہے اور یاء بھی
کے وسط سے ادا ہوتی ہے اس مناسبت کی وجہ سے یاء کو غائب کے لیے خاص کر دیا گیا۔

ث: یہاں ایک باریک بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا یاء حرف غائب کے لیے ہے اب جو متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں حاضر ہوں لیکن متکلم ومخاطب نہ ہوں تو وہ بھی مخاطب ہوں گے۔

(4) نون کو جمع متکلم کے لیے متعین کیا گیا ہے۔نون کو متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی جمع متکلم کی ضمیر (نحن) میں نون موجود تھا تو اس میں مطابقت کرنے کے لیے نون کا اضافہ کردیا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حروف علت میں سے کوئی حرف باقی نہ بچا جس کا اضافہ کیا جاتا تو نون کا اضافہ کردیا گیا کیونکہ نون دائیگی میں حروف علت کی طرح نرمی سے ادا ہوتا ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے نون کو جمع متکلم کے لیے خاص کردیا گیا۔

و فُتِحَتْ هذهِ الحروفُ لِلخفةِ اِلَّا فِی الرباعِی و هو فعلَلَ و اَفعلَ و فَعَّلَ و فَاعَلَ لانَّ هذهِ الَاربعةَ رُباعيةٌ والرُبَاعِیُ فرعٌ للثلاثِی والضمةُ ايضا فرع الفتحهِ وَ قيل لقلّةِ استعمالِهِنَّ و يُفتحُ ما وراء هنّ لكثرةِ حُروفِهِنّ۔ اَمَّا يهرِيقُ اَصلُهٗ يُرِيقُ و هو مِن الرباعِی فَزِيدَتِ الهاءُ علٰی خلافِ القياسِ۔ و تكسر حروفُ المضارعةِ فی بعضِ اللغاتِ اِذا كانَ ماضيهِ مكسور الُعينِ او مكسور الهمزةِ حتی تدلَّ علٰی كسرةِ الُماضِیُ نحو يِعُلَمُ و تِعلم و اِعلم و نِعلم و يَسْتَنْصِرُ و تِستنصر و اِستنصر و نستنصر و فی بعضِ اللغاتِ لا تُكسر الياءُ لثقلِ الكسرةِ علی الياء الضعيفِ۔ و عُيِّنَتْ حروفُ المضارعةِ للدّلالَةِ علٰی كسرةِ العينِ فِی الماضِی لانَّها زائدةٌ۔ و قِيلَ لانَّهٗ يلزَم بكسرةِ الفاءِ تَوالِیُ اَرْبع حركاتٍ و بكسرةِ الُعينِ يلزَمُ الُالتباس بينَ يفعِلُ و يفعَلُ و بكسرةِ اللامِ يلزَمُ اِبطَالُ الِاعُرَابِ۔

ترجمہ:

اوران حروف کو خفت کے لیے فتحہ دیا گیا۔مگر رباعی میں اور وہ فَعْلَلَ ، افعل ، فَعَّلَ اور فَاعَلَ ہیں کیونکہ یہ چار رباعی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ بھی فتح کی فرع ہے اور کہا گیا ہے کہ قلت استعمال کی وجہ سے (فتح دیا گیا ہے) اور اس کے علاوہ کو ان کے حروف کی کثرت کی وجہ سے فتح دیا گیا ہے۔بہرحال یھریق کی اصل یریق ہے اور وہ رباعی ہے۔خلاف قیاس اس میں ھا کو زیادہ کیا گیا اور بعض لغات میں حروف مضارعت کو کسرہ دیا جاتا ہے جبکہ اس کی ماضی مکسور العین ہو یا مکسو ر الھمزہ ہوتا کہ وہ دلالت کرے ماضی کے مکسور ہونے پر جیسے: یِعلم ، تِعلم ، اِعلم ، نِعلم ، یِستنصر ، تِستنصر ، اِستنصر اور نِستنصر ہے اور بعض لغات میں کسرہ ثقیل ہونے کی وجہ سے یاء کو کسرہ نہیں دیا جاتا تاکہ کسرہ ثقیل یاء ضعیف پر واقع نہ ہو اور حروف مضارعت کو ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرنے کے لیے مختص کیا گیا ہے کیونکہ وہ زائد ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاء کو کسرہ دینے سے توالی اربع حرکات لازم آتی ہیں اور عین کو کسرہ دینے سے یَفعَلُ ، یَفعِلُ میں التباس لازم آتا ہے اور لام کلمہ کو مکسور کرنے سے فعل مضارع کا اعراب باطل ہوجاتا ہے۔

انوارِ خادمیہ: حروف اتین کو فتحہ دیا گیا اس لیے کہ اضافہ ثقل سے خالی نہیں ہوتا تو اس مناسبت کی وجہ سے فتحہ دیا گیا تاکہ

خفت پیدا ہو جائے اور اگر ثقیل حرکت دی گئی تو ثقل مزید ہو جائے گا۔
مگر رباعی میں حروف اتین کو ضمہ دیا گیا کیونکہ رباعی ثلاثی کی فرع ہے اور ضمہ فتحہ کی فرع ہے لہٰذا فرع اعراب فرع کو دے دیا گیا۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ رباعی کو قلت استعمال ہونے کی وجہ سے ضمہ دے دیا گیا۔

سوال: خماسی اور سداسی تو رباعی سے بھی کم استعمال ہوتے ہیں تو ان کو ضمہ کیوں نہ دیا گیا؟

جواب: ان میں کثرتِ حروف کی وجہ سے پہلے سے ہی ثقل موجود ہے اس سے ان کے ثقل میں اضافہ ہو جاتا اس لیے انہیں خفیف حرکت دی گئی۔

تنبیہ: رباعی سے مراد یہاں اصطلاحی رباعی نہیں بلکہ یہاں مراد وہ رباعی ہے جس کی ماضی میں چار حروف ہوں چاہے اصلی ہوں چاہے زائدہ ہوں۔ وہ کل چار باب ہیں۔ فعلل ، افعال ، تفعیل ، مفاعلہ۔

سوال: آپ نے کہا کہ خماسی میں حروف اتین کو فتحہ دیا جاتا ہے تو پھر یھریق میں ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: یھریق اصل میں یریق ہے۔ اَرْوَقَ ، یُرْوِقُ۔ واوٗ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واوٗ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واوٗ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو پہلے صیغے میں واوٗ کو الف اور دوسرے میں واوٗ ساکن ماقبل مکسور واوٗ کو یاء سے بدل دیا تو اراق یریق ہو گیا اور ھا کا اضافہ خلافِ قانون کیا گیا تو اصل کے اعتبار سے یہ رباعی ہے۔ اس لیے حروفِ اتین پر ضمہ لانا درست ہے۔

بعض اہل لغت جب ماضی مکسور العین ہو یا ماضی کے شروع میں ہمزہ مکسور ہو تو مضارع میں حروف اتین کو کسرہ دیتے ہیں تاکہ ماضی کے مکسور العین اور ماضی کے ہمزہ کے مکسور ہونے پر دلالت کرے جیسے: یِعلم ، تِعلم ، اِعلم ، نِعلم یِستنصر ، تِستنصر ، اِستنصر ، نِستنصر۔

بعض اہل لغت حرف یاء کو ضعیف ہونے کی وجہ سے کسرہ نہیں دیتے۔ یاد رہے یہ اس وقت جائز کہتے ہیں جب دوسری یاء تاکید کے لیے آئی ہو جیسے ییجلُ۔

سوال: حروفِ اتین کو مکسور کیوں کیا گیا؟

جواب (ا): کسرہ دینا ایک زائد عمل ہے جو کہ زائد حرف کو دینا اولیٰ ہے اور زائد حروف اتین ہیں اس لیے ان کو کسرہ دیا گیا۔

جواب (ب): دوسری وجہ یہ ہے کہ باقی حروف کو کسرہ دینے سے خرابی لازم آتی تھی۔ فاء کلمہ کو مکسور کرنے سے توالی ار حرکات کی خرابی لازم آتی جیسے: یَضِرِبُ۔ عین کلمہ کو کسرہ دینے سے یَفْعِلُ یَفْعَلُ میں التباس لازم آتا۔ اگر یوں کہا جائے کہ یاؤں کی شناخت ختم ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔

مضارع کا آخر تو مضموم ہوتا ہے تو اس وجہ سے یاؤں کا فرق عین کلمہ سے معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے عین کلمہ کو کسرہ نہ دیا گیا لام کلمہ کو اس لیے کسرہ نہ دیا گیا کیونکہ اس سے اعراب باطل ہونے کی خرابی لازم آتی کیونکہ لام کلمہ محل اعراب ہے مضارع کا اعراب تین طرح آتا ہے۔ مضموم، مفتوح، مجزوم اور ان میں سے کوئی بھی مکسور نہیں ہے تو اعراب باطل ہو گیا۔

و تُحذفُ التاءُ الثانیۃُ فی مثل تتقلد و تَتَباعد و تتبختر لِاجتماعِ الْحَرفَیْنِ مِنْ جَنْسٍ وا

وعدمِ امکانِ الادغامِ و عیّنتِ الثانیۃُ لانَّ الاُولٰی علامۃٌ والعلامۃُ لا تُحذف۔ و اُسکِنت الضادُ فی یضربُ فراراً عن توالِی الحرکاتِ الاربعِ و عُیّنتِ الضادُ لِلاسکان لانّ تو الی الحرکات یلزَم من الیاءِ فاِسکان الضادِ التی تکونُ قریباً مِنہ اَوَلٰی۔ و مِن ثَمَّ عُیّنتِ الیاءُ ضربْنَ لِلِاسکانِ لانّہ قریبٌ مِن النون الذی یلزَم منہ توالِی اربع حرکاتٍ۔ و سُوّیَ بین المخاطبِ والغائبۃِ فی مثل تَضربُ انتَ و تضربُ ھِیَ لِاستوائِھما فی الماضِی مثل نصرتُ و نصرت و لکن لا تسکن و فی غائبۃِ المستقبلِ لضرورۃِ الابتداءِ و لا تضم۔ حتی لا یلتبَس بالمجھولِ فی مثل تُمدح و لا تکسر حتی لا یلتبسَ بلغۃ تِعلَمُ فاِنْ قیلَ یلزَمُ الالتباسُ ایضا بالفتحۃِ بَین المخاطبِ والغائبۃِ قُلنا فی الفتحِ موافقۃٌ بیننا و بَین اخواتِھا مع خفۃِ الْفتحۃِ۔

ترجمہ:

اور تتقلد، تتباعد اور تتبختر کی مثل میں دوسری تاء کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ ایک جنس میں دو حرفوں کے اجتماع کی وجہ سے اور ادغام کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے اور دوسری تاء کو حذف کے لیے متعین کیا گیا کیونکہ پہلی (تاء) علامت مضارع ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی اور یضرب میں ضاد کو ساکن کیا گیا توالی اربع حرکات سے بچنے کے لیے اور ضاد سکون کے لیے اس لیے متعین کی گئی ہے کیونکہ توالی اربع حرکات یاء کی وجہ سے لازم آئیں تو ضاد کو ساکن کرنا بہتر تھا کیونکہ وہ اس (یاء) کے زیادہ قریب ہے۔

اور اسی وجہ سے ضربن میں باء کو سکون کے لیے اختیار کیا کیونکہ وہ نون کے قریب ہے جس کی وجہ سے توالی اربع حرکات لازم آئیں اور مذکر مخاطب، مؤنث غائب کا صیغہ تضرب انتِ، تضرب ھی کی مثل میں برابر لایا گیا اس لیے کہ ماضی میں مثلاً نصرتَ، نصرتُ کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے اور لیکن فعل مستقبل کے واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں (تاء) کو ساکن نہ کیا گیا۔ ضرورتِ ابتداء کی وجہ سے اور علامت مضارع کو مضموم نہ کیا گیا تا کہ تُمْدَحُ کی مثل میں مجہول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اور کسرہ نہ دیا گیا تا کہ تعلم والی لغت کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اور اگر کہا جائے واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث غائب کے درمیان فتحہ کی صورت میں بھی التباس لازم آتا ہے تو ہم کہیں گے کہ فتحہ کی صورت میں اس (تضرب) اور اس کے اخوات (دوسرے صیغوں) میں موافقت ہے فتحہ کے خفیف ہونے کے ساتھ۔

انوارِ خادمیہ: باب تفعل، تفاعل، تفعلل کے مضارع معروف میں واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے میں جیسے تتقلد، تتباعد اور تتبختر تین طرح قانون جاری کر سکتے تھے۔

(1) ہم جنس ہونے کی وجہ سے تاء کا تاء میں ادغام کرنا۔

لیکن یہاں یہ ممکن نہیں کیونکہ ادغام میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے تو یہاں ابتداء بالساکن محال تھی۔

سوال: ابتداء بالساکن والی خرابی شروع میں ہمزہ وصلی لا کر بھی تو دُور کی جا سکتی تھی؟

جواب: فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہہ ہے۔جس طرح اسم فاعل پر ہمزہ وصلی داخل نہیں ہوسکتا اس طرح فعل مضارع پر بھی داخل نہیں ہوسکتا اس لیے یہاں ادغام کرنا محال ہے۔

(2) دونوں تائیں اپنی اصلی حالت میں برقرار ہیں۔ جیسے: تتنزل علیهم الملائکة میں ہے اور یہ جائز ہے۔

(3) ایک تاء کو ہی حذف کر دیں اور یہ بھی جائز ہے۔

البتہ یہ فیصلہ ابھی باقی ہے کہ کون سی تاء حذف کی جائے گی۔

اختلاف: تاء کے حذف کرنے میں امام سیبویہ اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔

امام سیبویہ کے نزدیک دوسری تاء کو حذف کیا جائے گا کیونکہ پہلی تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوسکتی۔ جبکہ کوفی فرماتے ہیں کہ حذف کرنا ایک زائد عمل ہے تو زائد حرف کو ہی حذف کرنا بہتر ہے تو پہلی تاء کو حذف کیا جائے گا۔

نوٹ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیبویہ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔

یضرب میں ضاد کو اس لیے ساکن کیا گیا تا کہ توالی اربع حرکات کی خرابی سے بچا جا سکے اور توالی اربع حرکات کی خرابی یاء کی وجہ سے آئی تو اس کا ساکن کرنا ابتداء بالساکن ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے تو اس کے قریب والے لفظ (ضاد) کو ساکن کر دیا گیا جو کہ بہتر ہے بنسبت را کے کیونکہ را بعید ہے اور باء کو ساکن کرنا ناجائز ہے کیونکہ وہ محل اعراب ہے اس طرح اعراب باطل ہونے کی خرابی لازم آتی ہے۔اسی قانون کی وجہ سے قریب والے لفظ کو ساکن کرتے ہیں۔ اگر اس لفظ کا ساکن کرنا محال ہو جس کی وجہ سے توالی اربع حرکات کی خرابی لازم آ رہی ہے جیسے: ضربن میں باء کو ساکن کیا کیونکہ نون جمع مؤنث کی ضمیر ہے اور ضمیر ساکن نہیں ہوتی تو اس کے قریب والے لفظ باء کو ساکن کر دیا گیا۔

واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے ایک جیسے لانے کی وجہ یہ ہے کہ ماضی اصل ہے اور مضارع فرع ہے تو چونکہ ماضی میں دونوں صیغے ہم شکل تھے جیسے ضربتُ ، ضربتَ تو اس وجہ سے فرع میں بھی ایک جیسے لائے تا کہ فرع اصل کے مطابق ہو جائے لیکن اصل میں ضربت تاء ساکنہ تھی اس میں ساکنہ نہیں کی گئی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء بالساکن والی خرابی لازم آئی۔

واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے صیغے میں فرق کرنے کے لیے تاء کو ضمہ بھی نہیں دے سکتے کیونکہ باب فتح سے معروف ومجہول میں التباس لازم آ جاتا ہے جیسے: تَفْتَحُ ۔ تُفْتَحُ ۔ اور فرق کے لیے تاء کو کسرہ بھی نہیں دے سکتے تا کہ تِعلَم والی لغت سے التباس نہ آ جائے یعنی ہر وہ ماضی جو مکسور العین ہو اس کے مضارع میں حروف اتین کو کسرہ دیتے ہیں تا کہ ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے۔ان میں اس طرح التباس لازم آتا کہ پتہ نہ چل سکتا کہ ماضی مفتوح العین ہے یا مضموم العین ہے بلکہ ہر ماضی کو مکسور العین ہی تصور کرتے۔

فتحہ دینے کی صورت میں اگرچہ مخاطب اور غائبہ میں التباس لازم آ رہا ہے لیکن اس کے اخوات یعنی بقیہ صیغوں کے ساتھ موافقت بھی تو ہو رہی ہے اور فتحہ خفیف حرکت بھی ہے۔تو ان فائدوں کی وجہ سے التباس لازم آنا کم مضر ہے۔

فَاِنْ قِیلَ لِمَ اُدْخِلَ فی آخِرِ الْمستقبلِ نونٌ قلنا علامة للرفعِ لانَّ آخرَ الفعلِ صارَ باتصالِ ضمیـ

الفَاعِل بمنزلةِ وسطِ الكلمةِ اِلّا نون يضربْنَ و هو علامةُ التانيثِ كما فى فَعَلْنَ و من ثمّ لا يقالُ بالتاءِ حتى لا يجتمعَ علامتَا التانيثِ والياءُ فى تضربين ضميرُ الفاعلِ كما مرَّ۔ وَ اِذا دَخَلَ لَمْ ينتقل معنَاه اِلى الماضِى لانّها مشابهةٌ بكلمةِ الشرطِ۔

ترجمہ:

اگر کہا جائے کہ فعل مستقبل کے آخر میں نون کیوں لگایا جاتا ہے تو ہم کہیں گے علامت رفع کے لیے کیونکہ فعل کا آخر ضمیر فاعل کے ملنے کی وجہ سے وسط کلمہ کے قائم مقام ہو گیا مگر یضربن کا نون وہ علامت تانیث ہے جس طرح فعلن میں۔ اس وجہ سے اس کو تاء کے ساتھ نہ پڑھا جائے تا کہ دو علاماتِ تانیث ایک کلمہ میں جمع نہ ہو جائیں اور تضربین میں یاء ضمیر فاعل ہے جیسے گزر چکا ہے اور جب مضارع پر کلمہ لم داخل کیا جائے تو اس کا معنی ماضی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس لیے کہ لَمْ کلمہ شرط کے مشابہ ہے۔

انوارِ خادمیہ: فعل مضارع کے آخر میں رفع ہوتا ہے جب تثنیہ اور جمع، الف اور واؤ ضمیر فاعل کے آخر میں آئیں تو فعل کا آخر وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور چونکہ اعراب آخر میں آتا ہے نہ کہ درمیان میں۔

اور ضمیروں پر اعراب نہیں آ سکتا کیونکہ وہ مبنی ہوتی ہیں اور پھر حروفِ علت کا اضافہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر میں دو الف، دو واؤ اور دو یائیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس خرابی سے بچنے کے لیے وہ لفظ لے آئے جو حروفِ علت کے مشابہ ہے یعنی نون کیونکہ دونوں ادائیگی میں نرمی سے ادا ہو جاتے ہیں چونکہ حروفِ علت کا اضافہ بہتر ہوتا ہے لیکن یہاں ان کا اضافہ خرابی کا باعث تھا تو ان کے مشابہ لفظ یعنی نون کا اضافہ کر دیا گیا۔ چونکہ نون رفع کے لیے علامت ہے جبکہ فعل مضارع پر عامل ناصب و جازم داخل ہوگا تو نون گر جائے گا جیسے: لن یضربا، لم یضربا۔ یضربن کا نون اعرابی نہیں بلکہ علامت تانیث ہے اس وجہ سے یضربن کو تضربن پڑھنا جائز نہیں تا کہ دو علاماتِ تانیث ایک کلمہ میں جمع نہ ہو جائیں۔

سوال: تضربین میں بھی تو دو علامتیں موجود ہیں۔ ایک تاء اور دوسری یاء؟

جواب: تضربین میں یاء محض ضمیر فاعل ہے علامت تانیث نہیں اور صرف تاء علامت تانیث ہے۔

جب فعل مضارع پر لفظ لم داخل ہو تو اسے ماضی منفی کے معنی کی طرف منتقل کر دیتا ہے اس لیے کہ لفظ لم حروف شرط کے ساتھ مشابہ ہے۔ جس طرح حروف شرط مثلاً اِنْ ماضی پر داخل ہو کر اُسے مستقبل کی طرف منتقل کر دیتا ہے تو اسی طرح لم مستقبل پر داخل ہو کر اس کو ماضی کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

فصل فی الامر والنهی

(فصل امر اور نہی کے بیان میں)

اَلاَمْرُ صيغةٌ يطلب بِها الفعلُ عنِ الفاعلِ مثل اِضْرِبْ و ليضربْ اه۔ و هو ما اشْتُقَّ مِن

المضارعِ لمشابهةٍ بَينهما فِي الاستقباليةِ و زِيدتِ اللامُ فى الغائبِ لانّها مِن وسطِ المخارِجِ والغائب ايضاً وسطٌ بَينَ المتكلِّم والمخاطَبِ۔ و ايضا هى مِن الحروفِ الزوائدِ۔ والحروفُ الزوائدُ هِى التى يشتملها قولُ الشاعرِ: هَوِيْتُ السمانَ فيشبنني و قد كنتُ قِدماً هويتُ السمانَا۔ اى حروفُ هويتُ السمانا۔ و لم يزد مِن حروفِ العلّةِ حتى لا يجتمعَ حرفَا عِلّةٍ و كُسرتِ اللامُ لانّها مشابهةٌ باللّامِ الجَارةِ لانّ الجزمَ فِي الافعالِ كَالجَرِّ فِي الاَسماءِ و اُسكنتَ اِذا اتّصلت بالواوِ والفاءِ مثل ولِيَضرِبْ فلْيَضرِبْ كما اُسكنتِ الخاءُ فِى فخْذٍ و نظيرُه وَهْىَ و فَهْىَ بالواوِ والفاءِ بسكونِ الهاءِ۔

ترجمہ:

امر ایک صیغہ ہے جس کے ساتھ فاعل سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے۔ مثلاً اضرب اور لیضرب اور مضارع سے مستقبل کے معنی میں مشابہہ ہونے کی وجہ سے مشتق ہے اور امر غائب میں لام اوّل میں بڑھائی جاتی ہے کیونکہ وہ درمیانِ مخارج سے ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے اور وہ (لام) حروفِ زوائد میں سے ہے جو کہ قولِ شاعر میں مذکور ہے:

''میں فربہ عورتوں کو پسند کرتا تھا تو مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے فربہ عورتوں کو پسند کرتا تھا۔''

یعنی اس شعر میں ھویت السمان کے حروف زوائد ہیں اور حروفِ علت میں سے کوئی حرف زائد نہیں کیا تاکہ دو حرف علت یکجا نہ ہوں اور لام امر کو لام جارہ سے مشابہت کی وجہ سے مکسور کیا گیا کیونکہ افعال میں جزم اسماء کی جر کی طرح ہے اور لام امر ساکن کر دیا جاتا ہے جب اس کے شروع میں واؤ اور فاء ملیں جیسے: و لیضرب، فلیضرب جیسا کہ فاء کو ساکن کر دیا جاتا ہے فَخْذ میں اور اس کی مثال وھی اور فھی ہیں۔

انوارِ خادمیہ: فعل امر وہ فعل ہے جس کے ساتھ فاعل سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے جیسے: اضرب (تو ایک مرد مار)

نوٹ: یاد رہے یہاں فاعل سے مراد عام ہے۔ چاہے حقیقی فاعل ہو یا اس کا نائب فاعل ہو جیسے: لیضرب۔ لتضرب میں نائب فاعل سے فعل کو طلب کیا گیا ہے۔

سوال: فعل امر کو فعل مضارع سے بنانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: فعل امر کو فعل مضارع سے بنانے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں معنی استقبال میں مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب امر کرے گا تو اس پر عمل زمانہ مستقبل میں ہی ہوگا۔ فعل مضارع میں مستقبل کا پایا جانا تو سب کو معلوم ہے اور عام ہے۔

سوال: امر غائب میں لام کا اضافہ کر دیا گیا حالانکہ اضافہ حروفِ زوائد (ھویت السمان) میں سے حروفِ علت میں سے کسی کا اضافہ کرنا اولیٰ ہے۔ تو پھر ان کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: ان میں سے کسی ایک کے بھی اضافہ سے خرابی لازم آتی تھی وہ اس طرح کہ الف کے اضافہ سے ابتداء بالساکن والی خرابی لازم آتی اور واؤ اور یاء کے اضافے سے دو حرف علت جمع ہو جاتے۔ اس بناء پر ان کا اضافہ نہ کیا گیا۔

لام کا اضافہ کرنے میں دو حکمتیں ہیں:

(1) لام بھی وسط مخرج سے نکلتا ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے۔ اس مناسبت کی وجہ سے لام کا اضافہ کیا گیا۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ لام بھی حرفِ زوائد میں سے ہے جن کا اضافہ کرنا درست ہے اس بناء پر لام کا اضافہ کیا گیا۔

سوال: لام کو مکسور کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: لام کو مکسور کرنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہ لام، لامِ جارہ کے صورۃً مشابہہ ہے تو اس بناء پر دونوں میں صورۃً مشابہت پائی جانے کی وجہ سے لام امر کو بھی مکسور کر دیا گیا۔

اور ان میں معنی کی مشابہت یہ ہے کہ لام جارہ جر دیتا ہے اور لام امر جزم دیتا ہے اور اسم میں جر کی طرح فعل میں جزم ہے اسی بناء پر اس کو مکسور کر دیا گیا۔

واؤ فاء اور ثم آجائے تو لام امر ساکن کر دیتے ہیں۔ واؤ اور فاء لام امر سے پہلے آجائیں تو لام امر کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے: وَ لْيضرِبْ، فلْيضرب ثم لِيَقْطَعْ۔

قانون: اصل قانون یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ جو فَعِل کے وزن پر ہو چاہے وہ اسم ہی کیوں نہ ہو اگر اس کے عین کلمہ میں حرف حلقی ہو تو اس کو وزنِ اصلی کے سوا تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے جیسے: فَخِذٌ کو فَخْذٌ، فِخْذٌ اور فِخِذٌ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر عین کلمہ میں حرفِ حلقی نہ ہو تو اسم میں دو وجہیں پڑھنا جائز ہیں جیسے: کَتِفٌ کو کَتْفٌ اور کِتْفٌ پڑھنا جائز ہے اور فعل میں اصل وجہ کے علاوہ صرف ایک وجہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: عَلِمَ کو عِلْمَ بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اسی طرح فعل کے ہم شکل ہو تو اس میں بھی وجہ اصلی کے علاوہ ایک وجہ پڑھنا جائز ہے جیسے: وَ هِيَ کو وَهْيَ پڑھنا بھی جائز ہے اور وَ لیضرب سے وَلْيَضرِبْ۔

نوٹ: "خیال رہے کہ و لیضرب کے پہلے تین حروف ولی فعل کی ہم شکل ہیں۔"

و حُذِف حرفُ الْاستقبالِ فی المخاطَب للفرقِ بین الْمخاطَبِ والغائبِ و عُیِّنَ الْحذفُ فی الْمخاطَبِ لِكثرته و مِنْ ثَمَّ لَا يَحْذف اللامُ فی مجولِه اَعنی یقالُ لِتُضْرَبْ لقلّةِ استعمالِه۔ واجْتِلبت الهمزةُ بعد حذفِ حرفِ الْمضارعةِ اذا كانَ ما بعدَهٗ ساكنةٌ لِلْافتتاحِ و كسرت الهمزةُ فی اِضْرِبْ لِاَنَّ الكسرَةَ اَصلٌ فی همزاتِ الْوصلِ و لم تكسر فی مثلِ اُكْتُبْ لانّ بتقدِیر الكسرةِ یلزَم الخروجُ من الكسرةِ الی الضمةِ و لا اعتبارَ للكافِ الساكِن لانّ الحرفَ الساكنَ لا یكونُ حاجزاً حصینًا عندهم و مِن ثم جُعِلَ وَ اُوقنوةِ یاء و یقالُ قنیة و قِیلَ تُضَمُّ لِلْاتّباعِ و تكسر لِلْاتّباعِ۔ بخلافِ اِفْعَلْ بكسرةِ الْهمزةِ و فتح الْعینِ لِانّه یلتبسُ بقولِ الشاعرِ۔ شعر اَلْیَوْمَ اَشْرَبْ مِن غیرِ مستحقب۔ اِثما مِنَ اللهِ و لَا واغل۔ بسكون الباءِ و بجزاءِ الشرطِ فی مثلِ اِنْ تمنعُ امنَعُ۔

ترجمہ:

اور مخاطب میں حرفِ استقبال کو حاضر اور غائب کے درمیان فرق کرنے کے لیے حذف کر دیا جاتا ہے اور امر حاضر میں اس کے کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے اس وجہ سے مجہول میں لام امر کو حذف نہیں کیا جاتا یعنی لتضرب کہا جاتا ہے اس کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے اور صرف مضارع کو حذف کرنے کے بعد اگر اس کا ما بعد ساکن ہو تو ابتداء کے لیے ہمزہ داخل کیا جاتا ہے اور اضرب میں ہمزہ کو مکسور لایا جاتا ہے کیونکہ جملہ همزات وصل میں کسرہ اصل ہے اور اکتب کی مثل میں کسرہ نہیں دیا گیا کیونکہ کسرہ دینے کی صورت میں کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے اور کاف ساکن کا اعتبار نہیں کیونکہ حرف ساکن ان کے نزدیک قوی مانع نہیں اس وجہ سے قنوۃ کی واؤ کو یاء بنایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے قینۃ اور کہا گیا ہے کہ ضمہ اور کسرہ اتباع کے لیے دیا جاتا ہے بخلاف افعل ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ اور عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ کیونکہ اس صورت میں التباس لازم آتا شاعر کے قول کے ساتھ:

شعر　اليوم　اشرب　من　غير　مستحقب

اخما　من　الله　و　لا　واغل

”آج میں شراب پیتا ہوں بغیر اس کے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے کوئی گناہ ہو اور نہ میں طفیلی ہوں۔“

باء کے سکون کے ساتھ اور شرط کی جزاء کے ساتھ ان تمنع امنع کی مثل میں۔

انوارِ خادمیہ: امر حاضر کے صیغوں میں حرفِ استقبال یعنی لام امر اور علامت مضارع کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ خفت پیدا کرنے کے لیے کیونکہ امر حاضر کثیر الاستعمال ہے جبکہ امر مجہول قلیل الأستعمال تھا کیونکہ اس میں لام امر اور علامت مضارع کو رہنے دیا۔

بنانے کا طریقہ: امر حاضر کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر دیں گے پھر اس کا ما بعد دیکھیں گے اگر متحرک ہو تو آخر کو ساکن کر دیں گے بشرطیکہ آخر میں حرفِ علت نہ ہو اگر حرفِ علت موجود ہو تو اس کو گرا دیں گے جیسے: تعد سے عد اور تقی سے ق۔ اگر حرف استقبال کا ما بعد ساکن ہو تو ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصلی مکسور لائیں گے۔ اس لیے کہ ہمزہ اصل میں حرف ہے اور حروف کی اصل سکون ہے اور سکون کے قریب جو حرکت ہے وہ کسرہ ہے کیونکہ ضابطہ ہے۔

الساكن اِذَا حرّكَ حرك بالكسر۔ بخلاف اکتب کے۔

اگر یہاں بھی ہمزہ وصلی مکسور لاتے تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا جو کہ ناجائز ہے۔

سوال: ہمزہ کا ما بعد "ك" ہے اور وہ ساکن ہے تو خروج کسرہ سے ضمہ کی طرف کیونکر لازم آیا؟

جواب: ساکن حرف بصریوں کے نزدیک قوی مانع نہیں وہ گویا کہ کالعدم ہے جیسے قنوۃ سے قنیۃ بنایا گیا۔ اس طرح کے واؤ متحرک ماقبل مکسور، واؤ کو یاء سے بدل دیا اور نون کے سکون کو کالعدم شمار کرتے ہیں۔

نوٹ: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شروع میں ہمزہ وصلی مکسور اور مضموم لانے کی وجہ مضارع کے عین کلمہ کی اتباع ہے اگر عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لاتے ہیں اور اگر مکسور ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مکسور لاتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شعروں میں فعل کے آخر کو ساکن کر کے پڑھا جاتا ہے جیسے: شعر میں گزرا لفظ اشرب کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے لیکن سکون پڑھا گیا تو اس بناء پر امر کے صیغے کے ساتھ التباس لازم آیا۔
اسی طرح اگر صیغہ واحد مذکر حاضر شرط ہو اور صیغہ واحد متکلم جزا بن رہی ہو اُس باب سے جس کا عین کلمہ مفتوح ہو تو وہاں بھی یہی التباس لازم آتا تو اس التباس سے بچنے کے لیے ہمزہ وصلی کو مکسور لایا گیا جیسے: ان تمنع امنع۔

و فُتِحت الفُ اَیمُنٍ مع کونِہ لِلْوصلِ لانّہ جمعُ یمینٍ و الفہُ للقطعِ ثُم جُعل للوصل فی اللفظِ لکثرتِہٖ و فُتِح الفُ التعریفِ لکثرتِہٖ ایضاً و فُتحَ الفُ اَکرِمْ لانّہ لیسَ مِن اَلِفِ الْامَرِ بل الفُ قطع محذوفٌ مِن تُکرِمُ و حُذفتْ لِاجتماعِ الْھمزتَین فِی اُکرِمُ لِانَّ اصلَہ اُاَکرِمُ۔ و لا تُحذف ھمزۃَ عَلَّمْ فِی الْوصِل فِی الْخطِ حتی لا یلتبَسَ الْامرُ مِنْ عَلِمَ بِاَمْرِ عَلّمَ فاِن قِیل یعلم بِالْاعجامِ قلنا الْاعجَامُ یترکُ کثیراً و مِن ثم فرَّقُوْا بَین عُمر و عَمْرو بالواوِ۔ و حُذفتْ فی بسمِ اللّٰہ لکثرۃِ الاستعمالِ و لم یحذفْ فِی اِقْرأْ بِاِسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ لِقلّۃ الْاستعمالِ۔

ترجمہ:

اور ایمن کی الف کو مفتوح کیا گیا باوجود اس کے کہ وہ وصل کے لیے ہے کیونکہ وہ یمن کی جمع ہے اور اس کا الف قطعی ہے پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا لفظ میں (نہ کہ خط میں) اور الف تعریف کو کثرت استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا اس لیے کہ وہ الف امر نہیں بلکہ قطعی ہے جو تکرم میں حذف ہوا تھا اور اُکرم میں دو ہمزوں کے اجتماع کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا کیونکہ اس کی اصل اُءَ کْرِمُ تھی اور اِعْلَمْ کا ہمزہ وصلی حالت وصل میں بھی رکھنے میں برقرار رہتا ہے تا کہ عَلِمَ کے امر کا عَلَّمَ کے امر کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔ اگر کہا جائے اعراب کے ذریعے بھی فرق کیا جا سکتا تھا تو ہم کہیں گے کہ اعراب اکثر نہیں لگائے جاتے اس لیے عُمر اور عَمرو کے درمیان واؤ لگا کر فرق کرتے ہیں اور بسم اللّٰہ میں کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے اور اقراء باسم ربك الذی میں قلت استعمال کی وجہ سے حذف نہیں کیا جاتا۔

انوارِ خادمیہ: ایمن یمین کی جمع ہے اور جمع کی الف قطعی ہوتی ہے لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے وصلی بنایا گیا تو اس وصلی بننے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی اصل تو مکسور ہونا ہوتا؟

جواب: یہ عارضی طور پر وصل ہے اصل اعتبار سے قطعی ہے تو اس پر قطعی والا حکم لگے گا یعنی مفتوح ہونا۔

نوٹ: خیال رہے کہ ہمزہ کو الف کہہ دیتے ہیں کیونکہ ہمزہ اور الف ذاتاً متحد ہیں۔ اختلاف عمارض کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے ہوا اور ریح۔ اسی طرح ساکن ہو تو الف اور اگر متحرک ہو جائے تو ہمزہ کہلاتا ہے۔

الف کی اقسام:

الف کی دو قسمیں ہیں:

(1) لین (2) متحرک

لین کو الف اور متحرک کو ہمزہ کہا جاتا ہے۔

الف تعریف کو فتحہ اس لیے دیا گیا کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہے اور کثرتِ خفت کا تقاضا کرتی ہے۔

نوٹ: امام سیبویہ کے نزدیک صرف لام تعریف کے لیے ہے اور ہمزہ وصلی ہے جبکہ امام مبرد کے نزدیک محض ہمزہ تعریف کے لیے ہے اس کے بعد لام کو اس لیے لایا گیا ہے تا کہ ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریف میں فرق ہو سکے جبکہ امام خلیل کے نزدیک الف لام دونوں تعریف کے لیے ہیں۔

"مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے امام مبرد کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔"

سوال: اَکْرِمْ میں ہمزہ مکسور کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: اَکْرِمْ کا ہمزہ قطعی ہے وصلی نہیں اسے تکرم سے بناتے ہیں تکرم اصل میں تاکرم تھا پھر واحد متکلم کے صیغہ میں أأکرم میں دو ہمزے جمع ہو گئے تو ایک کو حذف کر دیا گیا پھر باقی صیغوں سے بھی اُکرم کی موافقت کرتے ہوئے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔

تاکرم سے امر اس طرح بناتے ہیں کہ تاء علامت مضارع کو حذف کیا اس کے مابعد حرف متحرک تھا اور آخری حرف صحیح تھا تو اس کو ساکن کر دیا گیا تو اکرم بن گیا لہٰذا یہ ہمزہ قطعی ہے نہ کہ ہمزہ وصلی۔

ہمزہ وصلی سے قبل اگر کوئی حرف آجائے اور حالت وصل ہو جائے تو اُسے پڑھنے اور لکھنے دونوں صورتوں میں حذف کر دیتے ہیں۔ مگر سمع یسمع کے امر میں اس کا ہمزہ صرف لکھنے میں برقرار رہتا ہے۔

سوال: سمع یسمع کے امر میں اس کا ہمزہ لکھنے میں برقرار رہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کے برقرار رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو برقرار نہ رکھا جائے اور حذف کر دیا جائے تو اس کا باب تفعیل کے امر حاضر کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے: اعلم سے علم، علم اگرچہ یہ التباس اعراب سے ختم ہو سکتا ہے لیکن اعراب اکثر متروک ہوتے ہیں۔

اسی بناء پر عمر اور عمرو میں فرق کرنے کے لیے عمر کے بعد واؤ لکھتے ہیں۔

سوال: اگر عُمر کے ساتھ واؤ کا اضافہ کر دیا جاتا تو فرق پھر بھی واضح ہو جاتا۔ عَمر کے ساتھ ہی واؤ کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

جواب: عُمَر کا فاء کلمہ مضموم اور عین کلمہ مفتوح ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہی ثقیل تھا۔ اگر واؤ کا اضافہ بھی اس کے ساتھ کر دیا جاتا تو ثقل اور بڑھ جاتا جبکہ عَمْر میں فاء کلمہ مفتوح اور عین کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے خفیف ہے۔ اس بناء پر واؤ کا اضافہ خفیف کے ساتھ کیا گیا نہ کہ ثقیل کے ساتھ۔

نوٹ: اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ جب دو متشابہہ حرفوں میں فرق اعراب اور حرف دونوں سے ہو سکتا ہو تو وہاں حرف کے ساتھ ان کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔

و جزمَ آخره فی الغائبِ باللامِ اجماعاً لانَّ اللامَ مشابهةٌ لکلمةِ الشرطِ فی النقلِ و کذالك المخاطَب عند الکوفیِینَ لِانَّ الْاصل فی اِضْرِبْ لِتَضْرِبُ عندهم و من ثم قرأَ النبیُّ صلی اللّٰه

یه وسلم فَبِذَالِكَ فَلْتَفْرَحُوا۔ فَحُذف اللام لكثرةِ الاستعمالِ ثم حُذف علامة الاستقبالِ للفرقِ ہ و بَين المضارع فَبقَى الضادُ ساكنا فاجتلبت همزةُ الوصلِ و وُضعت موضع علامة الاستقبالِ أُعطى له اثرُ علامةِ الاستقبالِ كمَا أُعطى لفاءِ رُبَّ فى قولِ الشاعر: فمثلِكِ حُبلى قد طرقتُ و ضعٍ فَالْهَيْتُهَا عن ذِى تمائم مُحْوِل۔ و عند البِصرِيِّينَ مَبنىٌّ لِانَّ الاصلَ فى الافعالِ البناءُ۔ و انّما رِب المضارع لمشابهةٍ بينَهٗ و بَين الاسمِ و لم تبق المشابهةُ بَين الامرِ والاسمِ بحذفِ حرفِ مضارعةِ۔ و من ثم قِيل قوله فلتفرحُوا معربٌ بِالاجماعِ لوجودِ علّةِ الاعرابِ و هىَ حرفُ مضارعةِ۔

جمہ:

امر غائب کا آخر لام امر کی وجہ سے بالا جماع مجزوم ہے کیونکہ لام امر کلمہ شرط کے مشابہہ ہے نقل معنی میں اور اسی رح امر حاضر کوفیوں کے نزدیک کیونکہ اضرب اصل میں ان کے نزدیک لتضرب ہے اور اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے بذلك فلتفرحوا پڑھا ہے۔ پھر لام امر کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر حرفِ مضارعت کو مضارع اور امر ں فرق کرنے کے لیے حذف کر دیا گیا پھر ضاد ساکن باقی رہا تو اُس پر ہمزہ وصلی داخل کیا گیا اور ہمزہ وصلی کو علامت ستقبال کی جگہ رکھا گیا اور اسے حرف مضارعت کا اثر دے دیا گیا جس طرح فاء ربّ کو ربّ والا عمل دیا گیا۔ شاعر کے قول ں:

فمثلكِ حبلے قد طرقت و مُرضِع
فالهيتهما عن ذى تمَائِمَ مُحْوِل

ترجمہ شعر: پس تیری طرح خوبصورت حاملہ عورتیں اور بچوں کو دُودھ پلانے والی جن کے پاس میں رات کے وقت گیا تو عراض کرادیا انہیں تعویذ پہنے ہوئے ایک سال کے بچوں سے۔

اور بصریوں کے نزدیک مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے اور مضارع اسم فاعل کی مشابہت کی وجہ سے معرب کیا گیا لیکن حرف مضارعت کے حذف کے بعد امر اور اسم فاعل میں کوئی مشابہت باقی نہ رہی اور اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ فلتفرحوا علت اعراب پائے جانے کی وجہ سے بالا جماع معرب ہے اور وہ حرفِ مضارعت ہے۔

انوارِ خادمیہ: امر مجہول کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ وہ معرب ہے اور اس کا آخر لام امر کی وجہ سے مجزوم ہے۔

سوال: لامِ امر نے اس کے آخر میں جزم کیوں کر دی؟

جواب: لامِ امر کی کلمہ شرط کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح کلمہ شرط فعل مضارع کو حال کے معنی سے استقبال کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اسی طرح لامِ امر بھی کرتا ہے اور جس طرح کلمہ شرط فعل کو خبر سے انشاء کی طرف منتقل کرتا ہے اسی طرح لام امر بھی خبر کو انشاء کی طرف منتقل کرتا ہے۔

بصریوں کی دلیل:

بصری اپنی دلیل میں نبی کریم ﷺ کی قرأت فلتفرحوا کو پیش کرتے ہیں۔

سوال: اضرب اصل میں لتضرب تھا۔ لام اور تاء کو کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ لام کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر لتضرب سے تضرب بن گیا اب اس کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ ہوگئی تو امر اور مضارع میں فرق کرنے کے لیے تاء کو حذف کر دیا گیا پھر تاء حذف کرنے سے ضاد ساکن رہ گئی اور ابتداء بالساکن محال ہے تو اس وجہ سے شروع میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیا گیا۔

سوال: حرف استقبال تو حذف کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ معرب بنا تھا اب امر معرب کیوں کر بنے گا؟

جواب: ہمزہ وصلی کو صرف مضارعت کی جگہ رکھا گیا تو اس کو اثر بھی اس کو دے دیا گیا اور اس طرح حرفِ مضارعت کا اثر موجود رہا تو اس وجہ سے وہ معرب بنا دیا جیسے: ربّ کی جگہ فاء کو لایا جاتا ہے اور فاء ربّ والا عمل کرتی ہے جیسے: شعر اصل میں تھا:

رَبَّ فمثلِك میں رب نے مثل کو جر دیا پھر اس کی جگہ پر فاء کو لایا گیا تو اس کو رُبَّ والا عمل دے دیا گیا اور فمثلِك پڑھا گیا۔

اسی طرح ہمزہ وصلی کو حرفِ مضارعت کا عمل دے دیا گیا تو اس بناء پر یہ ہمزہ حرفِ مضارعت کی عدم موجودگی میں بھی معرب ہی رہے گا کیونکہ حرفِ مضارعت کا اثر موجود ہے۔

بصریوں کی دلیل:

بصری حضرات فرماتے ہیں کہ امر حاضر معروف مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے کہ نہ کہ معرب ہونا۔

سوال: مضارع کے معرب ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے (جو کہ حروف، تعداد، حرکات و سکنات میں ہے) وہ معرب ہے۔

جب حرف مضارع کو حذف کر دیا گیا جو کہ سبب مشابہت تھا تو جب مشابہت ختم ہوگئی تو امر مبنی ہو گیا جو کہ اس کی اصل ہے اسی وجہ سے فلتفرحوا بالاتفاق معرب ہے کیونکہ اس میں معرب ہونے کی علت یعنی حرفِ مضارعت موجود ہے۔

و زيدت فى آخرِ الأمر نونَا التاكيدِ لتاكيد الطلبِ نحو لِيضرِبَنَّ ليضرِبَنَّ ليضربانّ لِيضربُنَّ لِتضربَنَّ لتضربانِّ لِيضربنان۔ و فُتِح الباءُ فى لِيضربَنَّ فراراً عن اجتماعِ الساكنَين و فُتِح النونُ للخفةِ و حُذفتَ واوُ ليضربُوا اكتفاءً بالضمةِ و ياءُ اِضربى اكتفاءً بِالكسرةِ و لم تحذفُ الفُ التثنيةِ حتى لا يلتبسَ بالواحدِ و كُسرت النونُ الثقيلةُ بعدَ الَفِ التثنيةِ لمشابهتِها بِنونِ التثنيةِ۔ و حُذفتِ النونُ التى هى تدلُّ علَى الرفعِ فى مثلِ هَل تضربانِّ لانَّ ما قبل النَونِ الثقيلةِ تصير مبنّياً قيلَ لِمَ اُدخلَ الالفُ الفاصلةُ فى مثلِ لِيضربنَانِّ قلنا فراراً عن اجتماعِ النوناتِ۔

ترجمہ:

اور امر کے آخر میں نون تاکید کو برائے تاکید طلب زیادہ کیا جاتا ہے جیسے: لیضربنَّ، لیضربانّ، لیضربُنَّ، لیضربِنَّ، لتضربانّ، لیضربنان اور لیضربَنَّ میں اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے باء کو فتحہ دیا گیا اور نون کو خفت کے لیے فتحہ دیا گیا اور لیضربوا میں واؤ ضمہ پر اکتفاء کرتے ہوئے اور اضربی میں یاء کو کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے حذف کر دیا گیا اور تثنیہ میں الف واحد کے ساتھ التباس سے بچنے کے لیے حذف نہیں کیا گیا اور الف تثنیہ کے بعد نون ثقیلہ کو نون تثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کسرہ دیا گیا اور نون اعرابی جو کہ دلالت کرتا ہے رفع پر ھل تضربَانّ کی مثل میں حذف کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ نون ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ لیضربنان کی مثل میں الف فاصل کیوں داخل کی جاتی ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اجتماع نونات سے بچنے کے لیے۔

انوارِ خادمیہ: فعل امر کے آخر میں نون تاکید کی زیادتی کی جاتی ہے، طلب فعل کی تاکید کے لیے پھر لیضربن میں باء کو فتحہ دیا جاتا ہے تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آجائے۔

تنبیہ: فتحہ سے مراد حرکت دینا ہے یہ ذکر الخاص وارادۃ العام کے قبیل سے ہے۔ (الحنفیۃ ص 102)

سوال: ضمہ اور کسرہ پر فتحہ کو کیوں ترجیح دی گئی؟

جواب: ضمہ دینے کی صورت میں جمع مذکر اور کسرہ دینے کی صورت میں واحد مؤنث کے ساتھ التباس لازم آتا اس بناء پر اس کو فتحہ دے دیا گیا اور نون کو خفت کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے۔

تثنیہ میں نون ثقیلہ کو نون اعرابی تثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کسرہ دیا گیا ہے اور جن صیغوں میں طلب کا معنی پایا اور ان کے آخر میں نون اعرابی ہو تو جب اس کے آخر میں نون تاکید لایا جائے گا تو نون اعرابی گر جائے گا جیسے: ھل تضربانِّ۔

سوال: نون تاکید کے داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی کیوں گر جائے گا؟

جواب: نون اعرابی معرب ہونے کو چاہتا ہے اور نون تاکید مبنی ہونے کو تو دونوں بیک وقت اکٹھے نہیں ہو سکتے تو اس وجہ سے نون اعرابی کو گرا دیا جائے گا۔

سوال: نون اعرابی کو کیوں کر گرایا گیا اس کی جگہ نون تاکید کو گرا دیا جاتا۔ ایسا کیوں نہ کیا؟

جواب (1): نون تاکید کو طلب فعل کی تاکید کے لیے لایا جاتا ہے تو اگر اس کو حذف کر دیا جاتا تو طلب فعل کی تاکید ختم ہو جاتی اس بناء پر نون اعرابی کو گرایا گیا۔

جواب (2): افعال میں اصل مبنی ہونا ہے اور فعل مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے معرب تھا تو نون تاکید کے دخول سے وہ مشابہت کمزور ہو گئی اور فعل مضارع اپنے اصل یعنی مبنی ہونے کی طرف لوٹ گیا۔

سوال: لیضربنان میں الف فاصل کا اضافہ کیوں کر کیا گیا؟

جواب: تین نونات کے اجتماع سے بچنے کے لیے الف فاصل کا اضافہ کیا گیا۔

اجتماع ساکنین علی حدہٖ کی تین شرطیں ہیں۔

(1) کلمہ ایک ہو (2) پہلا ساکن یائے تصغیر یا حرف مدہ ہو (3) دوسرا ساکن مدغم ہو۔

و حُکم الخفیفۃِ مثل حکم الثقیلۃ اِلّا انّہ لا یدخلُ بعد الْالفَینِ لِاجتماع الساکنَین فی حدِّہ و عند یونس یدخُل قیَاسًا علی الثقیلۃِ۔ و کِلتاھُما تدخُلانِ فی سبعۃِ مواضعَ لوجودِ م الطلبِ فیھا فی الامرِ کما مر والنھی نحو لا تضربنَّ والاستفھام نحو ھل تضربنَّ والتمنی ن لیتك تضربنَّ والعرض نحو الا تضربن والقسم نحو واللّٰہ لا تضربُنَّ والنفِی قلیلا مشابھۃً بالن نحو لا تضربَنَّ۔ والنھیُ مثلُ الْامر فی جمیعِ الْوجوہِ اِلّا انّہ معربٌ بِالْاجماعِ۔

ترجمہ:

اورنون تاکید خفیفہ کا حکم نون تاکید ثقیلہ کی طرح ہے مگر دو الفوں کے بعد اجتماع ساکنین علی غیر حدہٖ کی وجہ سے نہ آتا اور امام یونس کے نزدیک نون ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے داخل ہوتا ہے اور یہ دونوں معنی طلب کے موجود ہونے کی وجہ سے سات جگہوں میں داخل ہوتے ہیں: (1) جر میں (2) نہی میں جیسے لا تضربن۔ (3) استفھام میں جیسے ھل تضربن (4) تمنی میں جیسے لیتك تضربن۔ (5) عرض میں جیسے الا تضربن۔ (6) قسم میں جیسے واللّٰہ لا تضربن (7) نفی میں نہی کے ساتھ تھوڑی مشابہت ہونے کی وجہ سے جیسے لا تضربن اور نہی تمام امور میں امر کی طرح ہے لیکن بالاتفاق معرب ہے۔

انوارِ خادمیہ: نون تاکید خفیفہ کا حکم بھی مثل نون ثقیلہ کے ہے۔ ماسوا اس بات کے کہ وہ دو الفوں یعنی الف تثنیہ اور الف فاصل جو جمع مؤنث میں آتی ہے کے بعد نہیں آتا تو لہٰذا کل چھ صیغے ہوئے چار تثنیہ کے اور دو جمع کے۔ باقی میں اس لیے نہیں آ کیونکہ یہاں اجتماع ساکنین علی غیر حدہٖ لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔

امام یونس کا موّقف: امام یونس رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان صیغوں میں بھی ثقیلہ کی طرح خفیفہ بھی آتا ہے۔ ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے۔

سوال: اضربُنَّ اور اضربِن میں واؤ اور یاء کو کیوں حذف کر دیا گیا حالانکہ ان میں التقائے ساکنین علی غیر حدہٖ بھی لازم نہیں آ رہا؟

جواب: اضربُن اور اضربِن میں واؤ اور یاء ضمیر فاعل ہیں جو کہ شدتِ اِتصال کی وجہ سے فعل کا جزء بن گئیں جبکہ نون دوسرے کلمہ میں واقع ہو رہا ہے تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہٖ لازم آ رہا تھا اس وجہ سے واؤ اور یاء کو حذف کر کے ضمہ اور کسرہ کو ان کے قائم مقام کر دیا گیا۔

سوال: اضربان اور اضربنان میں بھی التقائے ساکنین علی غیر حدہٖ لازم آ رہا ہے تو ان میں سے الف کو کیوں حذف نہ کیا گیا؟

جواب: تثنیہ میں اس وجہ سے حذف نہ کیا گیا کیونکہ حذف کی صورت میں واحد کے ساتھ التباس لازم آتا اگر یاء کو ضمہ دیتے فرق کرنے کے لیے تو جمع کے ساتھ اور اگر کسرہ دیتے تو واحد مؤنث کے ساتھ التباس لازم آتا۔ اس مجبوری کی وجہ سے الف کو قائم رہنے دیا۔

اور اگر جمع مؤنث میں الف فاصل کو حذف کر دیا جاتا تو تین نون اکٹھے ہو جاتے تو اس خرابی سے بچنے کے لیے الف فاصل کو حذف نہ کیا گیا۔

نون ثقیلہ اور نون خفیفہ سات جگہوں میں (طلب کے معنی پائے جانے کی وجہ سے) داخل ہوتے ہیں۔

(1)	اَمَرْ	اضربن
(2)	نهى	لا تضربن
(3)	نفى	لا تضربن
(4)	تمنى	ليتك تضربن
(5)	عرض	الا تضربن
(6)	قسم	والله لا تضربن
(7)	استفهام	هل تضربن

سوال: قسم میں طلب کا معنی کیسے پایا جاتا ہے؟

جواب: جب آپ نے یہ کہا کہ میں اس کو ضرور ضرور نہیں ماروں گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اللہ سے طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر دے کہ میں اس کو نہیں ماروں گا۔ لہٰذا اس میں طلب کا معنی پایا گیا۔

سوال: نفی میں طلب کا معنی نہیں پایا جاتا تو اس کے آخر میں نون کیونکر داخل کیا گیا؟

جواب: نہی کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے آخر میں نون کا اضافہ کیا گیا۔ مشابہت ظاہری اس طرح ہے کہ دونوں حروف وتعداد میں ایک جیسے ہیں اور معنوی مشابہت یہ ہے کہ دونوں میں عدم فعل والا معنی پایا جاتا ہے۔

سوال: عدم فعل کا معنی تو پایا جاتا ہے لیکن عدم فعل کی طلب تو نہیں پائی جاتی جو کہ نہی میں پائی جاتی ہے؟

جواب: نہی کے ساتھ مشابہہ ہونے کی وجہ سے اس کو بھی ویسا ہی کہہ دیا گیا ہے۔

نہی تمام وجوہ میں امر کی طرح ہوتی ہے مگر نہی بالاتفاق علت اعراب یعنی مضارع کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے معرب ہے۔

و يجئى المجهولُ مِن الْاَشياءِ المذكورةِ فمِنَ الْماضى نحو ضُرِبَ الى آخره و مِن المستقبلِ نحو يُضرَبُ الخ۔ والغرضُ مِن وضعِهٖ خساسةُ الْفاعِلِ او عظمتِهٖ او شُهرتِهٖ۔ واختُصَّ بصيغةِ فُعِلَ فى الماضِى لانّ معناه غيرُ معقولٍ و هو اسنادُ الفعلِ الى الْمفعول فَجُعل صيغتُه ايضا غير معقولةٍ و هى فُعِلَ و من ثم لا يجئُ على هذهِ الصيغةِ كلمة الْاَوُعِل و دِئِل۔ و فى المستقبل على يُفعلُ لِانّ هذه الصيغةَ مثل فُعلل فى الحركاتِ والسكناتِ و لَا يجئ عليه كلمةٌ ايضا۔

ترجمہ:

اور مذکورہ افعال سے مجہول کے صیغے آتے ہیں جیسے ماضی سے ضُرِبَ آخر تک اور مستقبل سے یُضرَبُ آخر تک اور صیغہ

مجہول کو وضع کرنے کا سبب فاعل کا حقیر یا عظیم یا مشہور ہونا ہے اور ماضی میں فُعِلَ کے وزن کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کیونکہ اس کا معنی غیر معقول ہے اور وہ فعل کا اسناد مفعول کی طرف ہے تو صیغہ بھی غیر معقول کر دیا گیا اور وہ فُعِلَ اور اسی وجہ اس صیغہ کے وزن پر وُعِلَ اور دُئِلَ کے علاوہ کوئی نہیں آیا اور مستقبل میں یُفْعَلُ کے وزن پر ہے کیونکہ صیغہ فُعْلِلَ کے وزن پر ہے حرکات وسکنات میں تو اس وزن پر بھی کلام عرب میں کوئی کلمہ نہیں آتا۔

انوارِ خادمیہ: جملہ مذکورہ افعال کا فعل مجہول بھی آتا ہے۔ فعل مجہول کو وضع کرنے کی غرض یہ ہے کہ فاعل کبھی مشہور ہو ہے اُسے ادب کے لیے ذکر نہیں کرتے جیسے: خلق الانسان میں خالق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے اور اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں یا پھر کبھی فاعل عظیم ہوتا ہے اس کی عظمت کے پیشِ نظر اس کا ذکر (ترک کر) دیا جاتا ہے جیسے: قتل الظالم۔ ظالم قتل کیا گیا اور پھر کبھی فاعل کے ذلیل وحقیر ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا جیسے: شتم الخلیفۃ۔ (الحنفیہ ص 107)

فعل میں اصل تو یہ ہے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف کی جائے مفعول کی طرف نسبت کرنا غیر معقول ہے۔ اسی طرح ضمہ سے کسرہ کی طرف انتقال اور کسرہ سے ضمہ کی طرف انتقال غیر معقول ہے جیسے: فِعُلَ، فُعِلَ تو جب اس کا معنی یعنی نسبت الی المجہول غیر معقول تھی تو اس کے لیے وہ صیغہ متعین کیا گیا جو کہ غیر معقول یعنی فُعِلَ ہے متعین کیا گیا۔

نوٹ: یاد رہے کہ ماضی معروف اگر تین حرفی ہو تو اسے مجہول بناتے وقت فاء کلمہ کو ضمہ دیں گے عین کلمہ کو کسرہ اور آخر کو اُس کی اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے جیسے: فَعَلَ سے فُعِلَ اور اگر ماضی کے شروع میں تاء مطردہ ہو تو تاء اور فاء کلمہ دونوں کو ضمہ دیں گے اور عین کلمہ کو مکسور کریں گے اور آخر کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے جیسے: تصرّف سے تُصُرِّف اور اگر ماضی کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو تو اس ہمزہ کو ضمہ دیں گے اور اس کے مابعد حرف کو چھوڑ کر اس سے اگلے حرف کو ضمہ دیں گے اور عین کلمہ کو کسرہ دیں گے اور آخر کو اپنی حالت میں چھوڑ دیں گے جیسے: اکتسب سے اُکْتُسِبَ۔

نوٹ: یاد رہے کہ فُعِلَ کا صیغہ ایسا غیر معقول ہے کہ کلامِ عرب میں اس کے وزن پر صرف دو کلمے آتے ہیں ایک وُعِلَ (پہاڑی بکرا) اور دوسرا دُئِلَ (گیدڑ) (الحنفیہ ص 108-107)

مضارع مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر آئے گا یعنی حروف اتین کو ضمہ دیں گے اور آخر کا ماقبل مفتوح کر دیں گے۔ اس کا معنی تو غیر معقول ہے لیکن اس کا صیغہ غیر معقول نہیں ہے لیکن رباعی مجرد کی ماضی مجہول کے ساتھ حرکات وسکنات میں مشابہت ہونے کی وجہ سے اس کو غیر معقول تصور کر لیا گیا ہے اور رباعی مجرد میں مجہول کے وزن پر کلام عرب میں کوئی کلمہ نہیں آتا وہ خود اتنا غیر معقول ہے تو جو اس سے مشابہ ہے اس کو اس مشابہت کی وجہ سے غیر معقول بنا لیا گیا ہے۔

و یجیءُ فی الزوائدِ من الثلاثی بضمِ الاوّلِ و کسرِ ما قبل الآخر فی الماضِی نحو اُکْرِمُ و بضمّ الاوّلِ و فتحِ ما قبلَ الآخرِ فی المستقبل تبعاً للثلاثی اِلا فی سبعة ابوابٍ بضمّ اَوّلُ متحرکٍ مع ضمّ الاول و کسرِ ما قبل الآخر و هی تُفعِّلَ و تُفُوعِلَ و اُفتعلَ واُنْفُعِلَ و اُسْتُفْعِلَ واُفْعُنْلِلَ و اُفْعُوْعِلَ و ضَمَّ الفاءُ فی الاولَین حتی لا یلتبسا بمضارعَی فَعَّلَ و فَاعَلَ و ضُمَّ فی الخمسة الباقیةِ حتی لا یلتبسَ بِالْاَمرِ فی الوقفِ یعنی اِذا قُلْتُ و افتعل فی المجهولِ فی الوقفِ بوصلِ الهمزةِ و

افتعل فی الامرِ یلزَمُ اللَّبس فضمّ التاء لِاَزَالَتِہٖ فَقِسِ الْبَاقِی عَلَیہ۔

ترجمہ:

اور ثلاثی مزید میں مجہول کا صیغہ ماضی میں اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے سے بنتا ہے جیسے اُکْرِم اور مستقبل میں اول کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو فتحہ دینے سے بنتا ہے جیسے یُکْرَم ثلاثی مجرد کی موافقت کی وجہ سے۔ مگر سات ابواب میں اول متحرک کو مضموم کریں گے پہلے حرف کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے کے ساتھ اور وہ تُفُعِّلَ، تُفُوعِلَ، اُفْتُعِلَ، اُنْفُعِلَ، اُسْتُفْعِلَ، اُفْعُنْلِلَ، اُفْعُوعِلَ ہیں۔ اول دو بابوں میں فاء کو مضموم کیا تا کہ باب فعّل اور فَاعَلَ کے مضارع سے التباس لازم نہ آ جائے اور باقی پانچ میں اس لیے مضموم کیا تا کہ بحالت وقف امر کے ساتھ التباس نہ ہو یعنی جب تو کہے وافتعل مجہول میں وقف کی حالت میں ہمزہ وصلی کے ساتھ اور وافتعل امر میں لازم آئے گا تو تاء کو ضمہ اس لیے دیا گیا تا کہ التباس ختم ہو جائے اور باقی کو اس پر قیاس کر لیا۔

انوار خادمیہ: ثلاثی مجرد کے غیر یعنی مزید وغیرہ میں ماضی مجہول بنانے کا وہی طریقہ ہے جو ثلاثی میں مذکور ہوا ہے یعنی پہلے حرف کو ضمہ دیں گے آخر کے ماقبل کو کسرہ جیسے: اَکْرَمَ سے اُکْرِم۔

مضارع مجہول بنانے کا طریقہ بھی وہی ہے جو ثلاثی میں تھا یعنی حروف اتین کو ضمہ دیں گے آخر کے ماقبل کو فتحہ دیں گے جیسے۔ یُکْرِمُ سے یُکْرَمُ۔

مجہول بنانے کا طریقہ ایک جیسا اس لیے ہے کہ وہ ثلاثی مجرد کی فرع ہے اس لیے اصل کی پیروی کرتے ہوئے وہی طریقہ برقرار رکھا مگر سات ابواب سے ماضی مجہول بناتے وقت اوّل حرف کو ضمہ دینے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد جو پہلا حرف متحرک ہوگا اس کو بھی ضمہ دیں گے۔ باقی طریقہ وہی ہے جو مذکور ہو چکا ہے جیسے: تصرف سے تُصُرِّفَ وہ سات ابواب درج ذیل ہیں:

(1)تفعل (2) تفاعل (3)افتعال (4)انفعال

(5)استفعال (6)افعنلال (7)افعیعال

پہلے دو بابوں میں دوسرے متحرک لفظ کو اگر ضمہ نہ دیتے تو باب تفعیل اور مفاعلہ کے مضارع معروف کے ساتھ التباس لازم آتا جیسے: تُصَرِّفُ، تُضُوْرِبَ سے۔ اب واؤ ساکن ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا تو تُضَارِبَ بن گیا۔ باب تفعیل اور مفاعلہ کا مضارع حالت نصبی میں اسی طرح آتا ہے۔

سوال: حالت نصبی میں ان پر حروف نواصب میں سے کوئی داخل ہوگا تو دونوں میں فرق واضح ہو جائے گا تو التباس کیسے لازم آئے گا؟

جواب: ان ناصبہ جس طرح مضارع پر داخل ہوتا ہے اس طرح ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے تو لہٰذا فرق کیونکر ممکن ہوگا اس لیے پہلے حرف کو ضمہ دینے کے بعد جو پہلا حرف متحرک تھا اس کو بھی ضمہ دے دیا۔

باقی پانچ ابواب میں پہلے حرف کے بعد دوسرے متحرک کو ضمہ اس لیے دیا گیا کہ اگر ضمہ نہ دیتے تو حالت وصل وقف میں ان کا اپنے امر کے صیغہ سے التباس لازم آتا جیسے: اُجْتنبَ حالت وصل میں وَاجتنب پھر حالت وقف میں وَاجْتَنِبَ بن جاتا کیونکہ ہمزہ وصلی حالت وصل میں گر جاتا ہے تو اس کا امر بھی اسی وزن پر آتا ہے۔ باقی مثالیں طلباء کرام خود کوشش کر کے بنائیں۔

فصل فی اسم الفاعل

(فصل اسم فاعل کے بیان میں)

و هو اسمٌ مشتقٌّ من الْمضارعِ لمَنْ قامَ به الفعلُ بمعنى الحدوثِ واشتق مِنه لمناسبتِها فِي الْوقوعِ صِفة للنكرةِ وغيرِه و صيغته مِن الثلاثِي على وزنِ فاعلٍ و حُذف علامةُ الْاستقبَالِ من يضربُ فأُدخل الْالفُ لخفتِها بين الفاءِ والْعينِ لانَّ فِي الْاوّلِ يصيرُ مشابهًا بالمتكلِم و بالتفضيل و كسر عينُه لانَّ بتقديرِ الْفَتِح يَصير مشابهًا بماضِي المفاعَلةِ و بتقدير الضمة يثقل۔ و بتقدير الكسرة ايضاً يلزَم الالتباسُ بامرِ بابِ الْمفاعَلةِ و لكن اُبْقِيَ مع ذالك للضرورةِ۔ و قيل اختيارُ الْالتباسِ بِالْامرِ اولٰى لانَّ الْامرَ مشتقٌّ مِن المستقبلِ و اسمَ الْفاعِل ايضا مشتق مِن المستقبل۔

ترجمہ:

اور وہ ایک اسم ہے جو فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے اس ذات کے لیے جس کے ساتھ فعل معنی حدثی کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور مضارع سے مشتق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اس کے مناسب ہے اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے اور یضرب سے علامت استقبال حذف کی گئی پھر الف کو فاء اور عین کلمہ کے درمیان خفت کے لیے داخل کیا گیا کیونکہ شروع میں الف لگانے سے متکلم اور اسم تفضیل کے ساتھ مشابہت ہو جاتی اور عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا کیونکہ فتحہ دینے کی صورت میں مفاعلہ کی ماضی کے ساتھ مشابہت ہو جاتی اور ضمہ دینے کی صورت میں ثقل پیدا ہو جاتا اور کسرہ دینے میں بھی باب مفاعلۃ کے امر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے لیکن ضرورت کے لیے باقی رکھا گیا اور کہا گیا ہے کہ امر کے ساتھ التباس پیدا کرنا بہتر ہے کیونکہ امر فعل مستقبل سے مشتق ہے اور اسم فاعل بھی فعل مستقبل سے مشتق ہے۔

انوارِ خادمیہ: اسم فاعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے کیونکہ مضارع سے اس کی مشابہت و مناسبت ہے کہ جس طرح مضارع نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے اسی طرح اسم فاعل بھی تعداد، حروف، حرکات وسکنات میں دونوں میں برابر ہوتا ہے۔

تعریف: اسم فاعل اس اسم کو کہتے ہیں جس کے ساتھ فعل معنی حدثی کے ساتھ قائم ہو۔ (ب) مشتق ہو (ج) اپنے باب کے مخصوص وزن پر ہو تو اسے اسم فاعل کہتے ہیں۔

اور جس میں کوئی بھی شرط مفقود ہو تو اسے صرف فاعل کہتے ہیں جیسے: ضرب زید میں زید معنی حدثی پر دلالت کر رہا ہے لیکن مشتق نہیں اور باب کے مخصوص وزن جو اسم فاعل کے لیے آتا ہے اس پر نہیں لہٰذا اسے فاعل کہیں گے۔

نوٹ: یاد رہے کہ معنی وصفی اگر بطورِ حدوث پایا جائے تو وہ فاعل ہوگا اور اگر بطورِ ثبوت پایا جائے تو اسے صفت مشبہ کہیں گے۔ معنی حدثی سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی کسی زمانے سے متعلق ہو اور زائل ہو جائے جیسے ضارب (مارنے والا) تو جب تک مار رہا ہے اس وقت تک مارنے والا ہے اور جب مارنا بند کر دے گا تو مارنے والا نہ ہوگا جبکہ صفت مشبہ میں ایسا نہیں ہے جیسے: حسین

میں معنی ہیں خوبصورت و حسین تو وہ ہر وقت خوبصورت ہوتا ہے چاہے سوتا ہو یا جاگتا ہو اس کے ساتھ خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

اسم فاعل ثلاثی مجرد سے بنتا ہے۔

بنانے کا طریقہ: اسم فاعل کو ثلاثی مجرد سے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً یضرب اس سے علامت مضارع کو حذف کر دیں گے پھر فاء اور عین کلمہ کے درمیان الف کا اضافہ کریں گے جو کہ اخف الحرکات ہے تو ضارب اسم فاعل بن جائے گا۔

سوال: الف کا اضافہ ابتداء میں کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: الف کا اضافہ ابتداء میں اس لیے نہ کیا کیونکہ اگر شروع میں اضافہ کرتے تو واحد متکلم اور اسم تفضیل کے ساتھ صورت التباس لازم آتا جیسے اَضرب۔

سوال: آخر میں الف کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: آخر میں الف اس لیے نہ لے کر آئے کیونکہ اگر ایسا کر دیتے تو ماضی کے تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ التباس آ جاتا جیسے۔ ضربا۔

عین کلمہ کو کسرہ دیا گیا تا کہ فتحہ کی صورت میں باب مفاعلہ کی ماضی کے ساتھ التباس لازم نہ آتا جیسے: ضَارَبٌ اور ضمہ اس لیے نہ لائے کیونکہ ضمہ ثقل کا باعث ہوتا ہے۔

کسرہ کی صورت میں اگر چہ باب مفاعلہ کے امر سے مشابہت ہو رہی ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے ایسا کر لیا گیا۔

دوسرا جواب اس کا بعض نے یہ دیا ہے کہ فاعل کا التباس امر کے ساتھ ایک مناسبت کی وجہ سے پیدا کیا گیا اور وہ مناسبت یہ ہے کہ دونوں فعل مستقبل سے مشتق ہوتے ہیں تو اس بناء پر التباس کو رہنے دیا گیا۔

و یجیء علی وزنِ فَعِلٍ و فَعْلٍ و فُعْلٍ و فِعْلٍ و فُعُلٍ و فَعَلٍ و فَعَالٍ و فُعَالٍ و فَعْلَانَ و اَفْعَل نحو فَرِقٍ و شَکْصٍ و صُلْبٍ و مِلْح و جُنُبٍ و حَسَنٍ و جَبَانٍ و شُجَاعٍ و عَطْشَانَ و اَحْول و ھو یختصُّ ببابِ فَعِلَ اَلّاستّۃَ یجیءُ مِن باب فَعُلَ نحو اَحْمق و اَخرق وآدمَ و اَرْعَن و اَسْمَر و اَعْجف و زادَا لاصمعی اَلْاَعْجم و قال الفرّاءُ یجیءُ اَحْمقِ مِن حمِق و ھو لغۃٌ فی حمُق و کذالك یجیءُ خرِق و سمِر و عجِفُ اَعْنی فعِلِ لغۃٌ فیھِنّ۔

ترجمہ:

اور فاعل فَعِلٍ، فَعْلٍ، فُعْلٍ، فِعْلٍ، فُعُلٍ، فَعَلٍ، فَعَالٍ، فُعَالٍ، فُعَلان، اَفْعَلِ جیسے: فَرِقٍ (خوفزدہ) شَکْصٍ (بداخلاق) صُلْبٌ (سخت) مِلْحٌ (نمکین) جُنُبٌ (ناپاک) حَسَنٍ (نیک کردار والا) جبَان (بزدل) شُجَاعٍ (بہادر) عَطْشان (پیاسا) اَحْوَلٌ (بھینگا) کے وزن پر آتا ہے اور وہ اَفْعَلِ باب فَعِلَ کے ساتھ خاص ہے۔ مگر چھ اسماء باب فَعُلَ سے بھی اسی وزن پر آتے ہیں جیسے: اَحْمَقِ (بے وقوف) اخرقِ (پھٹا ہوا) آدم (گندمی رنگ والا) اَرْعَنَ (ست) اَسْمرِ (گندمی رنگ والا) اَعْجَفِ (کمزور) اور اصمعی نے اعجم (کند زبان) کی بھی زیادتی کی ہے اور

امام فراء فرماتے ہیں احمق حَمِقَ سے بھی آتا اور وہ لغت حَمُقَ ہے اور اسی طرح خرق سحر، عجف، یعنی فَعِلَ کے وزن پر آتے ہیں۔

انوارِ خادمیہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاعل کی دو قسمیں ہیں:

(1) جس میں معنی وصفی بطورِ حدوث پایا جائے جس کا ماقبل میں ذکر گزر چکا۔

(2) جس میں معنی وصفی بطورِ ثبوت پایا جائے جیسے صفت مشبہ کہتے ہیں تو اس کے نو (9) اوزان آتے ہیں۔ آخری وزن اَفْعَلٍ صرف باب سَمِعَ سے آتا ہے مگر جمہور نے چھ اوزان اور گنوائے ہیں جو کہ باب کَرُمَ سے ہیں لیکن وہ بھی اَفْعَلٍ کے وزن پر آتے ہیں جن کا ذکر ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چھ پر اعجم کا اضافہ کیا ہے اب کل سات (7) اسماء ہو گئے جن کو بعد میں ان کو نو (9) میں شامل کیا گیا ہے۔

وہ ایک لغت میں سَمِعَ سے آتے ہیں اور ایک لغت میں کَرُمَ سے آتے ہیں پہلی صورت میں ضابطہ برقرار رہتا ہے کہ اَفْعَلٍ کے وزن پر صرف باب سَمِعَ سے اسم آئے گا جبکہ دوسری صورت میں ضابطہ سے مستثنیٰ سات (7) اسماء اور بھی ہوں گے۔

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمقِ حَمِقَ سے بھی آتا ہے اور وہ لغت حَمُقَ والے ہیں جو کہ کسرہ سے بھاگتے ہیں اور اسی طرح خرق، سمر، عجف یعنی فَعِلَ کے وزن پر آتے ہیں۔

و یجیٔ اَفْعل لِتفضیل الْفاعِل من الثلاثیْ غیر مزیدٍ فیه مِمّا لَیس بلَون و لَا عیب و لَا یجیٔ مِن المزید فیه لعدم اِمکان محافظةِ جمیعِ حرُوفه فی اَفْعل۔ و لَا یجیُٔ مِن لونٍ و لَا عیبٍ لانّ فیهما یجیُٔ اَفْعل للصفةِ فیلزَم الالْتباس۔ و لَا یجیٔ لتفضیل الْمفعولِ حتی لا یلتبسَ بتفضیلِ الْفاعل فاِن قیل لِمَ لَمْ یُجعل علی العکسِ حتی لا یلزمَ الْالتباسُ۔ قُلنا جَعْلَه للفاعلِ اَوْلٰی لِانّ الفاعل مقصودٌ والمفعول فضلةٌ و ایضاً یُمکن التعمیمُ فِی الْفاعِلِ دُوْنَ المفعولِ۔ و نحو اشْغَلُ مِن ذاتِ النِحْیَیْنَ لتفضیلِ الْمفعولِ و نحو اَعْطَاهُمْ و اَوْلَاهم مِن الزوائد و اَحْمَقُ من الهَبَنَّقَةِ مِنَ العُیوبِ شاذٌّ۔

ترجمہ:

اور افعل کا وزن ثلاثی مجرد سے فاعل کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس میں رنگ اور عیب کا معنی نہ ہو اور مزید فیہ سے (افعل التفضیل) نہیں آتا اس کے تمام حروف کو باقی رکھنے کے ناممکن ہونے کی وجہ سے افعل کے وزن میں اور رنگ وعیب سے نہیں آتا کیونکہ ان دونوں میں افعل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ آتا ہے تو التباس لازم آتا ہے اور افعل التفضیل مفعول کے لیے بھی نہیں آتا تا کہ تفضیل کے فاعل کے ساتھ التباس نہ آئے اگر کہا جائے کہ اس کا الٹ کیوں نہیں کیا گیا تا کہ التباس لازم نہ آتا تو ہم کہتے ہیں کہ افعل کو فاعل کے لیے بنانا بہتر ہے کیونکہ فاعل کلام میں مقصود ہوتا ہے اور مفعول زائد ہوتا ہے اور اسی طرح ممکن ہے تعمیم فاعل میں نہ کہ مفعول میں اور اشغل من ذات الخیین،

تفضیل مفعول کے لیےاوراعطاهم و اولاهم مزید فیه ہیں اوراحمق من الهبنقة عیوب میں سے شاذ ہے۔

انوارِ خادمیہ: اسم تفضیل فاعل کی زیادتی و بڑھوتری کے بیان کرنے کے لیے آتا ہے اس لیے کہ زیادتی اسی کی ہو سکتی ہے جس کی اس میں تاثیر ہو تو ظاہری بات ہے کہ فعل میں فاعل کی تاثیر پائی جاتی ہے۔

(افعل التفضیل) افعل کے وزن پر صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور صرف ان بابوں کے ساتھ خاص ہے جن میں رنگ اور عیب کا معنی نہ پایا جائے کیونکہ رنگ و عیب کے لیے صفت مشبه کا صیغہ اس وزن پر آتا ہے۔ اگر اسم تفضیل بھی اس وزن پر آتا تو صیغہ صفت مشبه اور اسم تفضیل میں التباس لازم آتا اس لیے رنگ و عیب والے معنی سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

ثلاثی مجرد کے غیر سے اس لیے اسم تفضیل نہیں آتا کیونکہ افعل کے وزن سے ان کے الفاظ زیادہ ہیں اگر الفاظ کم کر دیئے جائیں تو ثلاثی مجرد کے ساتھ التباس ہوگا اس وجہ سے ثلاثی مزید فیه سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

مفعول کی زیادتی بیان کرنے کے لیے اسم تفضیل اس لیے نہیں آتا کیونکہ فاعل کی تفضیل سے التباس لازم نہ آجائے جیسے: زید اضرب من عمر میں پتہ نہ چلتا کہ زید عمر کی بنسبت زیادہ مار کھانے والا ہے یا زیادہ مار کھائے ہوئے ہے۔

سوال: اگر فقط مفعول کی تفضیل کے لیے اسم تفضیل خاص ہوتا تو کوئی التباس لازم نہ آتا۔ فاعل کو منتخب کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ایک وجہ تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ بڑھوتری ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جس کی اس شئی میں تاثیر ہو اور تاثیر تو فاعل کی ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فاعل کلام میں عمدہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر فعل کا وجود محال ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ فاعل میں تعمیم ہے چاہے فعل لازم ہو یا فعل متعدی اس کا فاعل ضرور ہوتا ہے جبکہ فعل لازم کا مفعول نہیں آتا۔

ان خوبیوں کی وجہ سے اسم تفضیل فاعل کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ باقی جو مثالیں بیان کی ہیں:

(1) اشغل من ذات البخیین۔ فلاں زیادہ مشغول ہے دو مشک والی سے۔

یہاں اسم تفضیل کا صیغہ مفعول کی زیادتی بیان کرنے کے لیے آیا ہے اس مثال کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ کے قریب عکاظ کا بازار تھا تو ربیعہ نامی ایک عورت دو مشک گھی فروخت کرنے وہاں گئی تو خولہ ابن جبیر اسے ورغلا کر ایک خالی مکان کی طرف لے گیا کہ میں وہاں پر آپ سے یہ دونوں مشک خریدوں گا جب دونوں وہاں پہنچے تو اس نے ایک مشک کا منہ کھولا اور اس میں سے تھوڑا گھی چکھ لیا اور مشک عورت کے ہاتھ میں تھما دی۔ اسی طرح کا عمل دوسری مشک کے ساتھ کیا اور مشک عورت کو دوسرے ہاتھ میں تھما دی۔ عورت کے دونوں ہاتھ مشغول ہو گئے تو اس نے اس عورت پر غلبہ پا کر اُس عورت کے ساتھ مجامعت کی اور وہ عورت مشکوں کی حفاظت کی وجہ سے اپنا دفاع نہ کر سکی اس وجہ سے یہ مثال اس شخص کے بارے میں کہی جاتی ہے جو بہت زیادہ مشغول ہو۔

(2) احمق من الْهَبَنَّقَة۔

هبنق کا نام یزید ابن ثوبان تھا جو انتہائی بے وقوف تھا اپنے گلے میں مختلف رنگوں کے موتی ڈالے رہتا کوئی پوچھتا کہ موتی پہننے کا سبب کیا ہے؟ تو جواب دیتا کہ اس ہار سے اپنے آپ کو پہچانتا ہوں۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اس کے بھائی نے اُس کا

ہار چرا کر گلے میں پہن لیا تو صبح کے وقت جب وہ بیدار ہوا تو اُس نے اپنے بھائی کو دیکھ کر کہا کہ یہ جو آپ ہیں، یہ تو میں ہوں تو آپ کہاں ہیں۔

اس وجہ سے زیادہ بے وقوف کے لیے یہ مثل بولی جاتی ہے جو حد سے زیادہ بے وقوف ہو۔

باقی اعطی اور اولی باب افعال سے اسم تفضیل آیا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ شاذ ہے اور شاذ کالمعدوم ہوتا ہے۔

و يجئ الفاعِلُ على الفعيلِ نحو نَصِير و قد يستوِى فيه المذكرُ والمؤنثُ اِذا كانَ بمعنى مفعولٍ نحو قتِيل و جرِيح فرقاً بين الفاعلِ والمفعولِ اِلّا اذا جعلتِ الكلمةُ من اعدادِ الْاسماءِ نحو ذبِيحة و لقِيطة و قد يشبهُ به ما هو بمعنى فاعلٍ نحو قولِه تعالىٰ انَّ رَحمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ:

اور اسم فاعل فعیل کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے: نصير اور کبھی اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں جب مفعول کے معنی میں ہو جیسے قتيل ، جريح فاعل اور مفعول کے درمیان فرق کرنے کے لیے مگر یہ کہ ایک کلمہ اسماء میں سے شمار کیا جائے جیسے: ذبيحة ، لقيطة اور کبھی کبھی فعیل بمعنی فاعل مفعول کے ساتھ مشابہہ ہو جاتا ہے جیسے: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ان رحمة الله قريب من المحسنين۔

انوارِ خادمیہ: کبھی فاعل فعیل کے وزن پر آتا ہے جیسے: نصير بمعنی ناصر۔ دریں صورت فاعل میں مذکر و مؤنث کا خیال رکھا جائے گا جس طرح کہ فاعل میں کیا جاتا ہے کہ جب فاعل مؤنث ہو تو فعل مؤنث اور جب مذکر ہو تو فعل بھی مذکر آتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ فاعل کے فعل بمنزلہ جزء ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس پر فعل کے احکام جاری ہوتے ہیں جیسے رجل عليم۔ امراة عليمة۔

اور جس وقت فعیل بمعنی فاعل کی مشابہت ہو مفعول کے ساتھ تو پھر اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے جیسے: ان رحمة الله قريب من المحسنين۔ رحمة انَّ کا اسم ہے، اس کی مناسبت سے خبر قریب آنی چاہیے تھی لیکن اس کی مشابہت ہے مفعول کے ساتھ اس طرح کہ رحمت خود بخود تو قریب نہ ہوگی بلکہ اللہ جل شانہ اسے قریب فرمائے گا اور یہ قریب ہوگی تو اللہ جل شانہ فاعل اور قریب مفعول کے مشابہہ ہو جائے گا۔

فعیل جب مفعول کے معنی میں ہو اور اس پر اسم داخل ہو یعنی صفت، حال، خبر، کان اور اس کے اخوات کی خبر انَّ اور اس کے اخوات کی خبر، افعال قلوب کا مفعول ثانی یا ثالث واقع ہو رہا ہو تو اس وقت اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے۔ یعنی مؤنث اگر موصوف ہو تو صفت میں تاء لانے کی ضرورت نہیں جیسے: مررت بأمراة قتيل ، رأيت هندً قتيلاً طريحا فى الطريق ، و هذه المرأة قتيل بنى فلان و كانت هند قتيلا و انَّ هذا قتيلٌ علمت هنداً قتيلاً ، اعلمت

زیداً هنداً قتیلاً۔ لیکن جب اس پر اسم داخل نہ ہو تو پھر مؤنث کے لیے تاء کا لانا ضروری ہے جیسے: رأیت قتیلة فی الطریق و مررت بقتیلة بنی فلان۔

جب فعیل بمعنی مفعول ہو اور اس پر اسمیت والا معنی غالب آ جائے یعنی وصف والا معنی شمار نہ ہو بلکہ اسے اسماء (ناموں) سے شمار کیا جائے تو اس میں مذکر و مؤنث برابر نہ ہوں گے جبکہ موصوف اگر مذکر ہے تو صفت بھی مذکر اگر وہ موصوف مؤنث ہے تو صفت بھی مؤنث ہوگی جیسے: شاة ذبیحة، جمل ذبیح۔

و یجیٔ علیٰ فَعُوْلٍ للمبالغةِ نحو مَنُوع و یستوی فیه المذکرُ والمؤنثُ اِذا کانَ بمعنی فاعلٍ نحو امرأة صَبُور و یقال فی المفعولِ ناقةٌ حَلوبةٌ۔ وَ اُعْطی الْاستواءُ فی فعیلٍ لِلْمفعولِ و فی فَعولٍ للفاعلِ طلبًا لِلْعدلِ۔ و یجیٔ للمبالغةِ نحو صبَّار و سَیف مِجْزم و هو مشترکٌ بین الآلةِ و بین مبالغةِ الْفاعِلِ و فسیق وَ کُبَّار و طُوّال و علَّامَة و نَسَّابة و روَّایة و فَرُوقة و ضُحَکة و مِجزامة و مِسْقام و مِعْطِیر و یستوی المذکرُ والمؤنثُ فی التسعةِ الْاخیرةِ لقِلَّتِهنَّ۔ امّا قولهم مِسْکِینة فمحمولةٌ علیٰ فقیرةٍ کَما قالُوا هی عدوَّةُ اللّٰهِ و انْ لم یدخِل التاءُ فِی فَعُولِ الذی للفاعلِ حَمْلاً علی معنی صَدِیْقة لانّه نقیضُه۔

ترجمہ:

اور اسم فاعل فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ کے لیے آتا ہے جیسے: منوع (بہت زیادہ احسان جتلانے والا) اور یہ وزن جب فاعل کے وزن پر ہو تو اس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں جیسے: امرأة، صبور، رجل صبور اور مفعول میں ناقة حلوبة کہا جاتا ہے اور فعیل میں مفعول کے لیے اور فعول میں فاعل کے لیے برابری رکھی گئی ہے۔ عدل برقرار رکھنے کے لیے اور اسم فاعل مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے: صَبَّارٌ (بہت زیادہ صبر کرنے والا) سیف مجزَمٌ (بہت زیادہ کاٹنے والا تلوار) اور یہ وزن اسم آلہ اور فاعل کے مبالغہ کے درمیان مشترک ہے اور فِسِّیقٌ (بہت زیادہ نافرمان) کُبَّار (بہت زیادہ تکبر کرنے والا) طُوَّالٌ (بہت زیادہ لمبا) عَلَّامَةٌ (بہت زیادہ علم والا) نَسَّابَةٌ (بہت زیادہ نسب جاننے والا) رَوَّایَةٌ (بہت زیادہ روایت کرنے والا) فروقة (بہت زیادہ ڈرانے والا) ضُحَکَة (لوگوں پر بہت زیادہ ہنسنے والا) مجزامة (بہت زیادہ کوڑے والا) مِسْقام (بہت زیادہ بیمار) مِعْطِیر (بہت زیادہ عطر لگانے والا) اور آخری نو (9) وزن میں قلت استعمال کی وجہ سے مذکر و مؤنث برابر ہیں اور عربوں کا قول مسکینة تو وہ فقیرة پر محمول ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ هی عدوة اللّٰه اگرچہ بروزن فعول فاعل میں تاء تانیث داخل نہیں ہوتی لیکن صدیقة اللّٰه پر حمل کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کی نقیض ہے۔

انوارِ خادمیہ: اسم فاعل مبالغہ کے لیے فَعُوْل کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جب مفعول فاعل کے معنی میں ہو تو اس میں مذکر و مؤنث اس وقت برابر ہوگا جب وہ صفت حال، خبر وغیرہ واقع ہو رہا ہو جیسا کہ پہلے فعیل کے وزن میں بیان کیا گیا اور جب فَعُوْل مفعول کے معنی میں ہو تو اس میں مذکر و مؤنث برابر نہیں ہوں گے بلکہ جب موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث لائی جائے گی۔ ناقة حلوبة۔

فاعل میں برابر اور مفعول میں مذکر و مؤنث کا خیال رکھنا لازمی اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ فعیل بمعنی مفعول ہو تو اس میں مذکر مؤنث برابر تھے اور اب اس میں خیال رکھنا ضروری ہے تا کہ مطابقت و برابری ہو جائے اس لیے وہاں فاعل میں خیال رکھنا ضروری تھا اور یہاں مفعول میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

آگے مبالغہ کے وزن جو اسم فاعل کے لیے آتے ہیں وہ شمار کروا کر بتایا کہ علامہ سے آخر تک میں مذکر و مؤنث برابر ہوں گے قلیل استعمال ہونے کی وجہ سے۔

سوال: مسکینۃ۔ معطیر کے وزن پر ہے۔ تو اس میں تاء کو کیوں لے کر آئے حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ انّ اور آنّ میں علامت تانیث نہیں لاتے؟

جواب: کلام عرب میں ایک کلمہ کو اس کی نقیض پر محمول کرتے ہیں جیسے عدوۃ اللّٰہ۔ عدو فعول کے وزن پر ہے اس کے آخر میں تاء تانیث نہیں لاتے لیکن اس کی نقیض یعنی صدیقۃ پر تاء تھی تو اس پر محمول کر کے اس پر بھی تاء لے آئے۔ اسی طرح مسکینۃ کی نقیض فقیرۃ پر تھی تو اس پر اسے محمول کر کے اس پر بھی تاء داخل کر دی۔

و صیغتُہٗ مِن غیرِ الثلاثی علی صیغۃِ المستقبلِ بمیمٍ مضمومۃ و کسر ما قبلَ الآخرِ نحوُ مکرِمٍ و اُختیر المیمُ لتعذُّرِ حروفِ العلّۃِ و قُرب المیم مِن الواوِ فی کونِھما شفویۃً و ضُمَّ المیم للفرقِ بینَہ و بینَ المَوضَعِ۔ و نحو مُسھَبٍ للفاعلِ علی صیغتہِ المفعول مِن اَسھَبَ و یَافِع مِن اَیفَعَ شاذٌّ۔ و یُبنی ما قبلَ تاءِ التانیثِ علَی الفتحِ فی ضارِبَۃٍ لانّہ صارَ بمنزلۃِ وسطِ الکلمۃ کما فی نون التاکیدِ و یاءِ النسبۃ و علَی الفتحِ للخفّۃِ۔

ترجمہ:

اور ثلاثی مجرد کے علاوہ فاعل کا صیغہ مستقبل کے وزن پر آتا ہے اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے کے ساتھ جیسے مکرمٌ اور حروف علت کے متعذر ہونے کی وجہ سے میم کو اختیار کیا گیا اور میم واؤ سے شفوی ہونے کی وجہ سے قرب اور اسم فاعل میں میم کو ضمہ دے دیا گیا۔ اسم فاعل اور اسم ظرف میں فرق کرنے کے لیے اور مُسھَبٍ فاعل کے لیے مفعول کے وزن پر اسھب سے اور یافع، الیفع سے شاذ ہے اور ضاربۃ میں تائے تانیث کے ماقبل کو مبنی برفتحہ بنایا گیا کیونکہ وہ بمنزل وسط کلمہ ہے جس طرح نون تاکید اور یائے نسبت لگانے کے وقت ہوتا اور خفت کی وجہ سے مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔

انوارِ خادمیہ: ثلاثی مجرد کے علاوہ اسم فاعل فعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے۔ حروف اتین کی جگہ میم مضموم لگا کر آخر کے ماقبل کو مکسور کر دیتے ہیں جیسے: یکرم سے مُکرِمٌ۔

سوال: حروف علت میں سے کسی حرف کی زیادتی کی جاتی ہے لیکن یہاں پر میم کا اضافہ کیا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حروف علت کی زیادتی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ واؤ ابتداء میں کلام عرب میں نہیں آتی جیسا کہ تضرب میں واؤ تھی اُس کو تاء سے بدل دیا گیا۔

الف سے ابتدائے ساکن ہوتا جو کہ محال ہے اور یاء کی صورت میں فعل مضارع کے غائب کے صیغوں سے التباس لازم

آتا۔ اس وجہ سے واؤ کے ہم مخرج میم کا اضافہ کیا کیونکہ دونوں شفوی ہیں۔

سوال: میم کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

جواب: میم کو ضمہ اس لیے دیا گیا کیونکہ فتحہ دینے کی صورت میں فعل مضارع مکسور العین کے اسم ظرف سے التباس لازم آتا جیسے مَضْرِبٌ اور مَکْرِمٌ۔ اس بناء پر میم کو ضمہ دے دیا گیا۔

مُسْهَب (تیز دوڑنے والا گھوڑا) اسم فاعل مفعول کے صیغے پر ہے۔ اسی طرح یافع (بڑا ہونے والا) باب افعال سے ہیں۔ یہ شاذ ہیں اور شاذ کالمعدوم ہوتا ہے۔ ضاربة میں باء کو مبنی بر فتحہ بنایا گیا کیونکہ وہ وسط کلمہ کی طرح ہو گیا اور اعراب آخر میں آتا ہے جس طرح یائے نسبت لگانے سے یا نون تاکید لگانے سے اُن کا ماقبل وسط کلمہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باء بھی وسط کلمہ میں ہو گیا۔

فصل فی اسم المفعول

(فصل اسم مفعول کے بیان میں)

و هو اسمٌ مشتقٌ من يُفْعَلُ لمَن وقعَ علَيه الفعلُ و صيغتُهُ مِن الثلاثی يجیُّ علی وزنِ مفعولٍ نحو مَضروب و هو مشتقٌ من يُضرب لمناسبةٍ بَيْنَهما فاِن قيل لِم اُدخل الميمُ مقامَ الزوائدِ قلنا لتعذّرُ حروفِ العلةِ فصار مُضرَبًا ثم فُتِح الميمُ حتی لا يلتبسَ بمفعولِ الاِفعال فصار مَضربًا ثم ضُمَّ الراء حتی لا يلتبس بالموضعِ فصارَ مضرُبًا ثم اُشبعت الضمةُ لِانعدام مَفعُلٍ فی كلامِهم بغيرِ التاءِ فصارَ مَضرُوبًا۔ و غُيّر مفعولٌ مِن الثلاثی دُون مفعولِ سائرِ الافعالِ والموضع حتی يصَير مُشابهاً فِی التغيُّر باسمِ الفَاعل اَعنی غُيّر الفاعلُ مِنْ يَفْعَلُ و يَفْعَلُ اِلی فاعِلٍ والقياسُ فَاعَلٌ و فَاعَلٌ فَغُيّر المفعول ايضا للمواخاتِ بينهما۔ و صيغتُهُ مِن غيرِ الثلاثی علی صيغةِ الفاعِل بفتح ما قبلَ الآخر مثل مستخرَجٌ۔

ترجمہ:

اور وہ اسم ہے جو مشتق ہے یُفْعَل سے اس ذات کے لیے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے: مضروب اور وہ یضرب سے مناسبت کی وجہ سے مشتق ہے۔ اگر کہا جائے میم کو زوائد کی جگہ کیوں لگایا گیا تو ہم کہیں گے کہ حروف علت کے متعدد ہونے کی وجہ سے تو مُضرَبًا بن گیا پھر میم کو فتحہ دیا گیا تا کہ باب افعال کے مفعول کے ساتھ التباس نہ آئے تو مَضرَبًا بن گیا پھر را کو ضمہ دیا تا کہ ظرف کے ساتھ التباس نہ آئے تو مَضرُبًا بن گیا پھر را کے ضمہ کو اشباع کیا کیونکہ فعل کا وزن ان کے کلام میں بغیر تاء کے نہیں آتا تو مضروبًا بن گیا اور مفعول باب افعال اور ظرف کے علاوہ ثلاثی مجرد میں تغییر کی گئی تا کہ اسم فاعل کے ساتھ تغیر میں مشابہ ہو جائے یعنی اسم فاعل یَفعَل ، یَفعُلُ سے فَاعِلٌ

ہے اور قیاس کے مطابق فاعَلٌ۔ فَاعُلُ ہونا چاہیے تھا اور اسی طرح مفعول کو مواخات کی بناء پر صغیر کیا گیا اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ فاعل کے صیغے کی طرح آخر کے ماقبل کے فتحہ کے ساتھ جیسے: مستخرجٌ۔

انوارِ خادمیہ: اسم مفعول کو فعل مضارع مجہول سے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے حروف اتین کی جگہ میم لگا دیتے ہیں یُفْعَلُ سے مُفْعَلٌ بن جاتا ہے۔

سوال: میم کا اضافہ کرنے کی بجائے حروفِ علت کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: اس کا جواب وہی ہے جو کہ اسم فاعل کے بیان میں گزرا یعنی کہ ان کا اضافہ متعذر تھا۔

پھر میم کو فتحہ دے دیا گیا کیونکہ باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس نہ آجائے جیسے: مُکْرَمٌ اور مُفْعَلٌ پھر مُفْعَلٌ سے مَفْعَلٌ بن گیا۔

مَفْعَلٌ بننے کے بعد اس کا وہ فعل مضارع جس کا عین کلمہ مکسور نہ ہو اس کے اسم ظرف سے التباس لازم آیا۔ مَسْمَعٌ۔ مَنْصَرٌ۔ تو اس سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو ضمہ دے دیا گیا تو مَفْعُلٌ ہو گیا۔

لیکن کلام عرب میں مَفْعُلٌ کا وزن بغیر تاء کے استعمال نہیں ہوتا تھا تو اس التباس سے بچنے کے لیے ضمہ میں اشباع کیا گیا یعنی ضمہ کو کھینچا گیا تو وہ واؤ بن گئی تو مفعول بن گیا۔

سوال: مَفْعُلَۃٌ کلام عرب میں مستعمل ہونے کے باوجود اس کو مَفْعُوْلَۃٌ کیوں بنایا گیا؟

جواب: مذکر پر اس کو محمول کرتے ہوئے کیونکہ وہ اصل ہے اور یہ فرع ہے اس وجہ سے اس کو اس پر محمول کر لیا تاکہ مطابقت ہو جائے۔

سوال: مفعول کی تعریف یہ ہے کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو تو پھر مفعول کو فعل مضارع مجہول سے کیوں بنایا گیا؟

جواب: ان کے درمیان مناسبت کی وجہ سے اس کو فعل مضارع مجہول سے بنایا گیا۔ مناسبت ان میں یہ ہے کہ دونوں کے حروف، حرکات و سکنات برابر ہیں جیسے: مَضْرُوْبٌ، یضرب۔

سوال: آپ نے مفعول بنانے کے لیے ثلاثی مجرد میں تغیر و تبدل کیا غیر ثلاثی میں تغیر کرتے اور ظرف میں تغیر کرتے تو التباس لازم نہ آتا۔ آپ نے ثلاثی مجرد میں ہی تغیر کیوں کیا؟

جواب: فاعل اور مفعول میں مواخات ہے، مناسبت ہے۔ وہ یہ ہے کہ فعل کی دو طرفیں ہیں۔ ایک طرف صدور جسے فاعل کہتے ہیں اور ایک طرف وقوع جسے مفعول کہتے ہیں۔ تو چونکہ پہلے فاعل میں تبدیلی کی تھی اس بناء پر پھر مفعول کے لیے ثلاثی مجرد میں تبدیلی کی گئی۔

یُفْعَلُ، یَفْعُلُ سے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ فاعل۔ فاعلٌ اور فَاعَلٌ کے وزن پر آئے لیکن فاعلٌ کے وزن پر کر کے فاعل میں تبدیلی کی گئی نہ کہ افعال میں اسی لیے یہاں بھی مجرد کے مفعول میں تبدیلی کی گئی نہ کہ دیگر افعال کے مفعول اور ظرف میں تاکہ فاعل کے ساتھ مطابقت ہو جائے۔

اسم مفعول کا صیغہ غیر ثلاثی سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس میں آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے: مُسْتَخْرِجٌ سے مُسْتَخْرَجٌ بنا۔

فصل فی اسمی المکان والزمان

(فصل اسم مکان اور زمان کے بیان میں)

اسمُ المکانِ ھو اسم مشتقٌ مِن یفعِل لمکانٍ وقعَ فیه الفعلُ فزِیدت الُمیم کما فِی الُمفعولِ لمناسبۃٍ بَینھما و لم یزدِ الواوُ حتی لا یلتبسَ به و صیغته من بابِ یفعَل مفعلٌ کالمذھَبِ اِلّا من المثال فانّه منه بکسرِ الُعین نحو الموجِل حتی لَا یظنّ اَنّ وزنَه کَان فوعَلاً مثل جَورب و لَا یظن فی الکسرِ لانّ فوعِلاً لا یُوجد فی کلامِھم۔ و مِن باب یفعِل مفعِلٌ اِلّا مِنَ الناقصِ فانّه مِنه یجیٔ بفتح الُعین نحو مَرمی فِرارا عن توالِی الُکسراتِ و لَا یُبنی مِن یفعُل مفعُل لثقلِ الضمۃِ فَقُسم موضعُه بَین مفعِل و مفعل واُعطی للمفِعلِ احدَ عشرَ اسماً نحو المنسِك والمجزِر والمنبِت والمطِلع والمشرق والمغرب والمرفقِ والمسقطِ والمسکنِ والمسجدِ والمفرقِ والباقی للمفعَلِ لخفۃِ الُفتحۃِ۔ واسمُ الزمانِ مثلُ الُمکانِ نحو مَقتَلُ الُحُسَیُنِ۔

ترجمہ:

اسم مکان وہ اسم ہے جو یفعل سے اس جگہ کے لیے مشتق ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہو اور میم کو زیادہ کیا گیا جس طرح مفعول میں ان دونوں کے درمیان مناسبت کی وجہ سے اور واوٗ زیادہ نہ کی گئی تا کہ اسم مفعول کے ساتھ اس کا التباس نہ آئے۔ اور اس کا صیغہ یفعل سے مفعلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مذھبٌ مگر مثال سے کیونکہ مثال سے بکسرالعین آتا ہے جیسے مَوجِلٌ تا کہ یہ گمان نہ ہو کہ اس کا وزن فَوعَلٌ جیسے جورب ہے اور کسرہ دینے میں یہ گمان نہیں ہوسکتا کیونکہ فَوعِلٌ کا وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا اور یَفعِلُ سے مَفعِلٌ کے وزن پر آتا ہے مگر ناقص سے کہ ان سے بفتح العین آتا ہے۔ جیسے مَرمَی آتا ہے توالی کسرات سے بچنے کے لیے اور یَفعُلُ سے مَفعُلٌ کا وزن نہیں آتا ضمہ کے ثقل کی وجہ سے اور اس کے ظرف کو مَفعِلٌ اور مفعَل کے درمیان تقسیم کیا گیا اور مفعِلٌ کو گیارہ کلمات دیئے گئے جیسے: منسِكٌ (عبادت خانہ) مجزِرٌ (اُونٹوں کے ذبح ہونے کی جگہ) منبتٌ (اُگنے کی جگہ) مطلعٌ (طلوع ہونے کی جگہ) مشرق (روشنی کی جگہ) مغرب (غروب ہونے کی جگہ) مسقط (گرنے کی جگہ) مسکنٌ (رہنے کی جگہ) مسجد (جائے سجدہ) مفرق (مانگ نکالنے کی جگہ) اور مَفعَلٌ کے لیے فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ اور اسم زمان بالکل اسم مکان کی طرح ہے جیسے مقتل الحسین۔

انوارِ خادمیہ: اسم مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے ظرف مکان کے لیے جس میں فعل واقع ہو۔

بنانے کا طریقہ: اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کی ابتداء میں میم لگاتے ہیں جس طرح مفعول کی ابتداء میں میم کا اضافہ کیا چونکہ یہ بھی مفعول کے مشابہہ ہے وہ اس طرح کہ فاعل کا فعل جس میں واقع ہوتو اسے ظرف مکان اور جس پر واقع ہو اُسے مفعول کہتے ہیں۔ اسی مشابہت کی بناء پر ظرف مکان وزمان کو مفعول فیہ کہتے

ہیں۔ جیسے: ضربت ، یوم الجمعة وغیرہ۔

سوال: مفعول کی مشابہت کی وجہ سے ابتداء میں میم کا اضافہ کیا گیا لیکن عین کلمہ کے بعد واؤ کا اضافہ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب (1): ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں ایک خرابی لازم آتی تھی تو اس سے بچنے کے لیے واؤ کا اضافہ کیا گیا کیونکہ مَفْعُلٌ کے وزن پر کلام عرب میں کوئی کلمہ استعمال نہیں ہوتا لیکن تاء کے ساتھ۔

جواب (2): دوسری وجہ یہ ہے کہ واؤ کے زیادہ کرنے سے مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا تھا۔ ابتداء میں میم مفتوح لگانے کے بعد اب عین کلمہ کو دیکھیں گے اگر عین کلمہ مکسور ہو تو ظرف میں بھی عین کلمہ مکسور کریں گے اور اگر مفتوح ہو تو ظرف بھی مفتوح العین کریں گے اور اگر مضموم ہو تو ظرف مضموم العین نہیں آئے گا کیونکہ ضمہ ثقیل ہے۔

باب نصر ینصر سے گیارہ اور وہ جو کہ متن میں مذکور ہیں مَفْعِلٌ کے وزن پر جبکہ باقی مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں۔ مطلقاً طور پر مثال سے چاہے وہ کسی باب سے بھی ہو مَفْعِلٌ کے وزن پر ظرف آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فَوْعَلا کے وزن کے ساتھ التباس آ جائے گا۔ جیسے: جورب ، فوْعِل......موجَلا ، فوعَلاً۔ اب معلوم نہیں ہو سکے گا کہ میم اصلی ہے یا زائد۔ اس بناء پر ظرف مثال سے مکسور العین آئے گا۔

سوال: موجلا کا التباس فوعلاً کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: کلام عرب میں فوعِلاً وزن مستعمل ہی نہیں تو التباس کیسا۔

ناقص سے ظرف چاہے وہ کسی باب سے ہو وہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے۔ مَرْمَی۔

سوال: ناقص کا ظرف مَفْعَلٌ سے آنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ناقص کا ظرف مَفْعَلٌ سے آنے کی وجہ توالی کسرات سے بچنا ہے کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اور ایک کسرہ عین کلمہ پر آ جائے گا تو توالی کسرات لازم آئے گا جو کہ کلام عرب میں ناپسندیدہ ہے اس سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو مفتوح کر دیتے ہیں۔

نوٹ: اسم زمان اسم مکان کی طرح ہے جس طرح مکان کو بنایا گیا اسی طرح زمان کو بھی بنایا جائے گا۔

فصل فی اسم الاٰلة

(فصل اسم آلہ کے بیان میں)

و هو اسم مشتقٌّ من یفعل لِلآلةِ۔ و صیغتُهٗ مِفعل و مِن ثَمَّ قال الشاعر۔ شعر۔ المَفعل لِلْموضِعِ والمِفعل لِلآلة والفَعْلَة للمرّةِ والفِعْلة لِلْحالةِ۔ و کُسرتِ المیمُ للفرقِ بَینَه و بین الموضع و یجیُٔ علی وزنِ مِفعال نحو مِقْراض و مِفْتاح و یجیُٔ مضمومُ الْعینِ والمیم نحو

المُسْعُط والمُنْخل و نحوهما قال سيبويه هٰذانِ مِن عدادِ الاسماء يعنى المُسْعُط اِسْم لهٰذا الوعاءِ و لَيس بالآلة و كذا اَخوَاته۔

ترجمہ:

اور وہ اسم ہے جو یفعل سے مشتق ہے آلہ کے لیے اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے اس وجہ سے ایک شاعر نے کہا۔...... مَفْعِلٌ ظرف کے لیے، مِفْعَلٌ آلہ کے لیے اور فَعلۃ عدد کے لیے اور فِعلۃ حالت کے لیے ہے۔ ظرف اور آلہ میں فرق کرنے کے لیے میم کو کسرہ دیا گیا ہے اور اسم آلہ فعال کے وزن پر آتا ہے جیسے مقراض (قینچی) مفتاح (چابی) اور اسم آلہ میم اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے المسعط (ناک میں دوا ڈالنے کا آلہ) المنخل (چھلنی) اور اس کے مثل دیگر امام سیبویہ کے نزدیک یہ اسماء مشتقہ سے نہیں یعنی المسعط، المنخل برتن کے نام ہیں نہ کہ اسم آلہ کے اور اسی طرح ان کے دیگر اخوات۔

انوارِ خادمیہ: اسم آلہ فعل مضارع سے آلہ کے لیے مِفْعَلٌ کے وزن پر مشتق ہوتا ہے جیسا کہ متن میں شاعر کے شعر میں مِفْعَلٌ کا وزن موجود ہے آلہ کے لیے۔ اب رہی یہ بات کہ اسم آلہ میں میم مکسور کیوں لائے۔

جواب: اسم آلہ میں میم مکسور اسم ظرف اور اسم آلہ میں فرق کرنے کے لیے لائے ہیں۔

سوال: ان دونوں میں فرق میم کو مضموم کرنے سے بھی واضح ہو جاتا۔ میم کو مضموم کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: میم کو مضموم کرنے کی حالت میں باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس لازم آتا تھا۔ اس سے بچنے کے لیے میم کو مضموم نہ کیا گیا۔

اسم آلہ اکثر طور پر مفعل کے وزن پر ہی آتا ہے لیکن کبھی کبھی مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آ جاتا ہے جیسے مقراض (قینچی یعنی کاٹنے کا آلہ) اور کبھی کبھی میم کے ضمہ اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے المُسْعطُ (ناک میں دوائی ڈالنے کا آلہ)

امام سیبویہ کا قول: امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مُفْعَلٌ کا دراصل ظرف ہے جس کو آلہ شمار کر لیا گیا ہے وہ آلہ نہیں ہے کیونکہ اس وزن پر اسم آلہ کسی باب سے نہیں آتا۔ اسی طرح اس کے اخوات مثلاً المکحلۃ (سرمہ دانی) وغیرہ بھی اسم ظروف سے ہیں۔

ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خلاف قیاس اس وزن پر اسم آلہ آیا ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ برتن کے نام ہیں یعنی ظرف ہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ دونوں بن سکتے ہیں۔

وہ اس طرح کہ ایک بوتل میں دوا پڑی ہے تو یہ اسم ظرف ہے لیکن جب اسی کے ساتھ دوا کو آنکھ، کان، ناک وغیرہ میں ٹپکائیں گے تو یہ اسم آلہ بن جائے گا۔

الباب الثانی فی المضاعف

(دوسرا باب مضاعف کے بیان میں)

و یُقال له اَصَمّ لشدّته و لا یقال له صحیحٌ لصیرورةِ احدِ حَرفَیْه حرفَ علّةٍ فی نحو تقضّی البازی۔ و هُو یجیُٔ مِن ثلثةِ اَبوابٍ نحو سرَّ یَسُرُّ و فَرَّ یَفِرُّ و عَضَّ یَعَضُّ و لا یجیءِ مِن فعل یفعُل اِلّا قلیلا نحو حَبَّ یَحُبّ فهو حبِیبٌ و لَبّ یَلُبُّ فهو لَبِیبٌ فاِذا اجْتمع فیهِ حرفَانِ مِن جنسٍ واحدٍ او متقارِبَیْن فی المخرج یُدغم الاوّلُ فی الثانِی لثقلِ المکرّرِ نحو مدَّ مدًّا مدُّوا اِلٰی آخرِه و اَخْرَجَ شَطْاَهٗ و قالت طَّائِفَةٌ۔ وَالْاَدْغَامُ اِلْبَاثُ الحرفِ فی مخرجهٖ مقدارُ اِلْبَاثِ الْحَرْفَیْن کذا نُقِل عن جارِ اللّٰه۔ و قِیْل اِسْکانُ الْاوّل و اِدْراجه فِی الثانی۔ المدغم والمدغم فیه حرفانِ فی اللفظِ وحرفٌ واحدٌ فی الکتابةِ و هٰذا فی المتجانِسَیْنِ و اَمَّا فی المتقارِبَیْنِ فحرفانِ فی اللفظِ والکتابةِ جمیعا کالرحمٰنِ۔

ترجمہ:

اور اس کو شدت کی وجہ سے بہرا بھی کہا جاتا ہے اور اس کو صحیح نہیں کہا جاتا اس کے ایک حرف کے حرف علت سے بدلنے کی وجہ سے جیسے: تقضی البازی اور وہ تین بابوں سے آتا ہے جیسے: سَرَّ، یَسُرُّ اور فَرَّ، یَفِرُّ اور عَضَّ، یَعَضُّ اور فَعُلَ، یَفْعُلُ سے کم آتا ہے جیسے حَبَّ، یُحبُّ فهو حبیبٌ اور لَبَّ یَلُبُّ فهو لبیبٌ اور جب اس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو پہلے کو دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے۔ تکرار کے ثقل کی وجہ سے جیسے مَدَّ مَدًّا مَدُّوا آخر تک اور جیسے اخرج شطأه اور قالت طائفة اور ادغام ایک حرف کو اپنے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانے کو کہتے ہیں اسی طرح جار اللّٰه سے نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کرنا مدغم اور مدغم فیہ تلفظ میں دو حرف ہیں اور کتابت میں ایک، جب ہم جنس ہوں اور قریب المخرج میں تلفظ اور کتابت دونوں میں دو حروف ہوں گے جیسے الرحمٰن۔

انوارِ خادمیہ: مضاعف کو بہرا بھی کہتے ہیں جیسے بہرے کے لیے لفظ کا تکرار لانا پڑتا ہے اسی طرح مضاعف میں بھی لفظ کا تکرار ہوتا ہے جس طرح بہرے کے ساتھ لہجہ میں شدت اختیار کی جاتی ہے اسی طرح مضاعف کی ادائیگی میں بھی شدت آتی ہے۔

سوال: مضاعف کے تمام حروف صحیح ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اس کو صحیح نہیں کہا جاتا بلکہ مضاعف کہتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس کو صحیح اس لیے نہیں کہتے کیونکہ اس کا ایک حرف، حرف علت سے بدل جاتا ہے جیسے: تقضی البازی۔ اس

میں تقضی اصل میں تقضض بروزن تفعلل تھا تین ضاد آنے کی وجہ سے کلمہ ثقیل ہو گیا تو آخری ضاد کو یاء سے بدلا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا پھر الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو تقضی البازی بن گیا۔

مضاعف تین ابواب سے آتا ہے جن کو اُم الابواب کہا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔ ضَرَبَ، یَضْرِبُ، نَصَرَ، ینصر، سَمِعَ، یَسْمَعُ جیسا کہ مثالیں متن میں گزریں اور قلیل طور پر مضاعف باب کرم سے بھی آتا ہے۔

مثال میں لبیبٌ، حبیب لگا کر یہ بتایا کہ جب کرم سے مضاعف ہوگا تو اس کا اسم فاعل کا صیغہ کریمٌ کے وزن پر آئے گا جس سے امتیاز حاصل ہو جائے گا کہ یہ صرف اِن تین ابواب سے ہی نہیں بلکہ کبھی کرم سے بھی آتا ہے۔

مضاعف میں جب دو حروف ایک جنس کے یا قریب المخرج جمع ہو جائیں تو پہلے کا ثانی میں ادغام کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان میں ایک لفظ کا تکرار پیدا ہوتا ہے جو کہ ثقل پیدا کرتا ہے اس ثقل سے بچنے کے لیے ادغام کر دیا جاتا ہے۔ ایک جنس کی مثال جیسے: مَدَّ قریب المخرج جنس کی مثال جیسے: اخرج شطأہ اور قالت طائفة۔

جار اللہ زمخشری کے نزدیک:

جار اللہ زمخشری کے نزدیک ادغام کی تعریف یہ ہے کہ ادغام ایک حرف کو اپنے مخرج میں دو حرفوں کی مقدار ٹھہرانے کو کہتے ہیں۔

اور ایک تعریف ادغام کی یہ بھی کی گئی ہے کہ ادغام سے مراد پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کرنا ہے۔

جب دو حروف ایک جنس کے ہوں تو تلفظ میں دو لفظ پڑھے جاتے ہیں لیکن لکھنے میں ایک آتا ہے جیسے: مَدَّ اور جب دو لفظ قریب المخرج ہوں تو لکھنے میں اور پڑھنے میں دو لفظ ہی آئیں گے جیسے الرحمٰن۔

و اجتماعُ الحرفَین علی ثلثةِ اَضرُبٍ۔ الاوّل اَن یکونَ متحرّکَین یجوزُ فیه الْاِدْغام اِذَا کانَا فِی کلمتَین نحو مناسِکَکُمْ و اَمَّا اِذا کانا فی کلمةٍ واحدةٍ یجبُ فیه الْاِدْغام اِلَّا فِی الْالِحاقیاتِ نحو قَرددَ و جَلْبَبَ حتی لَا یبطلَ الْاِلحاق والْاَوزانُ الَّتِیْ یلزَمُ فیه الْالتباس نحو صَکَكَ و سُرُرُ و جَدَدَ وطَلَلَ حتی لا یلتبَس بصَكَّ و سُرّ و جَدّ و طَلَّ۔ و لا یلتبس فی مثل ردَّ و فرَّ و عضَّ لانَّ ردّ یُعلم من یرُد انّ اصلَه رَدَدَلان المضاعف لا یجیٔ من باب فَعُلَ یَفْعُلُ و فَرَّ ایضا یُعلم من یَفِرُّ لانّ المضاعف لا یجیٔ من فَعِلَ یَفْعِلُ و عَضَّ ایضا یُعلم مِن یَعَضّ لانّ المضاعفَ لا یجیٔ من فَعَلَ یَفْعَلُ و لَا یدغم فی حَیِیَ فی بعضِ اللغاتِ حتی لا یقعَ الضمة علی الیاءِ الضعیفِ فی یَحْیٌ و قیلَ الیاء الْاخیرةُ غیرُ لازَمةٍ لانّه تسقُط تارةً نحو حَیُوا و تُقلب اُخریٰ نحو یَحْیَا۔

ترجمہ:

اور دو حرفوں کا اجتماع تین قسم پر ہے پہلا یہ کہ دو متحرک حروف جب دو الگ الگ کلمات میں جمع ہوں تو ادغام جائز ہے جیسے:

مناسککم اور اگر دونوں ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہے مگر الحاقیات میں جیسے: قَرْدَدٍ، جَلْبَبٍ۔ اس لیے کہ الحاق باطل نہ ہو اور وہ اوزان جن میں التباس لازم آتا ہو جیسے: صکك (گھوڑے کے پاؤں میں بیماری) سُرر (چارپائی) جدَدٍ (گدھے کی پشت پر لکیریں) طلل (گری ہوئی عمارت کی باقیات) تا کہ صك (وثیقہ) سُرّ (ناف) جد (دادا) طل (شبنم) سے التباس نہ ہو اور رُدّ، فرّ، عضّ میں التباس نہیں ہو سکتا کیونکہ ردّ، یرد سے پہچانا جاتا ہے۔ اصل میں ردد تھا کیونکہ مضاعف فَعُل یَفْعُلُ سے نہیں آتا اور فرّ بھی یفر سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ مضاعف فَعِل یفعِل کے وزن پر نہیں آتا اور عض بھی یعض سے جانا جاتا ہے کیونکہ مضاعف فَعَل یَفْعَلُ سے نہیں آتا اور بعض لغات میں حیی میں ادغام نہیں ہوتا تاکہ ضمہ یائے ضعف پر واقع نہ ہو۔ یَحْیٌ کی صورت میں اور کہا گیا ہے یائے اخیر لازم نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی ساقط ہو جاتی ہے جیسے: حَیُوْا اور کبھی دوسرے لفظ سے بدل جاتی ہے جیسے: یَحْیَا۔

انوارِ خادمیہ: دو حرفوں کا اجتماع تین قسموں پر ہے:

(1) دو ہم جنس حروف دو کلموں میں جمع ہوں جیسے: مناسککم مناسك ایک کلمہ ہے اور کم ضمیر الگ کلمہ ہے تو اس صورت میں ادغام جائز ہے اور مناسککم پڑھ سکتے ہیں اور مناسکم بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(2) جب دو متحرک لفظ ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں تو ادغام واجب ہے مگر دو صورتیں اس میں بھی پائی جاتی ہیں جن میں ادغام نہیں کر سکتے۔ (i) الحاقیات یعنی ملحق باب میں اگر ادغام کر لیں تو ادغام باطل ہو جائے گا اس لیے کہ جو لفظ الحاق کے لیے بڑھایا گیا تھا وہ مدغم بن گیا جیسے: جلبیب سے جَلَبٌ۔

الحاق میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ مُلْحَق اور مُلْحِق میں تعداد، حروف و سکنات میں برابری ہو۔

(ii) ان اوزان میں جن میں ادغام کرنے سے دوسرے لفظ کے معنی سے التباس لازم آتا ہو جیسے: سریر کا معنی چارپائیاں ہے اگر ادغام کر دیا جائے تو معنی بدل کر ناف ہو جائے گا۔ باقی مثالیں اور اُن کے معنی متن کے ترجمہ میں گزر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: فرّ، ردّ، عضّ میں بھی تو التباس ہو سکتا ہے تو پھر ان میں ادغام کیوں کر دیا؟

جواب: ادغام کرنے سے التباس مضارع سے اُٹھ جائے گا مثلاً فر کا مضارع مکسور العین آتا ہے اور مکسور العین صرف دو باب آتے ہیں۔ ضرب، حسب۔ تو مضاعف چونکہ ضرب سے آتا ہے اس وجہ سے حسب کے ساتھ التباس لازم نہیں آئے گا۔

ردّ کا مضارع یرد مضموم العین ہوتا ہے اور مضموم العین سے دو مضارع آتے ہیں کرم اور نصر۔ مضاعف نصر سے آتا ہے اس وجہ سے کرم سے التباس لازم نہ آیا اسی طرح عض یعض مضارع مفتوح العین سے آتا ہے اور مفتوح العین مضارع صرف دو باب سے آتا ہے۔ فتح اور سمع۔ مضاعف چونکہ سمع سے آتا ہے تو فتح کے ساتھ التباس ختم ہو گیا۔

مضاعف اکثر طور پر تین ابواب سے آتا ہے جن کو اُم الابواب کہا جاتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

ضَرب، سَمِعَ، نصر۔

بعض لغات میں حَيِيَ میں ادغام نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ادغام کریں گے تو اس کا مضارع یحیٌّ آئے گا اور یاء ضعیف پر ضمہ ثقیل نہیں آسکتا۔

اس کی دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسری یاء کو ثبات نہیں کہ وہ کبھی گر جاتی ہے جیسے حیُوا اور کبھی کسی دوسرے حرف سے بدل جاتی ہے جیسے: یحیا۔

والثانی ان یکونَ الاوّل ساکناً یجبُ فیه اُلادغامُ ضرورةً نحو مَدّ و هُوَ علی فَعْلٍ۔ والثالث ان یکونَ الثانی ساکناً فَالْاِدْغام فیه ممتنعٌ لِعَدَمِ شرطِ صحّة اُلادغامِ و هو تحرُّك الثانی و قِیلَ لا بُدَّ مِن تَسکِین اُلاوّل فیجتمعُ ساکنانِ فتفرُّ من وَرْطَةٍ و تقعُ فی اُخریٰ و قیل لِوُجودِ الخِفةِ بِالسَّاکِن وعدِم شرطِ الْاِدْغَامِ۔ و لکن جَوَّزُوْا الحذفَ فی بعضِ الْمواضِع نظراً الٰی اجْتماعِ الْمتجانِسَیْن نحو ظَلْلَتَ کما جَوَّزُوْا الْقَلْبَ فِی نحو تَقَضّٰی البازِی۔ و علیه قراءةٌ مَن قرءَ قِرْنَ فِی بُیوتِکُنَّ مِنَ القرارِ اصلُه اقرِرْنَ فَحذفت الراءُ الاُوْلیٰ فنُقل حرکتها اِلی القافِ ثم حُذفت الهمزةُ لِانْعدام اُلاحتیاج الیها فصارَ قِرْنَ وَ قِیل منْ وَقَرَ یَقِرُ وقارًا۔ و اِذا قَراء قَرْنَ یکون من قَرَّ یَقَرُّ بِالْمکان بفتح القافِ وَ هُو لغة فی یَقرّ فیکون اَصْله اِقْرَرْنَ علی وزنِ اِعْلَمْنَ فنقل حرکةُ الراءِ اِلَی القافِ فصارَ قَرْنَ۔

ترجمہ:

اور دوسری یہ کہ اول ساکن ہو تو ضرورت کی وجہ سے اس میں ادغام واجب ہوگا جیسے: مدّ، فَعْلٍ کے وزن پر اور تیسری قسم یہ ہے کہ دوسرا حرف ساکن ہو تو ادغام ناجائز ہے۔ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط کے ناپائے جانے کی وجہ سے اور وہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے اور کہا گیا ہے کہ پہلے کو ساکن کرنا ضروری ہے تو اس صورت میں اجتماع ساکنین ہو جائے گا پس آپ ایک گڑھے سے بچ کر دوسرے گڑھے میں گر گئے اور کہا گیا ہے کہ ساکن کے ذریعہ خفت موجود ہونے اور شرط ادغام کے نہ پائے جانے کی وجہ سے (ادغام نہیں ہوا) لیکن انہوں نے بعض مقامات میں اجتماع متجانسین کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک کو حذف کرنا جائز رکھا ہے جیسے ظِلْتَ۔ جس طرح تقضی البازی میں تبدیل کرنا جائز رکھا اور اسی بناء پر ان لوگوں کی قرأت میں قِرْنَ فی بیوتکن قرار سے مشتق ہے اس کی اصل اِقْرِرْنَ تھا تو پہلی راء کو حذف کر کے اس کی حرکت قاف کی طرف منتقل کی گئی اس کے بعد ہمزہ کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو قِرْنَ ہو گیا اور کہا گیا ہے وَقَرَ، یقِرُ وقارًا سے ہے اور جب بفتح القاف قَرْنَ پڑھا جائے تو قَرَّ یَقَرُّ بالمکان سے بفتح القاف ہے اور وہ یقر میں ایک لغت ہے تو اس کی اصل اِقْرَرْنَ بروزن اِعْلَمْنَ ہے تو راء کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی تو قرن ہو گیا۔

انوارِ خادمیہ: دوسری صورت ادغام کرنے کی یہ ہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہوں ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو ادغام کرنا واجب ہے چاہے وہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے: مَدّ بروزن فَعْلٍ یا دو کلموں میں ہوں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو ادغام ناجائز ہے جیسے مَدَدْنَ کیونکہ ان میں ادغام کی شرط نہیں پائی گئی یعنی کہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے۔

اور ایک قول یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلا حرف ساکن نہیں ہے تو اس لیے ادغام نہیں ہو سکتا لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس صورت میں ایک گڑھے سے بچ کر نکل کر دوسرے گڑھے میں کودنے کے مثل ہے اور وہ اس طرح کہ اجتماع ساکنین اگر پہلے کو ساکن کر دیں تو دوسرا پہلے ہی ساکن ہے تو اس صورت میں اجتماع ساکنین لازم ہو جائے گا۔ اسے کہتے ہیں: "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا"

اصل بات یہ ہی ہے کہ ادغام کی شرط نہیں پائی گئی تو ادغام نہ ہو سکا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ دو لفظوں کے تکرار کی وجہ سے ثقل پیدا ہوتا ہے جبکہ دوسرا لفظ ساکن ہے اور وہ خفت کا باعث ہے اس وجہ سے ادغام نہ ہو سکا اور ادغام کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہ ہوا۔

بعض مقامات میں ہم جنس کے اجتماع کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادغام نہیں کرتے بلکہ خفت کے لیے پہلے لفظ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے: ظَلِلْتَ میں پہلے لام کی حرکت کو نقل کر کے ظاء کو دی اور پہلے لام کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو ظِلْتَ ہو گیا جس طرح تین نونوں کے اجتماع سے ایک نون کو حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں جیسے: تقضی البازی۔

لفظ قرن میں دو قرأتیں ہیں (الف) ق کے کسرہ کے ساتھ قِرْنَ فی بیوتکن پڑھیں گے۔ اس کی اصل اِقْرِرْنَ ہے۔ پہلے راء کی حرکت نقل کر کے ق کو دی۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے کو حذف کر دیا گیا پھر ق کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت باقی نہ رہی تو اسے حذف کر دیا گیا تو قِرْنَ ہو گیا۔

اسی قرأت میں دوسری وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ قِرْنَ، وَقَرَ یَقِرُ سے ہے تو اس صورت میں حرف مضارعت کو حذف کر کے آخر کو ساکن کر دیا گیا جیسے: تعد سے عد بناتے ہیں۔

(ب) قَرْنَ کی قرأت میں یہ قَرَّ یَقَرُّ سے ہے اس کی اصلی اِقْرَرْنَ بروزن اِعْلَمْنَ تھا تو پہلے راء کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے راء کو حذف کر دیا گیا پھر ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی قاف کے متحرک ہونے کی وجہ سے تو اس کو حذف کر دیا گیا تو قَرْنَ بن گیا۔

نوٹ: یاد رہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جائیں تو ان میں تین طرح کا عمل ہو سکتا ہے۔

(i) ادغام، شرائط ادغام کے پائے جانے کے وقت۔

(ii) کسی دوسرے لفظ سے بدلنا۔ تقضی البازی۔

(iii) ایک حرف کو حذف کر دینا جیسے: ظِلْتَ۔

و هذا اِذا كانَ سُكونه لازما۔ وَ امَّا اذا كان عارضيا يجوزُ الْادغام و عَدَمه نحو اُمْدُدْ و مُدَّ بفتح الدال للخفة و مُدِّ بالكسرِ لانَّه اصلٌ فی تحريك الساكنِ و مُدُّ بِالضم لِلاتّباعِ و من ثَمَّ لا يجوزُ فِرُّ

لَعدمِ الْاَتباع و لا یجوزُ الْادغام فی اُمْدُدنَ لِاَنَّ سکونَ الثانی لازمٌ۔ و تقولُ بالنونِ الثقیلۃِ مُدَّنَ مُدَّان مَدِّنَ مدنَ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ۔ و بالنونِ الخفیفۃِ مُدَّنْ مُدُّن مُدِّن اسمُ الفاعل مَادٌّ۔ اسم المفعولِ مَمْدُوْدٌ۔ اسم الزمان والمکانُ مَمَدٌّ۔ اسم الآلۃ مِمَدٌّ والمجھول مُدَّ یُمَدُّ مدًّا۔

ترجمہ:

اور یہ (ادغام کرنا صحیح نہیں ہے) جب اس کا سکون لازم ہو اور جب عارضی ہو تو ادغام اور عدم ادغام دونوں جائز ہیں جیسے اُمْدُدْ اور مُدَّ دال کے فتحہ کے ساتھ خفت کی وجہ سے اور مُدِّ بکسر دال کیونکہ ساکن کو متحرک کرنے میں یہ اصل ہے اور مُدُّ بضم الدال اتباع کی وجہ سے اور عدم اتباع کی وجہ سے فِرُّ جائز نہیں اور امددن کی مثل میں ادغام جائز نہیں کیونکہ دوسرے کا سکون لازم ہے اور نون ثقیلہ کے ساتھ اس طرح کہو مُدُّنَّ، مُدَّان، مُدُّنَّ، مُدِّنَّ، مُدَّان، اُمْدُدْنَان اور نون خفیفہ کے ساتھ مُدَّنْ، مُدُّنْ، مُدِّنْ کہو اسم فاعل مَادٌّ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ اسم زمان و مکان مَمَدٌّ اور اسم آلہ مِمَدٌّ اور مجہول مُدَّ یُمَدُّ مَدًّا۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ تیسری صورت کہ پہلا متحرک دوسرا ساکن ہو تو ادغام ممنوع ہے یہ اس وقت ہے کہ جب دوسرے ساکن کا سکون لازمی ہو یعنی ختم نہ ہو سکے جیسے جمع مؤنث میں نون کے ماقبل کا سکون واجب ہے اُمْدُدْنَ اور اگر سکون عارضی ہو تو ادغام اور عدم ادغام دونوں جائز ہیں لیکن عدم ادغام اولیٰ ہے جیسے: لا تُمْنُنْ۔

ادغام کی صورت میں اگر مضارع مضموم العین ہو تو اصلی صورت کے سوا تین طرح پڑھ سکتے ہیں۔ (1) مُدَّ دال کے فتحہ ساتھ خفت کے لیے۔ (2) مُدِّ دال کے کسرہ کے ساتھ اس لیے الساکن اِذا حُرّك حُرّك بالکسر۔ کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو حرکت کسرہ کے ساتھ دی جاتی ہے۔ (3) مُدُّ دال کے ضمہ کے ساتھ یہ مضارع کے عین کلمہ کی اتباع کرتے ہوئے اور جب عین کلمہ مضموم نہ ہو تو اصلی صورت کے علاوہ صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔ فتحہ کسرہ کے ساتھ۔ ضمہ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے کہ فِرُّ پڑھنا جائز نہیں۔

نون خفیفہ ان صیغوں سے نہیں آتا جن کے آخر میں الف آتا ہے اور وہ کل چھ صیغے ہیں۔ چار تثنیہ کے اور دو جمع مؤنث کے کیونکہ باقی صیغوں میں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

مَادٌّ اسم فاعل اصل میں مادِدٌ تھا۔ پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا تو مادّ ہو گیا۔

اسم ظرف مَمَدٌّ آتا ہے جو کہ اصل میں مَمْدَدٌ تھا۔ پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

اسم آلہ مِمَدٌّ آتا ہے جو کہ اصل میں مِمْدَدٌ تھا۔ پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

مجہول مُدَّ، یُمَدُّ آتا ہے جو کہ اصل میں مُدِدَ تھا۔ ماضی میں پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری میں ادغام کر دیا اور مضارع میں پہلی دال کی حرکت نقل کر کے میم کو دی پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا۔

و یجوزُ الْادغامِ اِذَا وقعَ قبلَ تاءِ الْافتعالِ مِن حروفِ اتثد ذزسشص ضطظوی، نحو اِتَّخَذَ و ھو شاذٌّ و نحو اِتَّجَرَ و نحو اِثَّارَ بالثاءِ یجوزُ فیہ اِتَّارَ بالتاءِ۔ لِاَنَّ الثاءَ والتاءَ مِنَ الْمھموسۃِ و

حروفُها۔ "تَشَحْثُكَ خصفه" فتكونانِ مِنْ جنسٍ واحدٍ نظراً اِلى الْمهموسيةِ فيجوزُ لكَ الْاَدْغَامُ بجعِلِ التاءِ ثاءً والثاءِ تاءً و نحو اِدَّانَ لا يجوزُ فيهِ غيرُ ادغامِ الدَّالِ فى الدَّالِ لانّه اِذا جعلت التاء دالاً لِبعدها من الدالِ فى المهموسية و لقُرب الدالِ مِنَ التاءِ فى المخرجِ فيلزَمُ حنيئذٍ حرفَانِ من جنسٍ واحدٍ فيُدْغم۔

ترجمہ:

اور ادغام جائز ہے جب تائے افتعال سے پہلے حروف اتشد ذزسشص فطظوی میں سے کوئی آ جائے جیسے: اتّخذ اور وہ شاذ ہے اور جیسے اتجر اور جیسے اثّار ثاء کے ساتھ اور اتّا ر تاء کے ساتھ بھی جائز ہے کیونکہ تاء اور تاء مهموسه میں سے ہیں اور اس کے حروف ستشحثك خصفه تو مهموسیت کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں ہم جنس ہوئے تو تیرے لیے ادغام کرنا جائز ہوگا۔ تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء بنانے کے ساتھ اور جیسے ادّان میں دال کو دال میں مدغم کرنے کے علاوہ جائز نہیں کیونکہ جب تاء کو دال بنایا جائے تو دال سے مهموسیت میں دُور ہونے کی وجہ سے (ناپسندیدہ) اور دال اور تاء کے قریب المخرج ہونے میں تو اس وقت دو حرف ہم جنس آئیں گے تو ادغام جائز ہوگا۔

انوارِ خادمیہ: باب افتعال کے فاء کلمہ میں مذکورہ انیس حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو ادغام کرنا جائز ہے۔ جائز کرنے سے مراد عام ہے چاہے واجب ہو یا جائز جیسے: اتخذ اصل میں ااُتخذ تھا۔ ایمان والے قانون کے مطابق ہمزہ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا تو ایتخذ ہو گیا۔ پھر یاء کو تاء کیا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تو اتخذ بن گیا۔

سوال: اتخذ میں یاء کو تاء کرنا شاذ کیوں ہے؟

جواب: اس میں شاذ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس یاء کو تاء کیا گیا جو کہ ہمزہ سے بدلی ہوئی تھی لیکن اُس یاء کو تاء کیا جاتا ہے جو اصلی ہو لیکن یہاں یہ یاء اصلی نہیں تو لہٰذا یہ شاذ ہے۔

اتجر اصل میں ایتجر تھا۔ دو حروف ہم جنس جمع ہو گئے۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک تو اس لیے ان کا ادغام کرنا واجب تھا تو ان کا آپس میں ادغام کر دیا گیا تو ایتجر سے اتجر بن گیا۔

اثّار جو کہ اصل میں اثیتر تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا گیا تو اثتار بن گیا پھر باب افتعال کے فاء کلمہ میں تاء آ گئی پھر تائے افتعال کو تاء کیا اور ثاء کا ثاء میں ادغام کر دیا گیا تو اثّار بن گیا اور اثّار کو اس کا برعکس بھی یعنی اتّاء بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ہم جنس ہیں یعنی حروفِ مهموسه میں سے ہیں۔

مهموسه همس سے بنا ہے جس کا معنی ہے آواز کی نرمی۔ چونکہ ان حروف کی ادائیگی میں آواز نرم ہوتی ہے اس وجہ سے ان کو حروفِ مهموسه کہا جاتا ہے۔

ان کا مجموعہ سکت شخص فحثه ہیں۔ ان کے علاوہ باقی جتنے بھی حروف ہیں وہ حروفِ مجہورہ ہیں جن کی ادائیگی میں

آواز میں شدت اختیار کرنی پڑتی ہے۔
اِدّان اصل میں ادتین تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر تائے افتعال کو دال کیا اور پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا تو اِدّان ہو گیا۔

سوال: اِدّان میں دال کو تاء کرتے پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیتے۔ ایسا کیوں نہ کیا گیا اس کا برعکس کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب (1): دال اصل ہے اور تاء زائدہ ہے اس لیے اس میں تغیر وتبدل ہی بہتر ہے جو کہ زائد ہے کیونکہ تغیر وتبدل ایک زائد امر ہے تو تغیر بھی زائد حروف میں ہی بہتر ہوتا ہے۔

جواب (2): اگر دال کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کر دیا جاتا تو اِدّان کی اصل کی شناخت نہ ہو سکتی کہ یہ اصل میں کیا تھا۔

سوال: اگر یہ وجوہات پائی جاتی تھیں تو ان کا آپس میں ادغام ہی نہ کرتے۔ ادغام کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اگر ان میں ادغام نہ کیا جاتا (دال مجہورہ میں سے ہے اور تاء مھموسہ میں سے ہے) تو اجتماع ضدین ہو جاتا جو کہ مکروہ ہے اس لیے ان کا ادغام کر دیا گیا۔

سوال: دال اور تاء کا اجتماع مکروہ ہے تو پھر تاء کو دال کیونکر بنایا وجہ مناسبت کیا ہے؟

جواب: تاء کو دال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ظاہراً تو یہ ایک دوسرے کی ضدیں ہیں لیکن مخرجاً وہ قریب المخرج ہیں اس مناسبت کی وجہ سے تاء کو دال کر دیا گیا اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے ان کا ادغام کر دیا گیا۔

خلاصہ کلام:

جب انیس حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو دیکھیں گے کہ وہ حروفِ مھموسہ بھی ہیں تو ان میں دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں جیسے: اِثّار، اِتّار اور اگر حروف مھموسہ میں سے نہ ہوں تو اس میں دو طرح سے عمل ہو گا کہ تاء کو فاء کلمہ کی ہم جنس کریں گے پھر ہم جنس کا ہم جنس میں ادغام کریں گے جیسے: اِدّان اور دوسرا عمل یہ ہے کہ فاء کلمہ کو تائے افتعال سے بدل کر پھر ہم جنس کا ہم جنس میں ادغام کریں گے جیسے: اِتّخذ۔

و نحو اِذْکَرَ یجوزُ فیه ادّکَرَ و اِذّکَرَ لِاَنَّ الدالَ من المجهورةِ فجعل التاءَ دالاً کما فی ادان لِقُربِ الُمخرجِ بَینهما فیجوزُ لَكَ اْلادغامُ نظراً اِلی اتّحادِهما فی مجهوریة یُجعل الدالُ ذالاً والذالُ دالاً والبیانُ نظراً اِلی عدمِ اتحادِهما فی الذاتِ۔ و نحو اِزْدَانَ مثل اِذْکَرَ و لکن لا یجوز اْلادغام بجعل الزاءِ دالاً لانَّ الزاءَ اعظمُ مِن الدالِ فی امتدادِ الصوتِ فیصیرُ حینئِذ کوضعِ اْلقصعةِ الکبیرةِ فی الصغیرةِ او لِانّه یُوازِی بِادّانَ۔ و نحو اسّمع یجوزُ فیه اْلادغام بجعلِ التاءِ سیناً لِاَنَّ السینَ والتاءَ مِن الْمهموسةِ و لا یجوزُ فیه اْلادغامُ بجعلِ السینِ تاءً لعظمِ السینِ عن التاءِ فی امتدادِ الصوتِ و یجوزُ البیانُ لعدمِ الجنسیةِ فی الذاتِ و نحو اِشَّبَهَ مثل اِسَّمَعَ۔

ترجمہ:

اور جیسے اذّکر میں ادّکر اور اذْدکر جائز ہے۔ اس لیے کہ دال حروف مجہورہ میں سے ہے تو ادّان کی طرح قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء کو دال کیا تو مجہوریت میں ادغام کی وجہ سے ادغام جائز ہوگا کہ دال کو ذال کو دال بنایا جائے اور ذات میں عدم اتحاد کی وجہ سے اظہار بھی جائز ہے اور جیسے اذان ، اذکر کی طرح ہے اور اس میں ادغام کرنا جائز نہیں ہے کہ زا کو دال کرنا کیونکہ زا امتداد الصوت میں دال سے بڑی ہے تو اس وقت اس طرح ہو جائے گا کہ جس طرح بڑے تھال کو چھوٹے تھال میں رکھا جائے یا اس وجہ سے کہ وہ ادّان کی طرح ہو جائے گا اور جیسے اسمع میں۔ اس طرح ادغام جائز ہے کہ تاء کو سین کر دیا جائے کیونکہ تاء اور سین حروف مہموسہ میں سے ہیں اور اس طرح ادغام جائز نہیں کہ سین کو تاء کر دیا جائے اس لیے کہ سین امتدادالصوت کی وجہ سے تاء سے بڑی ہے اور عدم جنسیت کی وجہ سے ذات میں اظہار بھی جائز ہے اور اشَّبَہَ السَّمَعَ کی مثل ہے۔

انوارِ خادمیہ: اذ تکر میں فاء کلمہ میں ذال اور تائے افتعال جمع ہو گئے۔ ذال مجہورہ میں سے ہے اور تاء مہموسہ میں سے ہے تو ان کا اجتماع مکروہ ہے تو اس وجہ سے تاء کو دال سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے بدل دیا تو اس میں تین وجوہات پڑھ سکتے ہیں۔

(i) اذدکر اس میں ادغام اس لیے جائز نہیں کیونکہ دال اور ذال کی ذات میں غور کریں گے تو ان کی ذات کی وجہ الگ الگ پائیں گے اس وجہ سے ادغام نہ ہوگا۔

(ii) اذّکر (iii) ادّکر

آخری دونوں صورتوں میں ادغام ہم جنس ہونے کی وجہ سے جائز ہے کیونکہ دونوں حروف مجہورہ میں سے ہیں اس لیے ادغام جائز ہوگا۔

ازّان اصل میں ازتین تھا۔ یائے متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو ازتان ہو گیا۔ پھر تاء مہموسہ میں سے اور زا مجہورہ میں سے تھی ان کا اجتماع مکروہ ہونے کی وجہ سے تاء کو دال سے بدلا اور پھر قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو ازدان ہو گیا پھر دال کو زاء سے بدل کر زا کا زا میں ادغام کر دیا تو ازّان ہو گیا۔

ازّان میں صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔

(i) اظہار یعنی ازدان پڑھنا۔

(ii) ذال کو زاء میں ادغام کرنا جیسے: ازّان۔

(iii) تیسری صورت زا کو دال کرنا اور دال کا دال میں ادغام کرنا جائز نہیں کیونکہ زا حروف صفیر میں سے ہے یعنی وہ حروف جن کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی آواز برآمد ہو اور وہ کل تین حروف ہیں جن کو حروف صفیر کہا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

س، ص ، زا

زا امتدادالصوت کی وجہ سے بڑا ہے اور جبکہ دال چھوٹا حرف ہے لہٰذا ان میں ادغام نہیں ہوسکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اڑّان کا اذّان سے التباس لازم آئے گا کیونکہ اذّان دین سے ہے جبکہ اڑّان زینت سے ہے اس لیے التباس ہو جائے گا کہ اذّان اصل میں کیا ہے اس لیے یہ صورت ناجائز ہے۔

اسمّع جو اصل میں استمع تھا اس میں دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں۔

(i) اظہار یعنی استمعَ

(ii) اسمع یعنی تاء کو سین کرنا پھر سین کا سین میں ادغام کر دینا۔

(iii) تیسری صورت یعنی کہ سین کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کرنا یعنی اتمع پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ سین امتداد الصوت کی وجہ سے بڑی ہے جو کہ تاء چھوٹے برتن میں نہیں آسکتی۔

اشّبَہَ اور اسَّمَعَ کی طرح ہے اس میں بھی صرف دو صورتیں پڑھنا جائز ہیں:

(i) ظاہر یعنی اشتبہ۔

(ii) تاء کو شین کرنا کیونکہ دونوں مہموسہ میں سے ہیں پھر شین کا شین میں ادغام کر کے پڑھنا۔

(iii) تیسری صورت یعنی شین کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کر کے پڑھنا جو کہ جائز نہیں ہے کیونکہ شین حروف ضفوی شَفَرَ میں سے ہے جو کہ دوسرے حروف میں مدغم نہیں ہوتے البتہ دوسرے حروف ان میں مدغم ہو جاتے ہیں۔

و نحو اِصَّبَرَ یجوز فیہِ اصطَبَرَ لِاَنَّ الصادَ من المستعلیۃِ المطبقۃِ وحروفُھا صطضظ خغق الاربعۃُ الاُوْلٰی مستعلیۃ مُطبقۃٌ والثلثۃ الاخِیرۃ مستعلیۃٌ فقط والتاءُ مِنَ الْمنخفضۃِ فَجُعل التاءُ طاءً لِمُباعدۃ بَیْنھما و قُرْبِ التاءِ من الطاءِ فی المخرجِ فصارَ اِصْطَبَرَ۔ کما فی ستٍّ اَصله سِدُسٌ فَجُعل السینُ والدالُ تاءً لِقُرب السینِ من التاءِ فی المھموسیۃِ والتاءِ من الدالِ فی المخرجِ ثُم ادغِم فصار ستًّا۔ ثم یجوز لک الادغامُ بجعلِ التاءِ صاداً نظراً الٰی اتحادِھما فی الاستعلانیۃِ نحو اِصَّبر و لا یجوزُ لک الادغامُ بجعلِ الصادِ ظاءً لعظمِ الصادِ اعنی لا یُقال اِطَّبَرَ و یجوزُ الْبَیان لعدمِ الْجنسیۃ فی الذاتِ و نحو اِضَّرب مثلُ اِصَّبَرَ اَعْنی یجوزُ اِضَّرَبَ واضْطَرَبَ و لا یجوزُ اِطَّرَبَ۔ و نحو اِطَّلَبَ یجبُ فیہ الادغامَ لِقُرب التاءِ مِنَ الطاءِ فی المخرجِ و نحو اِظَّلم یجوز فیہ الادغام بجعلِ الطاءِ ظاء والظاءِ طاء لِمساواۃِ بَیْنَھما فی العظمِ و یجوزُ فیہ فکُّ الادغامِ لعدم الجنسیۃ فِی الذاتِ مثل اظَّلم واطَّلم واضطلم۔ و نحو اِتَّقَدَ اصلُہ اِوْتَقَد فَجُعِل الواوُ تاءً لِاَنَّہ اِن لم تُجْعل تاءً یَصیر یاءً لِکَسرۃ ما قبلَھا فیلزَمُ حینئذٍ کَوْنُ الْفعلِ مرۃً یائیًا نحو اِیْتقد و مرّۃً یائیاً نحو اِیْتقد و مرّۃً وَاوِیًا نحو اِوْتَقد و یَلْزم تَوالِی الکسراتِ۔ و نحو اِتَّسَر اصلُہ اِیْتَسَر فَجُعِل الیاءُ تاءً فِراراً عن توالِی الْکسراتِ و لم یدغم فی مثلِ اِیْتکل لِاَنَّ الیاءَ لَیست بلازمۃٍ یعنی تَصیر الیاءُ ھمزۃً

اِذا جعلتَهٗ ثُلاثیا و مِن ثَمَّ لا یُدغم فی حَیِیَ فی بعضِ اللغاتِ و اِدغام اِتَّخذ شاذٌّ۔

ترجمہ:

اور اَصَّبَرَ میں اصْطَبَرَ پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ صاد حروف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے جس کے حروف صطضظ خغق ہیں جن میں اول چار مستعلیہ مطبقہ میں اور آخری تین فقط مستعلیہ ہیں اور تاء منخفضہ میں سے ہے تو تاء کو طا بنایا ان دونوں کے درمیان دُوری کی وجہ سے اور تاء کے طاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تو اصطبر ہوگیا جس طرح سِتٌّ میں اس کی اصلی سِدْسٌ ہے۔ تو سین اور دال کو تاء بنایا۔ سین کے تاء سے مہموسیت میں قرب کی وجہ سے اور تاء کے دال سے مخرج میں قرب کی وجہ سے اس کے بعد ادغام کر کے ستّ بنا اور تیرے لیے اس طرح ادغام کرنا جائز ہے کہ طا کو صاد کر دیا جائے۔ استعلاء میں متحد ہونے کی وجہ سے جیسے اصّبر اور ایسا ادغام جائز نہیں کہ صاد کو طا کیا جائے۔ صاد کے بڑے ہونے کی وجہ سے یعنی اطَّبَرَ نہیں کہا جا سکتا اور اظہار میں عدم جنسیت کی وجہ سے جائز ہے اور اِضَّرَبَ اصبر کی طرح ہے یعنی اضّرب اور اضطرب جائز ہیں اور اطّرب جائز نہیں اور اطّلب میں ادغام واجب ہے۔ تاء اور طا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور اظلم میں اس طرح ادغام جائز ہے کہ طا کو ظا اور ظا کو طا کر دیا جائے کیونکہ دونوں بڑائی میں برابر ہیں اور ذات میں عدم جنسیت کی وجہ سے عدم ادغام جائز ہے جیسے: اظّلم، اطّلم اور اظطلم اور جیسے اتّقد اس کی اصل اوتقد تھی تو واؤ کو تاء کر دیا کیونکہ اگر تاء نہ ہوتی تو یاء بن جاتی ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے تو اس وقت ایک فعل یائی ہوتا جیسے ایتقد اور ایک وقت واوی ہوتا جیسے اوتقد یا توالی کسرات کا آنا لازم آتا اور جیسے اتسر اس کی اصل ایستر تھی تو یاء کو تاء کیا توالی کسرات سے بچنے کے لیے اور ایتکل کی مثل میں ادغام نہیں کیا کیونکہ یاء لازم نہیں یعنی فعل کو ثلاثی بناتے وقت یاء ہمزہ سے بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے بعض لغات میں حیی میں ادغام نہیں ہوتا اور اتخذ کا ادغام شاذ ہے۔

انوارِ خادمیہ: اصبر میں اصل اصطبر تھا اور اصطبر اصل میں اصبتر تھا۔ باب افتعال کے فاء کلمہ میں صاد واقع ہوئی تو تائے افتعال کو تاء سے بدلنا واجب ہے تو اصطبر بن گیا۔

سوال: اصطبر میں تاء کو طا سے تبدیل کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: حروف کی دو قسمیں ہیں:

(1) حروفِ مستعلیہ (2) حروفِ منخفضہ

(1) حروفِ مستعلیہ وہ حروف ہیں جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو کی طرف بلند ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

(i) حروفِ منطبقہ (ii) حروفِ غیر منطبقہ

(i) حروفِ منطبقة وہ حروف ہیں جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے منطبق ہو جائے وہ چار ہیں۔ صطضظ۔

(ii) حروفِ غیر منطبقة وہ حروف جن کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے منطبق نہ ہو وہ تین ہیں۔ خغق۔

حروفِ مستعلیہ کے علاوہ باقی تمام حروف حروفِ منخفضہ ہیں۔
اصطبر کا جواب یہ ہے کہ تاء منخفضہ میں سے تھی اور صاد مستعلیہ میں سے تھی ان کے درمیان دُوری تھی اور کلام عرب میں ان کا اجتماع مکروہ ہے پھر تاء سے اس لیے بدلا کیونکہ تاء اور طاء قریب المخرج تھے تو پھر اصطبر بن گیا۔
تاء کو صاد کرنا استعلاء میں متحد ہونے کی وجہ سے کہ دونوں حروف مستعلیہ میں سے ہیں جیسے: اصّبر لیکن صاد کو ظا کر کے پھر ظا کا ظا میں ادغام کرنا جائز نہیں کیونکہ ضاد ظا سے بڑا ہے تو بڑی تھالی چھوٹی میں نہیں آسکتی یعنی اظَّبَرَ پڑھنا جائز نہیں۔
اظہار بھی جائز ہے کیونکہ ضاد اور طاء ذات کے اعتبار سے ہم جنس نہیں ہیں۔
تاء کو طا کیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اس کی وضاحت ایک مثال دے کر مصنف علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں جیسے: سِتٌّ۔
ستٌّ جو کہ دراصل سِدُسٌ تھا۔ دال اور سین دونوں کو تاء کر دیا پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا۔ تو ستٌّ بن گیا۔
سوال: سِدُسٌ میں دال اور سین کو تاء کیوں کیا گیا ہے؟
جواب: سین حروفِ مہموسہ میں سے ہونے کی وجہ سے تاء سے قریب تھی اور دال تاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء بنی تو ستٌّ ہو گیا۔
اضرب میں مکمل تعلیل اصبر کے مطابق ہوگی اصل میں اضرب، اضترب تھا پھر اضطرب ہوا اور پھر اضرب بن گیا۔
اس مثال میں بھی اطرب جائز نہیں ہے کیونکہ ض ضفوی شفر میں سے ہے جو کہ دوسرے میں مدغم نہیں ہوتے بلکہ دوسرے اِن میں مدغم ہوتے ہیں۔
اطلب میں ادغام واجب ہے۔ یہ اصل میں اطتلب تھا۔ تاء مہموسہ میں سے تھی اور طاء مجھورہ میں سے تھی اور ان کا اجتماع مکروہ تھا تو اس وجہ سے تاء کو طاء سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے پھر دو حروف ہم جنس جمع ہوئے تو ادغام کرنا واجب ہو گیا تو اطلب بن گیا۔
اظلم میں ظا کو طا اور طا کو ظا کرنا جائز ہے کیونکہ دونوں حروف بڑے ہیں اور عدم ادغام بھی جائز ہے کیونکہ دونوں ذات کے اعتبار سے جدا جدا ہیں۔
اتّقد اصل میں اوتقد تھا۔ واؤ کو تاء کر دیا پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تو اتّقد ہو گیا۔
سوال: اتّقد میں واؤ کو تاء کیوں کیا گیا ہے؟
جواب: اگر واؤ کو تاء نہ کیا جاتا تو واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا جاتا تو دو خرابیاں لازم آتیں:
(1) فعل کبھی یائی ہوگا جیسے: ایتقد اور کبھی واوی ہوگا جیسے: اوتقد۔

(2) توالی کسرات کی خرابی لازم آتی اس طرح کہ ہمزہ مکسور اور یاء دو کسرات کے قائم ہے اس طرح توالی کسرات لازم آتے۔

اتسر اصل میں ایتسر تھا۔ اس میں بھی وہی تعلیل ہوگی جو کہ ایتقد میں گزری کہ توالی کسرات سے بچنے کے لیے یاء کو تاء اور پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا گیا تو اتسر ہو گیا۔

ایتکل میں ادغام اس لیے نہیں ہوا کیونکہ اس کی یاء لازم نہیں کیونکہ مجرد میں واپس ہمزہ بن جاتی ہے جیسے اکل۔
بعض لوگ حیی میں تعلیل نہیں کرتے کیونکہ اس میں یاء لازم نہیں کیونکہ کبھی وہ گر جاتی ہے حیوا اور کبھی الف سے بدل جاتی ہے جیسے یحییٰ۔

سوال: اتخذ میں یاء لازم نہیں تو پھر اس میں ادغام کرنے کی وجہ کیا ہے؟
جواب: اتخذ میں ادغام اس لیے کیا کیونکہ وہ یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی تھی اور یہ شاذ بھی ہے۔

و یجوزُ الادغامُ اِذا وقعَ بعدتاءِ الْافتعالِ مِن حروفِ تدزذ ستضطظ نحوَ یقتِل و یبدِّلُ و یعذِّرُ وَ یَنزِّعُ وَ یبسِّمُ و یَخَصِّمُ و یَنضِّلُ و یبَطِّرُ و یَنظِّمُ و لکن لَا یجوزُ فی ادغامِهن اِلَّا الْادغام بجعلِ التاء مثلَ العینِ لضُعفِ استدعاءِ المؤخِّر و عند بعضِ الصرفِیینَ لا یجیٔ هذا الْادغامُ فی الماضی حتی لَا یلتبسَ بماضِی التفعیلِ لِانَّ عندهم تُنقل حرکةُ التاءِ اِلٰی ما قبلَها و تُحذف المجتلبة و عند بعضِهم یجیٔ بکسرِ الفاءِ نحو خِصّمَ لانَّ عندهم کسرَ الْفاءِ لالتقاءِ الساکنَینِ و عند بعضِهم یجیٔ المجتلبةُ نحو اِخَصَّمَ نظراً الٰی سکون اَصلِهٖ۔ و یجوزُ فی مستقبلة کسرُ الْفاءِ و فَتحُها کما فِی الماضی نحو یُخَصِّمُ۔ و فی فاعِلِهٖ ضَمُّ الفاءِ لِلْاِتّباعِ مع فتِحها و کسرِها نحو مُخَصِّمُونَ و یجیٔ مصدرُهٗ خصّامًا بکسرِ الْخاءِ لَا غَیرَ لِالْتقاءِ الساکنَینَ او لنقلِ کسرِ التاءِ الی الْخاءِ و یجیٔ خَصّامًا اِن اعتبرت حرکةُ الصادِ المدغم فیها و یجیٔ اِخصّامًا اعتباراً لِسکونِ الْاصلِ۔

ترجمہ:

اور ادغام جائز ہے جب تائے افتعال کے بعد حروفِ تدزذ مسططظ میں سے کوئی آ جائے جیسے: یَقِتِّلُ، یَبَدِّلُ، یَعَذِّرُ، یَنَزِّعُ، یَبَسِّمُ، یَخَصِّمُ، یَتَنَصِّلُ، یَبَطِّرُ اور یَنَظِّمُ لیکن ان کے ادغام میں تاء کو عین کلمہ کی مثل کر کے ادغام جائز ہے۔ کیونکہ مؤخر کی استدعا ضعیف ہے اور بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں نہیں ہوتا اس لیے کہ ماضی باب تفعیل کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک فاء کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہوتی ہے اور ہمزہ وصلی حذف کر دیا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک بکسر الفاء سے خِصَّمَ کیونکہ ان کے نزدیک التقائے ساکنین کی وجہ سے فاء مکسور ہے اور بعض کے نزدیک ہمزہ وصلی کے ساتھ اخصَّمَ ہے سکونِ اصلی کی طرف نظر کرتے ہوئے اور مستقبل میں ماضی کی طرح فاء کلمہ کو مکسور و

ح ہوتا ہے جیسے: یخصِّم اور فاعل میں اتباع کی وجہ سے فاء کلمہ مضموم آتا ہے ساتھ ہی فتحہ اور کسرہ بھی آتا ہے جیسے:
خصمون اور مصدر خصاماً بکسر الخاء آتا ہے اور اس کا غیر نہیں آتا۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے یا تاء کا کسرہ خاء کی
ف نقل کرنے کی وجہ سے اور مدغم فیہ صاد کی حرکت کا اعتبار کرتے ہوئے خصّاماً بھی آتا ہے اور سکونِ اصلی کے اعتبار
وجہ سے اِخصّاماً بھی آتا ہے۔

انوارِ خادمیہ: باب افتعال کے فاء کلمہ سے فارغ ہونے کے بعد عین کلمہ کا بیان کر رہے ہیں کہ عین کلمہ میں
روف تدذ ز سصضطظ میں سے کوئی حرف آجائے تو تائے افتعال کو عین کلمہ کے ہم جنس کریں گے اور پھر جنس کا جنس
ادغام کردیں گے اور اس کا برعکس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء زائدہ ہے اور زائدہ اس بات کا زیادہ حقدار ہوتا ہے کہ اُس میں
یلی کی جائے کیونکہ تاء کا عین کلمہ کو چاہنا ضعیف ہے اس کے ضعیف ہونے کی وجہ ذکر ہو چکی ہے۔

دال ذال اور زاء میں تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجہورہ میں سے ہیں اور مہموسہ میں سے ہیں پھر تاء کو دال کریں گے اور
دال کا دال میں ادغام کردیں گے تو یتبدل سے یبدِّلُ ہو جائے گا۔

ٹ: باقی تمام مثالوں کو اسی پر قیاس کرلیا جائے۔

ماضی میں ادغام ہوگا یا نہیں اس کے متعلق تین گروہ ہیں۔

(i) پہلے کے نزدیک ادغام نہیں کریں گے کیونکہ ان کے نزدیک تاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے تو اِقْتَتَلَ سے
تَّلَ بن جائے گا پھر تاء کا تاء میں ادغام کریں گے اور ہمزہ وصلی کو عدم ضرورت کی وجہ سے گرا دیں گے تو قتّل بن جائے گا۔
ب تفعیل اور افتعال دونوں کی ماضی یہی آتی ہے۔

(ii) دوسرے گروہ والے فرماتے ہیں کہ اِخْتَصَمَ میں تاء اور صاد دونوں مہموسہ میں سے ہیں تو تاء کو صاد کرلیا گیا
اس کی حرکت نقل کر کے خاء کو دے دی گئی تو صاد ساکن ہو گیا اور خاء کی اصلی حالت سکون ہے اور حرکت عارضی ہے تو
تماع ساکنین لازم آگیا تو اس سے بچنے کے لیے الساکن حُرِّكَ، حُرِّكَ بالکسر کے قاعدہ کے مطابق خاء کو کسرہ دیا
ر عدم ضرورت کی وجہ سے ہمزہ وصلی کو گرا دیا گیا تو خصّم ہو گیا۔

(iii) تیسرے گروہ والے یہ فرماتے ہیں کہ تاء کی حرکت نقل کر کے خاء کو دی اور ہمزہ وصلی کو برقرار رکھا گیا جب خاء کی
ل حالت پر نظر ڈالتے ہوئے جو کہ سکون ہے تو اخصّم پڑھیں گے اسی طرح مستقبل یختصم میں جب ادغام کریں گے تو
اء کی حرکت نقل کر کے فاء کلمہ یعنی فاء کو دیں گے تو خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھیں گے اور اگر اس کی اصلی حالت کا اعتبار
رتے ہوئے التقائے ساکنین کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دیں گے۔

اسم فاعل میں فاء کلمہ مضموم پڑھ سکتے ہیں۔ میم کی اتباع کرتے ہوئے مُخصّمون، مُخْتَصِمُوْنَ کی حالت میں تاء
ی حرکت نقل کر کے ماقبل خا کو دیں گے تو مُخَصِّمُوْنَ پڑھا جائے گا۔

وٹ: تاء کی حرکت ختم کر کے خاء اور تاء میں التقائے ساکنین کی وجہ سے خاء کو کسرہ دے کر مُخِصِّمُوْنَ بھی پڑھ
سکتے ہیں۔

مصدر میں بھی تین وجہیں پڑھ سکتے ہیں۔

(i) اختصام میں تاء کی حرکت کو ختم کر دیا گیا پھر خاء اور تاء میں التقائے ساکنین کی وجہ سے الساکن اذا حُرِّكَ حُرِّكَ بالکسر کے مطابق خاء کو کسرہ دیں گے اور ہمزہ وصلی کو عدم ضرورت کی وجہ سے گرا دیں گے تو خِصَّاماً پڑھا جائے گا۔

(ii) جس صاد میں ادغام کیا جائے گا اس کی حرکت کا اعتبار کرتے ہوئے موافقت کے لیے خَصَّاماً پڑھیں گے۔

(iii) خاء کے اصلی سکون کے اعتبار سے ہمزہ کے ساتھ یعنی اخصاماً بھی پڑھنا جائز ہے۔

و یدغِم تاءُ تفعُّل و تَفَاعُلٍ فیما بعدَھا باجتلابِ الْھمزۃِ کما مرَّ فی باب الْافتعالِ نحو اطَّہَرَ اصله تَطَھَّرَ و اِثَّاقَلَ اَصلُهٗ تَثَاقَلَ و لا یدغم فی نحو اِسْتَطعم بسکونِ الطاءِ تحقیقاً و فی استدان تقدیراً و لکن یجوز زحذفُ تائِهٖ فی بعضِ الْمواضِع نحو اِسْطاع یَسْطِیع کمَا مرَّ فی ظلتُ و اذا قلتَ اسطاع بفتح الھمزۃ یکون السینُ زائداً کالھاءِ فی اھْرَاقَ اصلُهٗ اَرَاقَ لِانَّه مِن الْاِرَاقۃِ ثم زِیْدتُ علیه الھاءُ علٰی خلافِ القیاسِ۔

ترجمہ:

اور تائے تفعل اور تفاعل کا اپنے مابعد میں ادغام کیا جاتا ہے ہمزہ وصلی کے لانے کے ساتھ جس طرح باب افتعال میں گزرا جیسے: اطھر اس کی اصل تطھر اور اثاقل جو کہ اصل میں تثاقل تھا اور استطعتم میں طاء کے حقیقی سکون کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جاتا اور اشدان میں تقدیری سکون کی وجہ سے ادغام نہیں ہوتا ہے اور لیکن بعض جگہ تاء حذف کرنا جائز ہے جیسے اسطاع یسطیع جیسا کہ ظلت میں گزرا اور جب بفتحہ ہمزہ اسطاع تو کہے تو حرف سین زائد ہوگا جیسا کہ اھراق میں ھا زائد ہے اس کی اصل اراق ہے کیونکہ وہ اراقۃ سے مشتق ہے پھر اس میں ھا خلاف قیاس مشتق کی گئی ہے۔

انوارِ خادمیہ: مذکورہ حروف میں سے اگر کوئی حرف باب تفعل اور تفاعل میں تاء کے بعد آ جائے تو تاء کو اس حرف کے ہم جنس کر دیں گے اور پھر جنس کا جنس میں ادغام کر دیں گے اور پھر ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے ابتداء میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیں گے۔ جیسے: اطھر جو کہ اصل میں تطھر تھا تاء کو طاء کیا گیا پھر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا اور پھر ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے ابتداء میں ہمزہ وصلی کا اضافہ کر دیا گیا تو اطھر بن گیا۔

نوٹ: اثاقل میں بھی اطھر کے مطابق تعلیل کی جائے گی۔

سوال: اِسْتَطْعَمَ میں ادغام کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: (الف) اِسْتَطْعَمَ میں ادغام کی شرط نہیں پائی گئی کہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو اس وجہ سے ادغام نہ ہوا۔

(ب) ایسا کرنا بھی ناممکن تھا کہ پہلے کو ساکن کر کے دوسرے کو متحرک کر دیا جائے کیونکہ دوسرے کا سکون عارضی نہیں بلکہ

تحقیقی ہے۔

سوال: استدان میں ادغام نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: استدان اصل میں استدین تھا یاء متحرک ما قبل حرف صحیح ساکن، یا ء کی حرکت ما قبل کو دی، یاء ساکن اور ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا تو استدان ہو گیا۔

لہٰذا دال میں سکون تقدیری ہے جو کہ اصل میں ساکن ہے اور فتحہ عارضی ہے تو اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں ادغام کی شرط نہ پائی گئی تو اس وجہ سے ادغام نہ ہوا۔

بعض مقامات پر تخفیف کے لیے تاء کو حذف کر دیتے ہیں جیسے باب استفعال جیسے: اسطاع یسطیع جس طرح ظلت میں ایک لام خلاف قیاس حذف کر دی اسی طرح یہاں بھی تاء کو حذف کر دیا گیا خلاف قیاس لیکن جب اسطاع ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا تو تب سین زائد ہو گی کیونکہ جس طرح اھراق میں ھا خلاف قیاس زائد ہے کیونکہ اس کی اصل اراق ہے جو کہ اراقة سے مشتق ہے۔

اسطاع کی اصل اطاع تھی پھر خلاف قیاس سین کو بڑھا دیا گیا تو اسطاع بن گیا لہٰذا اسطاع میں کوئی حرف حذف نہیں ہوا بلکہ سین خلاف قیاس زائدہ کی گئی ہے۔

الباب الثالث فی المهموز

(تیسرا باب مہموز کے بیان میں)

و لَا يقال له صحيحٌ لِصَيْرورةِ همزتِهٖ حرفَ الْعلةِ فی التِلیِیْنِ و هو يجیٔ علی ثلثة اَضْرُب مهموزا لفاءِ نحو اخَذَ والعينِ نحو سألَ واللامِ نحو قَرَأَ۔ و حُكم الهمزةِ كَحكمِ الْحرفِ الصحيح اِلَّا اَنَّهَا قد تُخُفِّفَ بِالْقلب و جعلها بَيْنَ بَيْنَ ای بَيْنَ مَخْرجها و بَيْن مخرج الْحرفِ الّتی مِنْهُ حركتها والحذفِ۔ الاول يكونُ اذا كانتُ ساكنةً و متحركةً ما قبلَها فقلبت الهمزة بشیءٍ يوافقُ ما قبلها للينِ عريكةِ الساكنةِ واستدعاءِ ما قبلَها نحو رَاس و لُوم و بِير۔ والثانی يكونُ اذا كانتَ متحركةً و متحركاً ما قبلَها فلا تُقلب بَل يُجعل بَيْن بَيْنَ لِقوّة عريكتها نحو سأَل و لَؤمَ و سُئِل اِلّا اذا كانتُ مفتوحةً و ما قبلَها مكسورةً او مضمومةً فَتُجعل ياءً او واواً نحو مِيَر و جُوَن لِانّ الْفتحه كالسكونِ فی حقِّ اللينِ فَتُقلب كما فی السكون۔ فاِن قيل لِم لَا تقلب فی سَأَلَ و همزتُهٗ مفتوحةٌ ضعيفةً قلنا فتحها صارت قويةً لفتحةِ ما قبلَها نحو لا هناك المرتع شاذ۔ والثالث يكون اِذا كانتَ متحركةً و ساكناً ما قبلَها و لكن تُلَيَّن فيه اَوَّلاً للينِ عريكتها لمجاورةِ الساكنِ ما قبلَها ثم يُحذف

لِاجْتماع الساكنَين ثم أُعطِي حركتها بما قبلَها حرفاً صحيحاً او واواً او ياءً اصليتَين او مزيد تين لمعنىً۔ نحو مَسَلة و مَلَك اصلُه ملأكٌ مِن الألُوكةِ و هي الرسالةُ والْاحمر يجوز فيه لَحَمر لِانّ الالفَ أُجتُلِبت لِاجْل سكونِ اللام و قد انعدم و يجوزُ فيه اَلحُمر لطروِّ حركةِ اللّامِ۔

ترجمہ:

اوراسے صحیح نہیں کہتے بوجہ تبدیل ہونے اس کے ہمزہ کے حروف لین کے ساتھ اوراس کی تین قسمیں ہیں۔مہموز الفاء جیسے اخذ اورمہموز العین جیسے سأل اورمہموز الام جیسے: قرأ اور ہمزہ کا حکم صرف صحیح کی طرح ہے مگر یہ کہ کبھی کبھی اس میں بدلنے سے تخفیف کی جاتی ہے اور کبھی بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اوراس حرف کے مخرج جس سے ہمزہ کی حرکت ہو اور حذف کرنے سے اوراوّل یہ کہ جب ہمزہ ساکنہ ہواوراس کا ماقبل متحرک ہوتو ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق بدلا جاتا ہے ساکن کی طبیعت نرم ہونے اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: سأل لؤم ، سُئل مگر جب وہ مفتوح ہواوراس کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو اسے واوَیا یاء بنایا جائے گا جیسے: مِیَرٌ، جُوَنٌ کیونکہ سکون کی طرح ہوتا ہے کمزور ہونے میں پس اگر کہا جائے کہ سأل میں کیوں نہیں بدلا جاتا حالانکہ اس کا ہمزہ مفتوح ضعیف ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کا فتحہ ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے قوی ہو گیا اور جیسے لا ھناك المرتع شاذ ہے اور تیسرا مقام جب ہمزہ متحرک ہو اوراس کا ماقبل ساکن ہو لیکن اس میں ہمزہ کی حرکت کو گرا دیا جائے گا اس کی طبیعت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور ماقبل ساکن کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے پھر اسے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی حرکت ماقبل حرف کو دی جائے گی۔جب ماقبل حرف صحیح ہو یا واؤ اور یاء اصلی ہوں یا معنیٰ الحاق کے لیے زائد ہوں جیسے مسئلة اور ملك اس کی اصل ملأكٌ ہے جو کہ الوكة سے مشتق ہے بمعنی رسالت اور الاحمر میں جائز ہے لحمر کیونکہ ہمزہ لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے لایا گیا تھا جو کہ ختم ہو گیا اور الحمر بھی پڑھنا اس میں جائز ہے،حرکت عارضی ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

انوارِ خادمیہ: ....

سوال: مہموز کو صحیح نہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: مہموز کو صحیح اس لیے نہیں کہتے کیونکہ ہمزہ حرف علت سے بدل جاتا ہے جبکہ صحیح میں ایسا نہیں ہوتا جیسے: اٰمن ، اومن ، ایمانا۔

مہموز کی اقسام:

مہموز کی تین قسمیں ہیں:

(1) مہموز الفاء (2) مہموز العین (3) مہموز الام

ہمزہ کا حکم حرکات وسکنات کے دخول میں حرف صحیح کی طرح ہے سوائے تین کاموں کے۔

(i) ہمزہ کو ماقبل حرف کے ساتھ تبدیل کر کے تخفیف کی جاتی ہے جب ہمزہ ساکن ہو اور ماقبل متحرک ہو تو اس کو ماقبل حرف

کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: راس، یوم، بیر جو کہ اصل میں رَأْس، یؤم بِئْر تھے۔

ہمزہ کو تبدیل کرنے کی وجہ:

ہمزہ کو تبدیل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف طبیعت کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ماقبل کے متحرک ہونے کی وجہ سے وہ مطالبہ کرتا ہے کہ حرف ہمزہ کو میرے مطابق حرف علت سے بدلا جائے۔

(ii) جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو اس ہمزہ کو نہیں بدلا جائے گا بلکہ بین بین پڑھا جائے گا۔

بین بین کی اقسام:

بین بین پڑھنے کی دو قسمیں ہیں:

(1) قریب یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق جو حرفِ علت بنتا ہے اس کے مخرج کے موافق پڑھنے کو کہتے ہیں۔

(2) بعید یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور ماقبل حرف کی حرکت کے موافق جو حرفِ علت بنتا ہے اس کے مخرج کے موافق پڑھنے کو کہتے ہیں۔

مگر جب ہمزہ مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلیں گے جیسے: مِئَرٌ کو مِیَرٌ، جُؤَنٌ کو جُوَن پڑھیں گے۔

سوال: ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اس کو حرفِ علت سے کیونکر بدلا گیا؟

جواب: ہمزہ مفتوح ہونے کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے جس طرح ساکن ہوتا ہے تو اس وجہ سے اس پر سکون والا حکم لاگو کیا گیا۔

سوال: سَئَلَ میں ہمزہ مفتوح ضعیف ہے تو اس ہمزہ کو حرفِ علت سے کیوں کر نہ تبدیل کیا گیا؟

جواب: ہمزہ کے ماقبل کا مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کا ضعیف ہونا جاتا رہا اور اس میں قوت آ گئی کیونکہ ان میں دو مفتوح اکٹھے ہو گئے ہیں۔

سوال: لا ھُناكَ اصل میں لا ھُنَاكَ تھا۔ تو اس میں ہمزہ کو حرفِ علت سے کیوں کر تبدیل نہ کیا گیا؟

جواب: اس میں ہمزہ کو حرفِ علت سے اس لیے تبدیل نہ کیا گیا کیونکہ یہ شاذ ہے۔

(iii) تیسرا مقام حذف کرنا ہے یعنی ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو ماقبل کے سکون کی وجہ سے اس کی طبیعت میں نرمی آ جاتی ہے تو اس نرمی کی وجہ سے ہمزہ کی حرکت کو ختم کر دیا جاتا ہے اور التقائے ساکنین ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے اور ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف کو دے دی جاتی ہے جیسے: مَسْئَلَةٌ سے مَسَلَة اگر اس کا ماقبل حرفِ صحیح ہو یا واؤ یا یاء اصلی ہوں یا زائد ہوں الحاق کے لیے۔ حرفِ صحیح کی مثال مسلۃ گزر چکی ہے۔

مَلَكَ اصل میں مَئلَاء تھا تو لام کو ہمزہ کی جگہ اور ہمزہ کو لام کی جگہ لائے تو مَلْاك بن گیا پھر مذکورہ قانون جاری ہوا تو مَلك بن گیا۔

و جَیَلٌ و حَوَبَة و اَبُوَ یُوب و یَغزُوَ خاہ و یَرمِیَ بَاہ وابتَغِیَ مرّہٗ و یجوزُ تحمیلُ الحرکۃِ علیٰ حروفِ العلّۃ فی ھذہِ المواضعِ نظراً لِقوّتھا وطروِّ الحرکۃِ۔ و اِذا کان ما قبلھا حرفُ لینٍ مزید نُظِر فان کان یاءً اَوَ واواً مَدَّتَین اَوَ ما تشابہ المدۃ کیاءِ التصغیر جُعلت مثل ما قبلھا ثم ادغِم لِاَنَّ نقلَ الحرکۃِ اِلی ھذہِ الاشیا۔ یُفضی اِلی تحمیلِ الضعیفِ فَیُدغم نحو خطیئۃ و مقروّۃ و اُفَیّس۔ فاِن قیل یلزَم تحمیلُ الضعیفِ طظایضاً فِی الادغام و ھی الیاءُ الثانیۃُ۔ قلنا الیاءُ الثانیۃُ اصلیۃً فلا تکون ضعیفۃً کیاءِ جَیَل ویاء یرمَی بَاہ۔ و اِن کانَ الفاً تُجعل بَیۡن بَیۡن لِاَنَّ الالفَ لا تحملُ الحرکَۃ والادغامَ نحو قائِل و سائِل۔ و اِذا اجتمعتُ ھمزتانِ و کانتِ الاُولی مفتوحۃً والثانیۃُ ساکنۃً تُقلب الثانیۃُ الفاً نحو اَجَرَ و آدَمَ۔ و اذا کانت الاولی مضمومۃ تقلب الثانیۃ واوا نحو او جرو اودم و اِذا کانتِ الاُولی مکسورۃً تُقلب الثانیۃُ یاءً نحو اِیۡسِرُ اِلّا فِی اَئِمَّۃ جُعلت ھمزتُھا الفاً کما فِی آجَرَ ثُم جُعلت یاءً و کُسرت لِاجتماع الساکنَین۔ و عند الکوفِیِّیۡنَ لا تُقلب بِالالفِ حتی لا یلزمَ اجتماعُ الساکنَین و قُرِئَ عندھم اَئِمَّۃَ الکفر۔ بالھمزتین فاِن قیل اجتماعُ الساکنَین فی حدِّھما جائزٌ فلِم لا یجوز فی آمَّۃ قلنا الالفُ فِی آمۃً لیستُ بمدّۃٍ فکیف یکونُ اجتماعُ الساکِنَین فِی حدِّھما۔ و اَمَا کُلَ و خُذُ و مُرُ فشاذ۔

ترجمہ:

اور جَیَلٌ، حَوَبَة، ابویوب، یغزو خاہ، یرمی باہ، ابتغی مرہ اور جائز ہے حرکت کا ڈالنا ان مقامات میں حروفِ علت پر ان کی طاقت کو دیکھتے ہوئے اور حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے اور جب ہمزہ سے پہلے کوئی حرف زائد ہو تو دیکھا جائے گا۔ اگر واؤ اور یاء مدہ ہو یا جو مدہ کے مشابہہ ہو جس طرح یائے تصغیر ہو تو ہمزہ کو ماقبل کی ہم جنس کیا جائے گا پھر ادغام کیا جائے گا کیونکہ ان جگہوں میں حرکت نقل کرنا ضعیف پر بوجھ ڈالنے کے مترادف ہے تو ادغام کیا جائے گا جیسے: خطیئة، مقروۃ، افیس۔ پس اگر کہا جائے کہ لازم آئے گا کمزور پر بوجھ ڈالنا ادغام کی صورت میں بھی اور وہ یاء ثانیہ ہے تو ہم کہیں گے کہ یاء ثانیہ اصلی ہے تو ضعیف نہ ہوگی جیسے: جیل اور یاء یرمی باہ اگر ماقبل الف ہو تو بین بین پڑھا جائے گا کیونکہ الف حرکت کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا اور نہ ادغام ہو سکتا ہے جیسے: قائل، سائل اور جب دو ہمزے جمع ہوں اور ان میں پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے کو الف سے تبدیل کر دیا جائے گا جیسے: اٰجر، اٰدم، اگر پہلا ہمزہ مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدلا جائے گا جیسے: اوجر، اودم اور جب پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلا جائے گا جیسے: ایسر مگر ائمة میں اس کے ہمزہ کو الف بنایا جائے گا جس طرح اٰجر میں، پھر الف کو یاء بنایا جائے گا اور کسرہ دیا جائے گا یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور کوفیوں کے نزدیک الف سے نہیں بدلا جائے گا تا کہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے اور ان کے نزدیک ائمة الکفر پڑھا

جائے گا اور اگر کہا جائے کہ اجتماع ساکنین علی حدہ جائز ہے تو آمّۃ میں کیوں جائز نہیں؟ تو ہم کہیں گے کہ آمّۃ میں الف مدہ نہیں تو کس طرح اجتماع ساکنین علی حدہ ہوا اور کل، خذ، مر شاذ ہیں۔

انوارِ خادمیہ: جَیَلٌ اصل میں جَیْئَلٌ تھا۔ ہمزہ متحرک اور ماقبل ساکن تھا تو اس ساکن کے پڑوس کی وجہ سے اس کی طبیعت میں نرمی آ گئی تو ہمزہ کی حرکت ختم کر دی۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا اور پھر ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے دی تو جیل ہو گیا۔

حَوَبَۃ اصل میں حَوْئَبَۃ تھا اس میں بھی مذکورہ تعلیل ہو گی۔

ابویوب اصل میں ابوایوب اور یغز و خاہ اصل میں یغز و اخاہ اور یرمی باہ اصل میں یرمی اباہ اور ابتغی مرہ اصل میں ابتغی امرۃ تھا۔

یغزو اور یرمی میں حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی کیونکہ واؤ اور یاء اصلی ہیں اور ابتغی میں حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی کیونکہ یہ بھی اصلی ہے لیکن کسرہ کی صورت میں توالی کسرات کی خرابی لازم آتی تھی تو یاء کو فتحہ دے دیا گیا۔

مذکورہ بالا مثالوں میں حروفِ علت پر حرکت کا آنا صحیح ہے کیونکہ ان میں کچھ حروف اصلی ہیں اور کچھ الحاق کے لیے ہیں اور حرکت بھی عارضی ہے۔

اگر ہمزہ سے پہلے کوئی حرف زائد ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ حرفِ مدہ واؤ یا یاء ہے یا ان کے مشابہہ یعنی یائے تصغیر ہے۔

مدہ کی تعریف: حرف علت ساکن اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو تو مدہ کہلائے گا۔

لین کی تعریف: حرف علت ساکن ہو تو اسے لین کہتے ہیں چاہے ماقبل کی حرکت اُس کے موافق ہو یا نہ ہو۔

اگر وہ زائد مدہ یا مشابہہ مدہ ہو تو ہمزہ کو اس کی ہم جنس کریں گے پھر جنس کا جنس میں ادغام کریں گے جیسے خطیّۃٌ۔

خطیّۃ اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا۔ ہمزہ متحرک ماقبل یا مدہ تو ہمزہ کو یاء کی مثل کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو خطیّۃ ہو گیا۔

مقروۃ اصل میں مقرُوْءَۃ تھا اور اُفَیّسٌ اصل میں اُفَیْئِسٌ تھا۔ ان میں بھی وہی تعلیل ہو گی جو خطیّۃ میں بیان ہوئی۔

سوال: ہمزہ کی حرکت کو ماقبل کو کیوں نہ دیا گیا؟

جواب: ہمزہ کی حرکت ماقبل کو نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ حروفِ علت ضعیف ہیں اور وہ حرکت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

سوال: ادغام کی صورت میں بھی تو حرکت یاء مدغم فیہ پر آ رہی ہے کیوں؟

جواب: دوسری یاء اصلی ہے اور وہ قوی ہے جس طرح جَیَل، یرمی باہ کی یاء کہ پہلی یاء الحاق کی وجہ سے اور دوسری اصلی ہونے کی وجہ سے قوی ہے۔

اگر ہمزہ متحرک سے پہلے الف ہو تو اسے بین بین پڑھیں گے کیونکہ حرکت الف پر داخل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی الف کا ادغام ہو سکتا ہے اس بناء پر اس کو بین بین پڑھا جائے گا۔

یعنی الف اور ہمزہ کی حرکت کے مخرج کے درمیان ادا کریں گے جیسے: سائل، قائل۔

جب دو ہمزے جمع ہو جائیں پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق ہمزہ ساکن کو حرفِ علت سے

تبدیل کردیں گے جیسے: اَءْ جَرَ سے اٰجر، اِئسَرَ سے اِیْسَرَ۔ اُؤْجَرَ سے اُوْجَرَ۔

بصریوں کا مذہب:

بصریوں کے نزدیک ائمة میں یہ قانون لاگو نہیں ہوگا کیونکہ وہ فرماتے ہیں ائمة اصل میں اَءَ مِمَةٌ تھا بروزن اَفْعِلَة۔ دو میم ہم جنس جمع ہوگئیں تو پہلی میم کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر میم کا میم میں ادغام کر دیا گیا تو ائمة بن گیا اور پھر دوسرے ہمزہ کو الف کر دیا گیا تو آمّة ہو گیا۔ الف اور میم مدغم ہونے سے التقائے ساکنین ہو گیا تو الف کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا پھر یاء کی مناسبت سے ہمزہ مکسور کر دیا گیا تو ایمة ہو گیا۔

نوٹ: مشہور قانون یہ ہے کہ ائمة اصل میں اَءَ مِمَةٌ تھا۔ میم کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور میم کا میم میں ادغام کر دیا تو ائمة ہو گیا اور پھر دو ہمزے جمع ہوئے ان کا اجتماع مکروہ تھا تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا کیونکہ وہ مکسور ہے تو ایمة ہو گیا۔

کوفیوں کا مذہب:

کوفی یہ فرماتے ہیں کہ ہمزہ کو الف سے تبدیل نہ کیا جائے گا تا کہ اجتماع ساکنین والی خرابی لازم نہ آ جائے۔ لہٰذا اَئِمة الکفر پڑھا جائے گا۔

سوال: اجتماع ساکنین علی حدہٖ جائز ہے تو آمّة میں دوسرا ساکن مدغم ہے اور پہلا حرف الف مدہ ہے اور کلمہ بھی ایک ہے تو یہ اجتماع ساکنین علی حدہٖ ہے۔ تو یہ جائز کیوں نہیں ہے؟

جواب: پہلا حرف مدہ نہیں ہے کیونکہ وہ حرفِ اصلی ہوتا ہے جب کہ یہ الف ہمزہ سے بدلا ہوا ہے جب مدہ نہیں تو اس لیے یہ جائز نہ ہوگا۔

سوال: اَءْ کُلْ سے کُلْ، اَءْ خُذْ سے خُذْ، اُءْ مُرْ سے مُرْ میں ضابطہ یعنی ہمزہ ساکنہ متحرکہ کے بعد واقع ہو تو اس کو ماقبل ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں یہاں کیوں جاری نہ ہوا؟

جواب: یہ شاذ ہے۔

و هذا اِذا كان فی كلمةٍ واحدةٍ۔ و اِذا كانتا فی كلمتَين تُخَفَّف الثانيةُ عند الخليلِ نحو قد جاءَ اَشْرَاطُها۔ و عند الحجازِ تُخفف كِلَاهما معا و عند بعضِ الْعربُ يُقحم بَيْنهما الفٌ للفصلِ نحوءَ اءَ نْتِ ظبيةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ۔ و لا تُخفّف الهمزةُ فِي اوّلِ الكلمةِ لقوّةِ المتكلمِ فِى الْابتداءِ۔ و تخفيفها بالحذفِ فی ناسٍ اَصْله اُناسٍ شاذٌ و كذالك فِى اللّٰه اصلُه اِلٰهٌ فحذفُوا الْهمزَة فصارَ لاهٌ ثم اَدْخِلُوْا عليه الْالفَ واللامَ فصارَ اَلْلاَ هُ ثم اُدْغم فی اللامِ فصارَ اللّٰهُ۔ و قيل اصلُه اَلْإِلٰه فَحُذفتِ الْهمزةُ فنُقلت حركةُ الْهمزةِ الیْ اللامِ فصار اَلِلاَه ثم اُدغمِ اللامُ فی اللامِ فصارَ اللّٰهُ كما يقال فی يَرىٰ اصلُه يَرْاَیُ فقلبتِ الياءُ الفاً لفتحة ما قبلَها ثم لِيُّنت الهمزةُ فاجتمع ثلٰثُ سواكن فَحُذف الْالفُ و

أُعطی حرکتها للراءِ فصارَ یَرٰی۔ وَ هذا التخفیفُ واجبٌ فی یرٰی دون اَخواتِه مع اجتماعِ حرفِ علةٍ بالهمزةِ فی الفعلِ الثقیلِ لکثرةِ الاستعمالِ۔ وَ مِن ثَمَّ لا یجب ینیٰ فی ینای و یَسَلُ فی یَسْأَل و مرَیً فی مرایً۔

ترجمہ:

اور مذکورہ احکام واجب لاگو ہوں گے جب ایک کلمہ میں ہوں اور جب دوکلمات میں ہوں تو امام خلیل کے نزدیک دوسرے ہمزہ میں تخفیف کی جائے گی جیسے جاء شراطها اور اہل حجاز کے نزدیک دونوں میں تخفیف کی جائے گی اکٹھے اور بعض عرب کے نزدیک ان دونوں کے درمیان الف فاصل داخل کیا جائے گا جیسے: ء ا ء نت طبیة ام اُمّ ما لم اور ہمزہ میں تخفیف نہیں کی جائے گی جب وہ اول کلمہ میں ہو ابتداء میں قوت متکلم کی وجہ سے اور تخفیف کرنا ناس میں جو اصل میں اناس تھا شاذ ہے۔ اسی طرح اسم اللہ میں جو کہ اصل میں الاہ تھا تو ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو لاہٌ ہوگیا پھر اس پر الف لام کو داخل کیا گیا تو اَلْلاہٌ بن گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا گیا تو اللہ ہوگیا اور کہا گیا ہے کہ اس کی اصل اَلْ اِلاہٌ تھی پھر ہمزہ (ثانیہ) کو حذف کر کے ہمزہ کی حرکت لام کی طرف نقل کی گئی تو اَلَلاہ ہوگیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا گیا تو اللہ ہوگیا جیسے یری میں کہا جاتا ہے اس کی اصل یَرْأَیُ تھی۔ تو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا اس کے ہمزہ کو ساکن کر دیا گیا تو تین ساکن جمع ہو گئے تو الف کو حذف کر کے اس کی حرکت راء کو دی تو یری ہوگیا اور یہ تخفیف دیگر اخوات کے سوا حرف یری میں واجب ہے باوجود جمع ہونے حرف علت کے ہمزہ کے ساتھ فعل ثقیل میں کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس وجہ سے ینی ینأی میں اور یسل یَسْئَلُ میں اور مری مَرْأَیٌ میں واجب نہیں۔

انوارِ خادمیہ: دو ہمزوں میں مذکورہ تخفیف بطریقہ ہمزہ کو حرفِ علت سے تبدیل کرنا یا حذف کرنا تب ہوگا جب ہمزتین ایک کلمہ میں ہوں اور اگر دو کلموں میں ہوں تو اس میں تین مؤقف ہیں:

(i) امام خلیل نحوی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف:

امام خلیل نحوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا جائے گا کیونکہ ثقل کا باعث بھی وہی بنا ہے جیسے: قد جاء اشراطها سے شراطها پڑھیں گے۔

(ii) اہل حجاز کا مؤقف:

اہل حجاز فرماتے ہیں کہ دونوں ہمزوں کو یکبارہی حذف کر دیا جائے گا کیونکہ تخفیف کا مقصود حاصل کرنا اسی طرح زیادہ مناسب ہے۔

(iii) بعض عرب کا مؤقف:

بعض عرب والے فرماتے ہیں کہ دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل کو لایا جائے گا محض تلفظ میں لکھنے میں نہیں ورنہ تین ہمزوں کے اجتماع کی خرابی لازم آئے گی جیسے ء اَءَ نْت طبیبة ام امّ سالم۔

اور جب ہمزہ ابتداء میں آجائے تو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ متکلم ابتداء میں بھرپور طاقت کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ تخفیف کا محتاج نہیں۔

(ب) دوسری وجہ یہ ہے کہ تخفیف کے ضمن میں مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں پائی جا رہی تو اس کو الف سے نہیں بدل سکتے کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے اور واؤ کو یاء سے نہیں بدل سکتے کیونکہ اس کا ماقبل دوسرا ہمزہ نہیں کہ اسے ساکن کر کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیں۔

مختصر یہ کہ کوئی صورت بھی نہیں پائی جا رہی اس لیے حذف نہیں کریں گے۔

اناس کو ناس پڑھنا یعنی ہمزہ کو شروع سے حذف کرنا شاذ ہے۔ اسی طرح اسم جلالت کے شروع سے ہمزہ کو حذف کرنا بھی شاذ ہے۔

اسم جلالت کی اصل میں دو موقف ہیں:

(i) اصل میں اِلَاہٌ تھا۔ ہمزہ اول کو حذف کر دیا گیا تو لَاہٌ ہو گیا پھر شروع میں الف لام تعریف لائے تو اَلْلَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا تو اللہ ہو گیا۔

(ii) اصل میں اَلْ اِلَاہُ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے اس کی حرکت ماقبل لام کو دی تو اَلِلَاہٌ ہو گیا پھر لام اوّل کو ساکن کر کے دوسرے لام میں ادغام کر دیا تو اللہ بن گیا۔

نقل حرکت جس طرح ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی ہے تو اس کی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے: یری اصل میں یَرْأَیُ تھا۔

یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو پھر ہمزہ کی حرکت گرا دی تو تین ساکن جمع ہو گئے تو ہمزہ کو حذف کر دیا اور اس کی حرکت ماقبل یاء کو دی تو یریٰ ہو گیا۔

یہ قاعدہ وجوبی وہاں لاگو ہو گا جہاں تین شرطیں پائی جائیں۔

(i) ہمزہ اور حرف علت کے درمیان التقائے ساکنین وارد ہو۔

(ii) فعل میں ہو رہا ہو۔ فعل ثقیل وہ ہوتا ہے کہ اس میں حدث اور زمانہ دونوں پائے جاتے ہیں۔

(iii) فعل کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

جس طرح یری میں ہمزہ و حرف علت کے درمیان فعل کثیر الاستعمال ہوا ہے تو یہاں وجوبی طور پر قانون لاگو ہو گا یعنی تعلیل کر کے یریٰ پڑھنا واجب ہے۔

ینئی کو ینیٰ پڑھنا جائز ہے واجب نہیں کیونکہ ایک شرط کثیر الاستعمال والی نہیں پائی گئی کیونکہ یہ قلیل الاستعمال ہے۔

یَسْئَلُ کو یَسَلُ پڑھنا جائز ہے کیونکہ ان میں ہمزہ کو ساکن کر کے سین اور ہمزہ کے درمیان التقائے ساکنین ہو رہا ہے اور دوسرا ساکن حرف علت نہیں۔

مَرْءَیٌ کو مَرِی پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ التقائے ساکنین اسم میں ہوا ہے فعل میں ہونے کی شرط نہ پائی گئی اس لیے

جوازی قانون لاگو ہوگا۔

و تقول فی اِلحاق الضمائر رأیٰ، رأیَا، راَوْا، رأت، رأتَا، رأَین الخ۔ واعلالُ الیاءِ سیجیٔ فی بابِ النَاقص۔ المستقبل یریٰ، یریَانِ، یرَوْنَ، یرَیْنَ، تریٰ، ترَیَانِ، یرَیْنَ، تریٰ، ترَیَانِ، ترَوْنَ، ترَیْنَ، ترَیَانِ، ترَیْنَ، اَریٰ۔ نَریٰ۔ و حُکم یرَوْنَ کحکمِ یَریٰ و لکن خذف الالف الذی فِی یرَوْنَ لِاجْتماع الساکنَین الالفُ و واوُ الجمع۔ و حرکةُ یاءِ یرَیَانِ طاریةٌ و لَا تُقلب الفاً لِانَّه لو قُلبت یجتمع الساکنانِ ثم یُحذف احدھُما فیلتبسُ بالواحدِ فی مثل لَنْ یَریٰ و اَن یَریٰ۔ و اصلُ تَرَیْنَ ترأَیِیْن علی وزن تفعلین فحُذفت الھمزة ثم نُقل حرکةُ الھمزةِ الی الراءِ کما فی تَرٰی فصارَ تَرَیِیْنَ ثم جُعلت الیاءُ الفاً لفتحةِ مَا قبلَھا فصارَ تَرَایْنَ ثم حُذفت الْالف لِاجْتماع الساکنَین فصارَ تَرین و سُوِّی بَیْنَه و بَین جمعِه واکتفی بالفرقِ التقدیری کما فی تَرْمِیْنَ و سیجیُٔ فی الناقصِ۔ و اذا دخلتِ النونُ الثقیلةُ فی الشرطِ کما فی قوله تعالیٰ فَاِمَّا ترینَّ مِن الْبشرِ احداً حذفتِ النونُ عنه علامةً للجزمِ و کُسرت یاءُ التانیثِ حتی یطرَّدَ بجمیع النوناتِ للتاکیدِ کما فی اِخْشَیَنَّ۔ و سیجیُٔ تمامُه فی بابِ اللفیف۔

ترجمہ:

اور ضمیروں کے الحاق کی صورت میں تو پڑھے گا۔ رأی، رأیا، راو، رأت، رأتا، رأین آخر تک اور یاء کی تعلیل عنقریب باب ناقص میں آئے گی۔ مستقبل کی گردان یری، یریان، یرون، تری، تریان، یرین، تری، تریان، ترون، ترین، تریان، ترین، اری، نری اور یرون کا حکم یری کے حکم کی طرح ہے لیکن الف جو یرون میں تھا کو حذف کر دیا گیا۔ الف اور واوِ جمع کے درمیان اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور یریان کی حرکت عارضی ہے اس کو الف سے نہیں بدلا جائے گا اس لیے کہ اگر اس کو بدلا گیا تو اجتماع ساکنین لازم آئے گا پھر ان دو میں ایک کو حذف کیا جائے گا تو لن یری، ان یری کی مثل میں واوو کے ساتھ التباس آئے گا اور ترین کا اصل تفعلین کے وزن پر تَرأَیِینَ ہے تو ہمزہ کو حذف کر کے اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل راء کو دی تو تَرَیِین ہوگیا پھر یاء کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا گیا تو پھر الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو ترین ہوگیا اور واحد اور جمع کے درمیان فرق تقدیری پر اکتفا کرتے ہوئے برابری کی گئی جس طرح ترمین میں اور عنقریب ناقص میں بیان ہوں گے اور جب شرط کے ساتھ نون ثقیلہ کو داخل کیا جائے جس طرح اللہ جل شانہٗ کے قول میں ہے: فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا۔ تو نون علامت جزم کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے اور یاء تانیث مکسور کر دی جاتی ہے تا کہ تمام نوناتِ تاکید کے ساتھ موافق ہو جائے جیسا کہ اخشین میں ہے اور عنقریب مکمل بیان باب لفیف میں آئے گا۔

انوارِ خادمیہ: ہمزہ کے ساتھ جب ضمائر ملحق ہو جائیں تو اس میں مخفف کس طرح ہوتی ہیں۔ مصنف ﷫ اس کا بیان فرما رہے ہیں۔

سوال: ضمائر کے الحاق کی مثال میں فعل ماضی کی گردان لکھ دی گئی لیکن ان کی تعلیل کا ذکر نہ فرمایا گیا۔ کیا وجہ ہے؟

جواب: مصنف ﷫ فرماتے ہیں کہ اس کے لام کلمہ میں حرفِ علت یاء ہے اور جس کے لام کلمہ میں حرفِ علت ہو اسے ناقص کہتے ہیں۔ اس لیے تعلیل و وضاحت باب ناقص میں آئے گی۔

مضارع کی گردان لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یرون کی تعلیل یری کی طرح ہے۔ یری جو کہ اصل میں یَرْأَیُ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور ہمزہ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو یری ہو گیا۔

اسی طرح یرون اصل میں یرءَ یُوْنَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا پھر ہمزہ کو ساکن کر دیا تو تین ساکن جمع ہو گئے پھر درمیان والے ساکن ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کی حرکت ہمزہ کے ماقبل راء کو دے دی تو یرون ہو گیا۔

سوال: یریان، تریان وغیرہ میں یا متحرک ماقبل مفتوح ہے پھر یاء کو الف سے کیوں نہ بدلا گیا؟

جواب: (الف) یاء کی حرکت الف کی وجہ سے عارضی ہے اور بدلنے کے لیے حرکت کا لازمی ہونا ضروری ہے۔

(ب) ہم آپ کی بات مان لیں تو دو الف جمع ہو جائیں گے لیکن ایک الف کو حذف کریں گے تو الف نون باقی رہ جائے گا اور جب کوئی عوامل نواصب و جوازم کے دخول کے وقت نون اعرابی بھی گر جائے گا جیسے: لن یرا، لم یری تو اس طرح واحد و تثنیہ میں التباس لازم آ جائے گا۔ اس وجہ سے یاء کو الف سے نہ بدلا گیا۔

تریین واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں تَرْیَئِیْن بروزن تفعلین تھا۔ ہمزہ کی حرکت کو ختم کر دیا گیا اور پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیا گیا تو تَرَیِین ہو گیا اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا اور پھر یاء اور الف کے درمیان التقائے ساکنین ہو گیا تو ترین ہو گیا۔

واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کا صیغہ ترَین ہی آتا ہے ان میں تقدیری فرق ہے کہ ان کی اصل میں جمع کا صیغہ تَرْأَیْنَ اور واحد کا صیغہ ترأیین آتا ہے۔

نوٹ: ان کی مکمل بحث باب ناقص میں آئے گی۔

اعلال کے بعد جب ترین ہوا تو اس پر حرفِ شرط اما کو داخل کیا تو نون اعرابی گر گیا اور پھر اما تری ہو گیا اور جب اس کے آخر میں نون ثقیلہ کا اضافہ کریں گے تو یاء اور نون مدغم کے درمیان التقائے ساکنین لازم آئے گا تو یائے تانیث کو کسرہ دیں گے تو ایک التقائے ساکنین ختم ہو جائے گا اور الساکن اذا حرك حرك بالكسر پر عمل ہو جائے اور نون ثقیلہ کے باقی نونات کے ساتھ موافقت ہو جائے جیسے: اِخشینَّ اصل میں اخشی تھا جب نون ثقیلہ آخر میں لگایا گیا تو نون مدغم اور یاء کے درمیان التقائے ساکنین لازم آیا پھر یاء کو کسرہ دیا تو اِخشینَّ بن گیا۔

نوٹ: یادر ہے کہ جب دو ساکن جمع ہوں اور پہلا مدہ نہ ہو تو واؤ کو ضمہ دیتے ہیں اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ اخشینَّ میں یہی قانون لاگو ہوتا ہے۔

اَلْاَمْرُ رَ رَیَا رَوْا ، رَیْ ، رَیَاء ، رَیِنَ۔ و لا یجعل الیاءُ الفاً فی رَیَا تبعاً لتریانِ و یجوزُ بھا الوقفُ مثل رَہْ فحذفَتْ ھمزتُہ کما فی ترىٰ ثم حُذفت الیاءُ لِاَجل السکونِ۔ و بالنونِ الثقیلۃِ رَیَنَّ ریانّ رَوُنَّ رَیِنَ رَیانّ ریَنانّ۔ و یجیٔ بالیاءِ فی رَیِّنَ لِانْعدام السکونِ کما فی اِرمِینَّ۔ وَ لَمْ تُحذف واوُ الجمعِ فی رَوُنَّ لِعدم ضمۃِ ما قبلَھَا بخلافِ اُغزُنَّ و اِرُمنَّ۔ و بالنونِ الخفیفۃِ رَیَنْ ، رَوُنْ ، رَیِنْ۔ والفاعلُ راءٍ الخ۔ و لا تُحذف ھمزتُہٗ کما یجیٔ فی المفعولِ و قیل لا تُحذف لِانَّ ما قبلَھا الفٌ والالفَ لا تقبل الحرکَۃ و لکن یجوزُ لكَ اَنْ تجعلَ بَیْنَ بَیْنَ کما فِی سأَلَ یَسْأَلُ وقِس علیٰ ھذا اَریٰ یُرِیٰ اِرَاءَ ۃ۔ و المفعولُ مری الخ۔ اصلُہٗ مَرْءُ ویٌ فاعِل کما فِی مھدِیٌّ و لا یجِب حذفَ الھمزۃِ لِانَّ وجوبَ الھمزۃِ فی فعلِہٖ غیرُ قیاسِیٍ کما مَرَّ فلا یستبتع المفعول و غیرَہٗ و تحذف فی نحو مری لکثرۃ مستبعیۃ و ھو اری یری واخواتھما۔ والموضع مرأی ، والالۃ مِرأی۔ و اِذا حُذفت الھمزۃُ فی ھذہِ الاشیاءِ یجوزُ بالقیاسِ علی نظائرِھا اِلَّا اَنَّہٗ غَیْرُ مستعملٍ۔ المجھول رُءِ یَ یُرٰی الخ۔

ترجمہ:

الامر رریا، رواری ریا رین اور ریاء میں یاء کو الف سے نہیں بدلا جائے گا تریان کی متابعت کی وجہ سے اور ھا کے ساتھ وقف بھی جائز ہے جیسے رہ پہلے تری کی طرح ہمزہ حذف ہوا پھر یاء سکون کی وجہ سے حذف کی گئی اور نون ثقیلہ کے ساتھ رین، ریان، رون، رَیَّن، ریّان، زینانّ اور رین یاء کے ساتھ آتا ہے عدم سکون کی وجہ سے جیسے ارمین میں اور رون میں واؤ جمع ماقبل مضموم نہ ہونے کی وجہ سے حذف نہ ہوئی بخلاف اغزنّ، ارمنّ کے اور نون خفیفہ کے ساتھ رین، رون، رین اور فاعل راء ہے الی آخرہ اور اس کا ہمزہ حذف نہیں ہوتا جس طرح کے مفعول کے بیان میں آئے گا اور کہا گیا ہے کہ حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اور لیکن تیرے لیے جائز ہے کہ سائل یسئل کی طرح بین بین پڑھنا اور اسی پر اری یری اراء ۃ کو قیاس کر اور مفعول مرئ الخ اس کی اصل مر ء وی تھی تو اس میں مھدی کی طرح تعلیل کی گئی اور ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں کیونکہ ہمزہ کے حذف کا وجوب اس کے فعل میں غیر قیاسی ہے جس طرح کہ پہلے گزرا تو مفعول وغیرہ اس کی اتباع طلب نہیں کرتے اور مرّی میں حذف کیا جائے گا کثرت قلب اتباع کی وجہ سے اور وہ اری یری اور اس کے اخوات بین اور ظرف مرّی اور آلہ مرِیّ ہے اور جب ہمزہ ان اشیاء میں حذف ہوا تو قیاس کے مطابق جائز ہونا چاہیے اس کے نظائر میں مگر وہ مستعمل نہیں اور مجہول رأی یری آخر تک ہیں۔

انوارِ خادمیہ: مصنف علیہ الرحمۃ ماضی، مضارع کی بحث سے فارغ ہو کر امر حاضر کا بیان فرماتے ہیں کہ امر کی گردان داع۔

سوال: پھر ذکر فرمایا کہ ریا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا تو یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب: تریان کی پیروی کرتے ہوئے یعنی کہ ریا تریان سے بنا ہے تو اس کی اتباع میں اس میں نہیں بدلا۔

راء کو وقف کی حالت میں ہ کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ رہ۔

تاکید مزید کے لیے جب آخر میں نون ثقیلہ لگاتے ہیں تو نون ثقیلہ وخفیفہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمزہ ماقبل متحرک ہو ورنہ التقائے ساکنین لازم آئے گا۔ اس لیے محذوف حرف علت کی وجہ سکون تھی تو جب وہ سکون ختم ہوگا تو وہ علت نہ رہی لہٰذا وہ حروف واپس لوٹ آئیں گے رَیَّن الخ۔ جیسے: ارم میں یا نہیں تھی۔

کیونکہ امر کا آخر ساکن ہوتا ہے۔ حرف علت کی وجہ سے یاء گر گئی تو ارم ہو پھر جب آخر میں نون ثقیلہ لگا تو یاء وسط کلمہ میں آ گئی اور سکون والی وجہ ختم ہوگئی کہ اس کا آخر ساکن ہوتا ہے۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا ماقبل متحرک ہو تو التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے صیغہ جمع مذکر حاضر یا نون تاکید ثقیلہ میں نون ثقیلہ کا ماقبل واؤ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔ جب اس واؤ کا ماقبل مضموم ہوتا کہ وہ ضمہ واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرے جیسے: اغزنَّ ارمنَّ جو اصل میں اغزون، ارمون تھے۔

لیکن رون میں واؤ کو ضمہ دے کر التقائے ساکنین کی خرابی سے نجات حاصل واؤ کو حذف نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ اس کا ماقبل مضموم نہیں تھا جو واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرتا۔

نون خفیفہ رین الخ اس میں تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغے نہیں آتے وجہ پہلے گزر چکی ہے۔

اسم فاعل راء آتا ہے اصل میں رای تھا تو یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو حذف کر دیا پھر یاء کا نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین لازم آیا تو یاء کو حذف کر دیا تو راء ہو گیا۔

سوال: راءٍ میں ہمزہ کو حذف کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: (الف) ہمزہ کا ماقبل الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا کہ حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دیں پھر ہمزہ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں۔

(ب) یری میں ہمزہ غیر قیاسی طور پر حذف ہوا اس لیے کہ وہ ماضی میں سلامت تھا اس لیے فاعل کو فعل پر قیاس نہیں کر سکتے۔

فاعل میں بین بین قریب پڑھ سکتے ہیں۔

رای یریٰ مجرد پر مزید فیہ اری یری کو قیاس کر لیں۔ یہ ضابطہ ہے کہ جس کی ماضی معروف میں تعلیل ہوئی ہو اس کی مجہول میں بھی تعلیل ہوگی اور جس کے مضارع معروف میں تعلیل نہیں تو اس کے مجہول میں بھی تعلیل نہیں ہوگی۔

اسم مفعول مَرْءِیٌّ آتا ہے جو اصل میں مرءوی تھا۔ تو اس میں مهدی کی طرح تعلیل کی گئی واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہو گئیں پھر پہلی ساکن دوسری متحرک تھی تو تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو مرءُیٌّ ہوا پھر یاء کے موافق حرکت

کسرہ ماقبل کودی تو مر ء ی ہوگیا۔

اس میں بھی ہمزہ حذف نہیں ہوا کیونکہ اس کے فعل میں خلاف قیاس تعلیل کی گئی تو مفعول کو اپنی اتباع میں فعل نہیں لے گا۔

باب افعال سے مُرًی اسم مفعول کا صیغہ آتا ہے جو اصل میں مُرْ ءَ یٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا ضمہ کو حذف کر دیا گیا پھر یاء کو نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا پھر ہمزہ کو ساکن پر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا پھر ہمزہ کی حرکت ماقبل راء کو دی تو مرًی ہوگیا۔

سوال: مرًی میں ہمزہ کو کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: اس کے فعل ماضی ومضارع امرونہی میں تعلیل ہوئی تو ان کی پیروی میں یہاں حذف ہوئی۔

اسم ظرف مَرًی اصل میں مَرْ ءَ یٌ تھا۔ اسم آلہ مِرًی تھا اصل میں مِرْأیٌ تھا مذکورہ تعلیل کو پیش نظر رکھ کر یہاں تعلیل فرما لیں۔

سوال: جب (مجرد) اسم ظرف، آلہ، مفعول میں ہمزہ کا حذف کرنا جائز ہے تو باب افعال مضارع، امرونہی میں بھی جائز ہونا چاہیے؟

جواب: اس طرح مستعمل کلام عرب میں نہیں ہیں اور مجہول رأی یری ہے الخ۔

المهموز الفا يجيءِ مِن خمسة ابْوابٍ نحو اَخذ يأخُذ و اَدَبَ يَادِبُ واهَبَ يَاهَبُ و اَرِجَ يَارَجُ و اَسَلَ يَاسُلَ۔ والمهموز العين يجيء من ثلٰثةِ اَبواب نحو رَاىٰ يرىٰ و يئس ييئس و لؤم يلؤم۔ والمهموزُ اللّام يجيءِ مِن اَربعةِ ابْواب نحو هَنأ يَهْنِئُ و سَبَأ و صدِئ يَصْدَأ و جَرُؤ يَجْرُؤ و لا يجيء فِي الْمضاعفِ اِلَّا مهموزُ الفاء نحو اَنَّ۔ و لا تَقَعِ الهمزةُ موضَع حروفِ الْعلةِ و مِن ثَم لا يجيء فى المثالِ اِلَّا مهموزُ الْعينِ واللامِ نحو وَ أدَ و وَ جَأَ۔ و فى الْاجْوَفِ اِلَّا مهموز الفاء واللامِ نحو آن و جَاءَ و فى الناقصِ اِلَّا مهموزُ الفاءِ والعينِ نحو ارٰى و رَاىٰ۔ و فى اللفيفِ المفروقِ اِلَّا مهموز العين نحو وَاىٰ و فى المقرون اِلَّا مهموزُ الفاء نحو اوٰى۔ و تكتب الهمزة فِي الاوَّل على سورةِ الْالف فى كُلّ الْاحوالِ نحو اَب و اُمٌّ و اِبِل لخفةِ الْالفِ و قُوَّةِ الكاتبِ عند الْابتداءِ على وَضْع الحركاتِ و فِي الْوسطِ اذا كانت ساكنةً على و فقِ حركةِ ما قبلَها نحو رَأْس و لُؤْم و ذِئْب الْمشاكَلَةِ۔ و اِذا كانت متحركةً على وفقِ حركةِ نفسها حتى تُعلم حركتُها نحو لَسأَل وَ لَؤُمَ و سَئِمَ۔ و اذا كانت فى آخرِ الكلمةِ تكتب على وفقِ حركةِ ما قبلَها لاَعلىٰ وفقِ حركةِ نفسِها لِانَّ الحركةَ الطرفيةَ عارضيةٌ نحو قَرَأ و جَرُؤَ وَ فَتِئَ۔ و اِذا كانتْ ما قبلَها ساكناً لا تكتب على صُورةِ شئٍ لطروِّ حركتها و عدمِ حركةِ ما قبلَها نحو خبْءٍ و دفْءٍ و بُرْءٍ۔

ترجمہ:

اور مہموز الفاء پانچ بابوں سے آتا ہے جیسے: اخذ یأخذ (نصر ینصر) ادب یادب (ضرب یضرب) اھب یھب (فتح یفتح) ارح یرح (سمع یسمع) اسل یاسل (کرم یکرم) اور مہموز العین تین بابوں سے آتا ہے جیسے رای یری (فتح یفتح) یئس ییئس (سمع یسمع) لؤم یلؤم (کرم یکرم) اور مہموز اللام چار بابوں سے آتا ہے جیسے: ھَنَأَ یھنئی (ضرب یضرب) سَبِئَا یسبأ (فتح یفتح) صَدِئ یصدی (سمع یسمع) جرئ یجری (کرم یکرم)

اور مضاعف میں حرفِ مہموز الفاء جیسے اَنَّ یَانُّ اور حرفِ علت کی جگہ ہمزہ واقع نہیں ہوتا اسی وجہ سے مثال میں مہموز العین و مہموز اللام آتے ہیں جیسے، و أدو، وَ جَاْو۔

اور اجوف میں مہموز الفاء اور لام آتے ہیں جیسے: ائی اور جاء اور ناقص میں مہموز الفاء اور عین آتے ہیں جیسے: اری، رای اور لفیف مفروق میں مہموز العین آیا ہے جیسے: وای اور مقرون میں مہموز الفاء آتا ہے جیسے: اوی اور ہمزہ ابتداء میں ہر حال میں الف کی شکل رکھا جاتا ہے جیسے: اب، ام، ابل الف کے خفیف ہونے کی وجہ اور ابتداء میں وضع حرکات پر لکھنے والے کی قوت کی وجہ سے اور درمیان میں اگر ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق رکھا جاتا ہے جیسے: رأس، یؤم، ذئب۔ مشاکلت کی وجہ سے اور اگر متحرک ہو تو اپنی حرکت کے موافق لکھا جائے گا تاکہ اس کی حرکت پہچانی جائے جیسے: سأل، لؤم، سئم اور جب کلمہ کے آخر میں ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق لکھا جائے گا نہ کہ اپنی حرکت کے موافق کیونکہ اس کی حرکت طرف میں عارضی ہے جیسے: قرأ، جرؤ، فتئی اور جب اس کا ماقبل ساکن ہو تو کسی ایک صورت میں نہیں لکھی جاتی حرکت کے عارضی ہونے اور ماقبل کے ساکن ہونے کی وجہ سے جیسے: خبء ذوء برء۔

انوارِ خادمیہ: مہموز الفاء، عین، لام (فتح، ضرب) سمع، کرم سے سب آتے ہیں۔

صرف فاء سے دو باب زائد آتے ہیں۔ ضرب اور نصر۔

مہموز اللام میں صرف ایک باب زیادہ ہوتا ہے جیسے: ضرب۔

جہاں حرفِ علت داخل ہو تو وہاں ہمزہ داخل نہیں ہوگا۔ مثال کی صورت میں مہموز العین و لام آئے گا۔

اجوف کی صورت میں مہموز الفاء و لام آئے گا۔

ناقص کی صورت میں مہموز الفاء و عین آئے گا۔

لفیف مفروق کی صورت میں مہموز العین آئے گا۔

لفیف مقرون کی صورت میں مہموز الفاء آئے گا۔

سوال: ہمزہ ابتداء میں ہوگا یا درمیان میں یا آخر میں؟

جواب: اگر ابتداء میں ہو تو خفت کی وجہ سے اور کاتب کی قوت کی وجہ سے حرکات کو لکھنے میں الف کی صورت میں رکھا جائے گا مطلقاً اور اگر درمیان میں ہو تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا ساکن ہوگا یا تو متحرک۔ ساکن کی صورت میں ماقبل کی حرکت کے

موافق لکھا جائے گا مشابہت کی وجہ سے تاکہ ہمزہ ساکن ماقبل مثلاً مفتوح ہوتو فتحہ کا تلفظ الف آتا ہے تو خط میں بھی الف ہی لکھا جائے گا تاکہ لفظ اور خط موافق ہو جائیں۔

اگر خود ہمزہ متحرک ہوتو اس کی حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اس کی صورت میں لکھا جائے گا تاکہ اس کی اپنی حرکت پہچانی جائے۔

اگر آخر میں ہوتو اس کی دو صورتیں ہیں اس کا ماقبل متحرک ہوگا یا نہیں۔ متحرک کی صورت میں ماقبل حرکت کے موافق جو حرف علت بنتا ہے اُس کی شکل میں لکھا جائے گا کیونکہ اس کی اپنی حرکت طرف میں ہے اور عارضی ہے تو اس بناء پر اس کو اعتبار نہ کیا جائے گا۔

اگر ماقبل ساکن ہوتو کسی معین صورت میں نہیں لکھا جائے گا۔

مثالیں متن سے ملاحظہ فرمائیں۔

الباب الرابع فی المثال

(چوتھا باب مثال کے بیان میں)

و یقالُ للمعتل الفاء مثالٌ لانَّ ماضیَہٗ مثلُ ماضِی الصحیح و قِیل لِانَّ امرَہٗ مثلُ امرِ الاجوفِ نحو عِدْ وزِنْ و ھو یجیٔ مِن خمسۃِ ابوابٍ۔ و لا یجیٔ مِن فعَل یفعُل اِلَّا وَجَدَ یَجُدُ فِی لغۃِ بَنی عامرٍ فَحُذف الواوُ فی یجد فی لغتِھم لثقِل الواوِ مع ضمۃِ مَا بعدھَا و قِیل ھذہ لغۃٌ ضعیفۃٌ فَاتَّبَعَ لِیَعُدَ فِی الحذفِ۔ وحکمُ الواوِ والیَاءِ اِذا وقعتاً فی اوّلِ الکلمۃِ کَحُکم حرفِ الصحیحِ نحو وَعد و وُعِد و وَقَر و یَنَع لِقوَّۃ المتکلمِ عند الابتداءِ و قِیل اِنَّ الاِعْلَالِ اِنَّمَا یکونُ بالسکونِ اَوْ بالقلبِ اِلٰی حرفِ العلّۃِ او بالحذفِ۔ وَ ثَلاثتُہا لا تُمکِنُ اَمَّا السکونُ فلِتعذرِہٖ لِانَّہ مبتدأٌ والابتداءُ مِن الساکنِ متعذرٌ و کذا القلبُ لِانَّ المقلوبَ بِہٖ غالباً یکونُ بحرفِ العلۃِ الساکنۃِ و اَمَّا الحذفُ فلنقصانِہٖ مِن القدرِ الصالح فِی الثلاثِیْ۔ وَ اَمَّا فی المزیدِ فلاتّباع الثلاثی فی الزوائدِ نحو اَوْلَجَ یُوْلِجُ اِیْلاجا۔

ترجمہ:

اور معتل الفاء کو مثال کہتے ہیں اس لیے کہ اس کی ماضی صحیح کی ماضی کی طرح ہے اور کہا گیا ہے اس کا امر اجوف کے امر کی طرح ہے جیسے: عِدْ اور زِنْ۔ اور وہ پانچ ابواب سے آتا ہے اور فعَلَ یَفعُلُ سے نہیں آتا مگر وَجَدَ یَجِدُ بنی عامر کی لغت میں پس یَجِدُ میں واؤ حذف کی گئی ہے ان کی لغت میں واؤ کے مابعد ضمہ کے ساتھ ثقیل ہونے کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ

ضعیف لغت ہے تو حذف میں یَعِدُ کے تابع ہے اور واؤ اور یاء کا حکم جب کلمہ کے شروع میں آئیں حرف صحیح کے حکم کی طرح جیسے: وَعَدَ اور وُعِد اور وقر اور ینع ابتداء میں متکلم کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ اعلال سکون کے ساتھ ہے یا بدلنے کے ساتھ یا حذف کرنے کے ساتھ اور وہ تینوں ممکن نہیں بہر حال سکون کو اس کے متعذر ہونے کی وجہ سے کیونکہ ابتداء ہے اور ابتداء بالسکون محال ہے اور اسی طرح تبدیل کرنا کیونکہ جس کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے۔ حرف اکثر حرف علت ساکن آتا ہے اور حذف سے کلمہ ثلاثی میں قدر صالح سے کم ہو جاتا ہے اور مزید فیہ میں ثلاثی مجرد کی اتباع کی وجہ سے جیسے اولج یولج ایلاجاً۔

انوارِ خادمیہ: فاء کلمہ کے مقابلے میں اگر حرف علت ہو تو اسے معتل الفاء کہا جاتا ہے۔

اگر واؤ ہو تو واوی اور یاء ہو تو یائی کہا جاتا ہے۔

معتل الفاء کو مثال بھی کہتے ہیں۔

سوال: معتل الفاء کو مثال کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (الف) اس کی ماضی عدم اعلال میں صحیح کی ماضی کی طرح ہے جیسے: وَعَدَ۔

(ب) اس کا امر اجوف کے امر کی طرح ہے جیسے: عِدْ اور اجوف زان سے زن آتا ہے۔

مثال درج ذیل پانچ ابواب سے آتا ہے سوائے نصر کے اور بنی عامر کی لغت میں وجد یجد آتا ہے۔

سوال: یجد میں واؤ کس طرح حذف ہوئی حالانکہ اس کا ماقبل یاء تو ہے لیکن مابعد مکسور نہیں؟

جواب: (الف) واؤ دو ضموں کے قائم مقام ہے اور اس کے مابعد بھی مضموم ہے اس ثقل کی وجہ سے واؤ کو حذف کیا گیا۔

(ب) ان کی لغت ضعیف ہونے کی وجہ سے یَعِدُ کی پیروی میں حذف کیا گیا۔

سوال: حرف علت جب ابتداء میں آجائے تو اس میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (الف) تعلیل کے ذریعے تخفیف کرتے ہیں جبکہ ابتداء میں متکلم قوی ہوتا ہے جس بناء پر اُس تخفیف کی ضرورت نہیں۔

(ب) اعلال کی تین صورتیں ہیں اور وہ تینوں یہاں واقع نہیں ہوسکتیں۔

(i) سکون کے ساتھ اس لیے نہیں کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے۔

(ii) تبدیلی کے ساتھ اس لیے نہیں کہ اکثر طور پر حرف علت سے تبدیل ہوتی ہے اور حرف علت پہلے موجود ہے اور یہ تحصیل حاصل ہے اور جس حرف علت سے بدلا جاتا ہے وہ ساکن ہوتا ہے تو پھر ابتداء بالسکون والی خرابی لازم آئے گی۔

(iii) حذف کے ساتھ اس لیے نہیں کہ ثلاثی مجرد میں قدر صالح یعنی (تین حروف) سے کم ہو جائیں گے رہی بات مزید فیہ میں تو وہ فرع ہے اس بناء پر اصل کی اتباع یعنی ثلاثی مجرد کی وجہ سے۔

و لا یُعوّض بالتاءِ فِی الْاوَّل و الْاٰخرِ حتی لا یلتبسَ بالمستقبل و المصدرِ فی نفسِ الحروف۔

و مِن ثَمَّ لا یجوز اِدْخالُ التاءِ فِی الْاوَّل فی العدةِ لِلالتباسِ بالمستقبل و یجوزُ فی التَّکلان لِعدمِ الالتباسِ۔ و عند سیبویہ یجوز حذفُ التاءِ کما فی قولِ الشاعرِ ...... و اَخْلَفُوْکَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذی وَعَدُوْا لِاَنَّ التعویضَ مِنَ الْامورِ الْجائِزةِ عنده۔ و عند الفرّاءِ لا یجوز الحذفُ لِانّها عوضٌ مِن الحُروفِ الْاصلیِّ الا فِی الْاضافةِ لِانَّ الْاضافةَ تقومُ مقامَها و کذالك حکمُ الْاقامةِ والْاستقامة و نحوِهما وَ مِن ثَم حُذفت التاءُ فِی قولِهٖ تعالٰی و اِقَامَ الصَّلٰوۃ و تقولُ فِی اِلْحاقِ الضمائرِ وَعَدَ وَعَدَا وَعَدُوْا الخ و یجوزَ فی وَعَدْتِ اِدْغامُ الدالِ فی التاءِ لِقُرب المخرج۔ المستقبلُ یعِدُ الخ اصلَهٗ یَوْعِدُ فَحُذف الواوُ لِاَنَّهٗ یلزَمُ الخروجُ مِن الکسرةِ التقدیریةِ اِلی الضمةِ التقدیریةِ و مِن الضمةِ التقدیریةِ اِلی الکسرةِ الحقیقةِ و مثلَ هٰذا ثقیلٌ و مِن ثَمَّ لا یجیء لغةٌ علٰی وزن فَعِل و فُعِل اِلّا حِبُك و دُئِل۔ و حُذفت فی تَعِدُ و اَخَوَاتِهٖ ایضا للمشاکلةِ و حذَفت فی مثلِ تَضَعَ لِاَنَّ اصلَهٗ تَوْضِعُ فَحُذف الواوُ ثُمَّ جَعل تَضَعُ مفتوحاً نظرا اِلی حرفِ الحلقِ لِانُ حرفَ الْحلقِ ثقیلٌ والکسرة ایضاً ثقیلةٌ فَاُبْدلتِ الکسرةُ فتحةً و لا تُحذف فِی یَوْعِدُ لِاَنَّ اصلَهٗ یاَوْعِدَ۔ اَلْامر عِد الخ۔ الفاعلُ واعدٌ۔ المفعولُ مَوْعُوْدٌ۔ والموضِعُ مَوْعِد۔ والآلَةُ مِیْعَدٌ اصلَهٗ مِوعَدٌ فَقلبت الواوُ یاءً لِکسرة ما قبلَها و هُم یُقلبون بالحاجزِ فی نحوِ قِنیَة فبغیرِ حاجزٍ یکون اَقْلَبَ۔

ترجمہ:

اور تا اول اور آخر میں بطورِ عوض نہیں لائی جا سکتی تا کہ التباس لازم نہ آئے۔ مضارع اور مصدر کے ساتھ حروف کے اعتبار سے اور اسی وجہ سے عدۃ کے شروع میں تا لانا جائز نہیں مستقبل کے ساتھ التباس کی وجہ سے اور عدم التباس کی وجہ سے تکلان میں جائز ہے اور امام سیبویہ کے نزدیک تاء کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ قول شاعر:

اور اپنے کیے ہوئے وعدوں میں مخالفت کی آپ کی۔

اس شعر میں کیونکہ ان کے نزدیک حذف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ (تا) حرف اصلی کے بدلے میں ہے مگر اضافت کی صورت میں اس لیے کہ اضافت حرف کے قائم مقام ہوتی ہے اور اسی طرح اقامہ، استقامہ اور ان جیسے دیگر کا حکم ہے اور اسی وجہ سے اللہ جل شانہٗ کے فرمان و اقام الصلوۃ میں تاء کو حذف کیا گیا ہے۔

اور ضمیروں کے لاحق میں آپ پڑھیں گے وعد، وعدا، وعدوا آخر تک اور وعدت میں جائز ہے دال کا تاء میں ادغام کرنا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے فعل مستقبل اور آخر تک اس کی اصل یوعد تھی تو واؤ کو حذف کیا گیا کیونکہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری کی جانب اور ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی جانب خروج لازم آتا ہے اور اس کی مثل ثقل ہے اس وجہ سے فِعُلٌ، فُعِلٌ کے وزن پر کوئی اسم نہیں آتا مگر حِبُكٌ، دُئِلٌ اور تَعِدُ اور اس کے اخوات میں حذف مشاکلت کی وجہ سے ہے

اور تضع کی مثل میں حذف کرنا کیونکہ اس کی اصل توضع تھی تو واؤ کو حذف کیا گیا پھر تضع کو مفتوح بنایا گیا حروف حلقی کی طرف نظر کرتے ہوئے کیونکہ حرف حلقی ثقیل ہے اور کسرہ بھی ثقیل ہے تو کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کر دیا گیا اور یوعد میں حذف نہیں ہوئی کیونکہ اس کی اصل یاوعد اور امر سے عد آخر تک ہے۔ فاعل واعد، مفعول، موعود، ظرف، موعد آلہ میعد اس کی اصل موعد تھی تو ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور وہ مانع موجود ہونے کے باوجود قنیة کی مثل میں بدلتے ہیں تو بغیر مانع کے واؤ کا بدلنا بطریق اولیٰ ہوگا۔

انوارِ خادمیہ: وعد میں اگر واؤ کو حذف کرنے سے ثلاثی میں قدر صالح سے حروف کم ہوتے تھے تو اس کے عوض تاء کو لاتے ہیں شروع میں تاء لگانے سے فعل مضارع کے ساتھ اور آخر میں مصدر کے ساتھ نفس حروف میں التباس لازم آتا ہے نہ کہ حرکات وسکنات میں چونکہ عموماً حرکات وسکنات کلام عرب میں نہیں لکھے جاتے اس لیے نفس حروف تو ایک جیسے ہیں اس لیے التباس لازم آتا ہے۔

سوال: وہ تاء جو کسی حرف کے حذف ہونے کے عوض لگائی جاتی ہے۔

جواب: (الف) امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ جائز ہے اس لیے تاء کا عوض میں لانا ایک جائز امر ہے تو حذف کرنا بھی جائز ہونا چاہیے اور بطور استشہاد کلام عرب سے ایک شعر پیش کیا جو کہ متن میں گزرا۔

(ب) امام فرا کہتے ہیں کہ تاء کو حذف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ تاء اگرچہ زائدہ ہے لیکن حرف اصلی کے بدلے میں ہے تو عوض کا حذف کرنا معوض کا حذف ہوگا جو کہ جائز نہیں ہاں البتہ اضافت کی صورت میں تا کو حذف کرنا جائز ہوگا کیونکہ مضاف اس تاء کے قائم مقام ہو جائے گا اور امام سیبویہ نے جو دلیل پیش کی ہے تاء کے حذف ہونے کی حالت اضافت میں ان کا دعویٰ عام تھا، دلیل خاص دی جسے ہم بھی جائز کہتے ہیں۔ مصدر کی تاء کو بھی اضافت کی حالت میں حذف کرنا جائز ہے جیسے اقام الصلوة فعل ماضی وعدت میں دال کو تاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء کرنا اور پھر تاء کا تاء میں ادغام کرنا جائز ہے۔

سوال: فعل مضارع یوعد میں واؤ کیوں حذف کی گئی؟

جواب: واؤ یا مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی تو اس کو حذف کر دیا گیا تو یوعد سے یعد بن گیا۔

تعد وغیرہ صیغوں میں یعد کی پیروی کی گئی ہے۔

واؤ کو حذف نہ کرتے تو یاء جو کہ دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اور واؤ جو کہ دو ضموں کے قائم مقام ہوتا ہے تو اس حالت میں اب کسرہ تقدیری یعنی یاء سے خروج لازم آتا۔ ضمہ تقدیری یعنی واؤ کی طرف اور پھر ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا جو کہ ثقیل تھا اس بناء پر واؤ کو حذف کر دیا گیا۔

اس ثقل کی وجہ سے کلام عرب میں حِبُكٌ ، دُئِلٌ کے سوا کوئی وزن استعمال نہیں ہوا۔

تضع جو کہ اصل میں توضع تھا واؤ ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور کے درمیان واقع ہوئی تو واؤ کو حذف کر دیا گیا۔ پھر عین حروف حلقی میں سے تھا جو کہ ثقیل ہے اور ماقبل کسرہ وہ بھی ثقیل ہے اس وجہ سے ماقبل کو فتحہ دے دیا گیا تو تضع بن گیا۔

نوٹ: خیال رہے کہ تعلیل سماعی ہے قیاسی نہیں کہ اس پر کسی دوسرے کلمہ کو قیاس کیا جا سکے۔

سوال: اوعد یوعد میں واوٗ کے حذف نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: واوٗ کے یاء مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان پائے جانے کی شرط نہ پائی گئی تو اس وجہ سے واوٗ حذف نہ ہوئی۔

یوعد اصل میں یا وعد تھا۔ واحد متکلم میں دو ہمزوں کے اجتماع کی وجہ سے ایک ہمزہ کو حذف کر دیا گیا تو اس کی پیروی کرتے ہوئے تمام دوسرے صیغوں سے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اصلی صورت میں واوٗ یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں اس لیے حذف نہیں ہوئی۔

اسم آلہ میعدٌ اصل میں موعدٌ تھا۔ واوٗ ساکن ماقبل مکسور تو واوٗ کو یاء سے بدل دیا تو میعدٌ ہو گیا۔

کلام عرب سے استشہاد پیش کرتے ہیں کہ قنوة سے قنية کہا جاتا ہے حالانکہ واوٗ کا ماقبل نون مانع ہے اس کے باوجود واوٗ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے تو جہاں کوئی مانع وحاجز نہیں تو وہاں پر بدلنا بدرجہ اولیٰ بہتر ہوگا جیسے: موعد سے میعد۔

الباب الخامس فى الاجوف

(پانچواں باب اجوف کے بیان میں)

و يُقال لهٗ اَجْوف لِخُلوّ جَوْفِهٖ عن الحرفِ الصحيحِ و يُقال له ذُوالثلاثةِ علىٰ ثلاثةِ اَحْرُفٍ فِى الْماضِى الْمتكلمِ نحو قُلْتُ و بِعْت و هو يجئُ مِن ثلاثةِ اَبوابٍ نحو قَالَ يقولُ و باعَ يبيعُ و خافَ يخافُ۔ و اَمَّا طالَ يطُولُ فهو طوِيل من كَرُم يكرُمُ فلغةُ بَنِى تميمٍ فِى هٰذا الْبابِ۔ (الضابطة الجيدة) و قال بعضُ الصرفيِيْنَ اَصَلاً شاملاً فى بابِ الْاِعلال يخرجُ جميعُ المسائلِ مِنْه۔ و هو قولُهم اِنَّ الْاعلالَ فِى حروفِ الْعِلَّةِ فى غيرِ الْفاءِ يَتَصور على ستةَ عشرَ وجهاً لِانَّه يَتَصور فى حروفِ الْعِلَّة اربعةُ اَوْجُهٍ الحركاتُ الثلاثُ والسكونُ و فيما قبلَها ايضاً كذالك فاضْرِبِ الْاربعةَ فِى الْاربعة حتى يصلَ لكَ ستةَ عشرَ وجهاً ثم اُترك السَاكنةَ الَّتِىْ فَوْقَها ساكنٌ لِتعذْرِ اجْتماعِ الساكنَين فبقِىَ لكَ خمسةَ عشَر وجهاً۔ اَلاربعة اِذا كانَ ما قبلَها مفتوحاً القَوْل و بَيْعَ و خَوِفَ و طَولَ و لا يُعلّ الْاُولى لِانَّ حرفَ العلَّةِ اِذا سُكنت جُعلت مِن جنسِ حركةِ ما قبلَها لِلِيْن عريكةِ الساكنِ واستدعاءِ ما قبلَها نحو مِيْزان اصلُه موزان و يُوْسر اصلُه ييسر اِلّا اذا انفتَح ما قبلَها لا تَقلب لخفةِ الفتحةِ والسكونِ و عند بعضِهم يجوزُ الْقلب نحو القال و يعلّ نحو اَغْزَيْتُ اصلُهٗ اَغْزَوْتُ بواوِ ساكنة تبعاً لِيُغْزىٰ، و يُعَلُّ فى نحو كَيْنُونَةٍ مع سكونِ الْواوِ وانفتِاح ما قبلَها لِانَّ اصلَهٗ كَوْ ينَوْنَةِ

عند الْخَلِيْلِ فأُبْدِلَ الواوُ ياءً فادغمت كما فِي مَيِّتٍ ثم خفف فصارَ كَيْنُونة كما خُفِّفت فى ميت قيل اصلُها كُوْنونة بضمِ الْكافِ ثُمَّ فُتح حتى لَا يصيرَ واواً فِى نحوِ الصَيْرورة والغَيْبوبة والقَيْلولة ثُمَّ جُعلت الواوُ ياء تبعاً لِلْيائياتِ لِكثرتِها۔ و من ثَم قِيل لَا يجيْئ مِنَ الْواوِيات غيرُ الْكَيْنونة والدَيْمومةِ والسَيدودةِ والهَيْعوعةِ۔

ترجمہ:

اور اس کو اجوف کہتے ہیں حرف صحیح سے جوف خالی ہونے کی وجہ سے اور اسے ذو ثلاثہ بھی کہتے ہیں۔ ماضی کے متکلم صیغے میں تین حروف پر اس کے مشتمل ہونے کی وجہ سے جیسے قلت ، بعنت اور وہ تین ابواب سے آتا ہے جیسے قال یقول ، باع یبیع ، خاف یخاف اور بہرحال طال یطول فھو طویل کرم یکرم سے پس لغت بنی تمیم ہے اس باب میں اور بعض صرفیوں نے اعلال کے باب میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جو اعلال کے تمام مسائل کو شامل ہے جس سے اعلال کے تمام مسائل حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کا قول کہ بے شک اعلال حروف علت میں فاء کلمہ کے سوا سولہ اقسام میں متصور ہیں کیونکہ حروف علت میں چار صورتیں متصور ہیں۔ حرکات ثلاثہ اور سکون اور یہ ہی چار صورتیں ماقبل میں بھی متصور ہیں تو چار کو چار سے ضرب دیں تا کہ تجھے سولہ قسمیں حاصل ہوں پھر اس قسم کو چھوڑ دیا جائے کہ جو خود ساکن ہو اور ماقبل بھی ساکن ہو اجتماع ساکنین کے ناجائز ہونے کی وجہ سے تو تیرے لیے پندرہ قسمیں بچ جائیں گی۔ چار جب اس کا ماقبل مفتوح ہو جیسے: قول ، بیع ، خوف ، طول اور پہلے میں تعلیل نہ کی جائے گی اس لیے کہ حرف علت جب ساکن ہو تو اس کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق بنایا جاتا ہے۔ ساکن کی طبعی نرمی اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: میزان اس کی اصل موذان ہے۔

یوسر اس کی اصل ییسر ہے مگر جب اس کا ماقبل مفتوح ہو تو فتحہ کی خفت اور سکون کی وجہ سے نہیں بدلا جائے گا اور بعض کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے: القال اور اغزیت۔

اغزیت جو کہ اصل میں اغزوت تھا واؤ ساکنہ کے ساتھ یغزی کی اتباع میں تعلیل کی جائے گی اور کینونة میں تعلیل کی جائے گی واؤ کے سکون اور ماقبل مفتوح ہونے کے باوجود۔

کیونکہ اس کی اصل کیونونة تھا۔ امام خلیل کے نزدیک تو اس میں ادغام کیا گیا تو کینونة ہو گیا جیسا کہ میت میں اس کی اصل میوت تھی۔ پھر تخفیف کی گئی تو کینونة ہو گیا جس طرح میت میں تخفیف کی گئی اور بعض نے کہا اس کی اصل کونونة تھی کاف کے ضمہ کے ساتھ پھر فتحہ دے دیا گیا تا کہ یاء واؤ نہ بن جائے جیسے: الصیرورة اور الغیبوبة اور القیلولة پھر واؤ کو یاء کر دیا گیا یائیات کے تابع کر کے اس کی کثرت کی وجہ سے اور اسی سے کہا گیا ہے واویات سے کینونة ، دیمومة سیدودة اور ھیعوعة کے علاوہ کلام عرب میں مستعمل نہیں۔

انوارِ خادمیہ: پانچواں باب اجوف کے بیان میں ہے اور اجوف کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ اجوف جوف سے بنا ہے۔

جوف پیٹ کو کہتے ہیں اور اکثر اوقات پیٹ خالی رہتا ہے اور پیٹ درمیان میں ہوتا ہے تو اجوف میں بھی کلمہ کا درمیان حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے اور حرفِ علت کے درمیان میں ہوتا ہے جیسے: پیٹ درمیان میں اس لیے اس کو اجوف کہا جاتا ہے۔

اجوف کا دوسرا نام ذو ثلاثہ بھی ہے اس لیے کہ اس کے واحد متکلم کے صیغے میں تین حروف باقی رہ جاتے ہیں جیسے خفت وغیرہ۔

سوال: واحد مذکر غائب، واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر میں بھی تو تین حروف رہ جاتے ہیں تو صرف واحد متکلم کا ذکر ہی کیوں کیا گیا؟

جواب: متکلم اصل ہے کہ اس سے فعل صادر ہوتا ہے اور باقی فرع ہیں اس لیے اصل کا ذکر کر دیا گیا اور ایک بات یہ بھی ہے کہ ذکر نہ کرنا شئی کے عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔

سوال: اجوف تین بابوں ضرب یضرب، نصر ینصر، سمع یسمع سے آتا ہے تو پھر طال یطول کرم سے کیوں آیا ہے؟

جواب: یہ بنی تمیم کی لغت ہے۔

بعض صرفیوں نے تعلیل اجوف وناقص کا جامع قاعدہ بیان کیا ہے جس سے تمام مسائل تعلیل اجوف وناقص حل ہو جاتے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ حروفِ علت پر حرکاتِ ثلاثہ ہوں گی یا سکون اور اسی طرح ماقبل بھی ہوگا تو چار کو چار سے ضرب دینے سے سولہ صورتیں بنیں گی۔ ایک قسم ختم کر دی جائے گی وہ صورت یہ ہے کہ جب حرفِ علت ساکن اور ماقبل بھی ساکن ہو تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے یہ قسم ختم ہو جائے گی باقی پندرہ قسمیں بچ جائیں گی۔

درجِ بالا قاعدہ کو درجِ ذیل نقشہ سے ذہن نشین کر لیں۔

حرفِ علت	ماقبل
ساکن	
مفتوح	
مضموم	
مکسور	

....

حرفِ علت	ماقبل: ساکن	مفتوح	مضموم	مکسور	
ساکن	X				3=
مفتوح					4=
مضموم					4=

مکسور $\frac{4}{15}=$

میزان پندرہ ہوئے۔ ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ ماقبل مفتوح ہو اور حرف علت میں حرکات ثلاثہ اور سکون ہو جیسے: قول، بیع، خوف، طول سے باع، خاف، طال بن جائے گا البتہ پہلی صورت میں یعنی جس وقت حرف علت ساکن ہو اور ماقبل مفتوح ہو، میں تعلیل نہ ہوگی۔

دراصل قانون یہ ہے کہ حرفِ علت ساکن ماقبل متحرک ہو تو حرفِ علت کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلتے ہیں ساکن کی طبع نرمی اور ماقبل کے تقاضے کی وجہ سے جیسے: موذان سے میزان، ییسر سے یوسر۔

مگر جب ماقبل مفتوح ہو تو تعلیل نہ ہوگی اس لیے کہ حرفِ علت ساکن بذاتِ خود نرمی والا ہے لہٰذا تعلیل کی جاتی ہے ثقل کی وجہ سے جو کہ یہاں نہیں۔ اس لیے تعلیل نہ ہوگی اور بعض اس میں بھی تعلیل کے قائل ہیں قَول سے القَال پڑھنے میں۔

سوال: اغزیت میں ماقبل مفتوح حرفِ علت ساکن ہے۔ پھر واؤ کو یاء کیوں بنایا اس طرح کرنے سے آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا؟

جواب: اغزوت میں تعلیل قاعدہ کی وجہ سے نہیں کی بلکہ فعل مضارع کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے وہاں واؤ طرف میں واقع ہوئی تو یاء سے بدل گئی تو اُس کی اتباع میں یہاں بھی یاء سے بدل دی۔

سوال: کینونۃ کان یکون سے مصدر ہے تو اصل میں کونونۃ تھا۔ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے تو اس میں تعلیل کیوں کی گئی؟

جواب: اس کی اصل میں اختلاف ہے۔

(الف) امام خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل کیونونۃ پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئے ان میں پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو کینونۃ بن گیا جیسے: میت اصل میں میوتٌ تھا پھر میتٌ بن گیا۔ پھر تخفیف کر دی گئی تو میت کی طرح کینونۃ بن گیا۔

واؤ کو یاء اس لیے کیا گیا کہ وہ دونوں ایک ہی کلمہ میں جمع ہو گئے نہ کہ ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے۔

(ب) اس کی اصل کونونۃ تھی۔ ہر وہ مصدر جو فعلولۃ کے وزن پر ہو تو اجوف یائی میں اُس کے فاء کلمہ کو فتحہ دیتے ہیں تا کہ ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے یاء واؤ میں نہ بدل جائے جیسے: الصیرورۃ، الغیبوبۃ، القیلولۃ میں کیا اجوف واوی کو یائی پر قیاس کرتے ہوئے طرد للباب فاء کلمہ کو فتحہ دیا تو کونونۃ بن گیا۔ پھر واؤ کو یاء سے تبدیل کیا تا کہ یائی کے تابع ہو جائے تو کینونۃ ہو گیا۔

سوال: واوی کو یائی کیا لیکن اُس کا برعکس یعنی یائی کو واوی کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: (الف) یائی کو واوی نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یائی اس وزن پر کثیر الاستعمال ہے تو کثیر ہونے کے اعتبار کی وجہ سے واوی کو یائی کر دیا گیا تو یہ حاصل ہوا کہ واؤ ماقبل مفتوح نہیں بلکہ مضموم ہے۔

(ب) واؤ کو ماقبل مفتوح کی وجہ سے نہیں بدلا بلکہ یائی کے تابع کرنے کی وجہ سے بدلا۔ اس وجہ سے کہ واوی سے واوی میں فعلولة کا وزن قلیل الاستعمال ہے۔

دلیل یہ ہے کہ کینونة ، دیمومة اور سیدودة اور هیعوة ہی چار وزن مستعمل ہے اس کے علاوہ اس کا استعمال نہیں۔

قال ابنُ جنی فی الثلاثةِ الْاخیرةِ تسکن حروفُ العلة للْخفةِ ثم تقلب الفاً لِاستدْعاءِ الْفتحةِ و لِیْن عریکةِ الساکنِ اذا کُنَّ فِی فِعْل او فی اسم عَلٰی وزنِ فعل اذا کان حرکتُهن غیرَ عارضیةٍ و تکون فتحةُ ما قبلَها لا فِی حکمِ السکونِ و لا یکونُ فی معنَی الکلمةِ اضطراب و لا یجتمع فیها اعْلالانِ و لا یلزمُ ضَمُّ حروفِ الْعلّةِ فی المضارعةِ وَ لا یتْرك للدلالةِ علَی الْاصلِ۔ و من ثم یُعلُّ نحو قَالَ اصلُهٗ قَوَلَ و نحو دارِ اصلُهٗ دَوَرٌ لِوجودِ الشرائط الْمذکورةِ و یعل مثل دِیارِ تبعاً لواحدہٖ ومثل قیام تبعاً لفعِلهٖ و مِثل سِیاط تبعا لِواحدہٖ و هی مشابهة بالفِ دارِ فی کونها میتة اَعْنی تعلُّ هذه الْاشیاء وَ اِنْ لم تکُنْ فعلاً و لا اسماً علٰی وزنِ فِعْلٍ للمتابعة۔

ترجمہ:

اور ابن جنی نے آخری تین کے بارے میں کہا ہے کہ حروف علت کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جائے گا پھر الف سے بدل دیا جائے گا فتحہ کے طلب اور ساکن کی طبیعت کے نرم ہونے کی وجہ سے ہے جب وہ فعل یا ایسے اسم میں ہوں جو فعل کے وزن پر ہو اور جب اُن کی حرکت عارضی نہ ہو اور ماقبل فتح سکون کے حکم میں نہ ہو اور کلمہ کے معنی میں اضطراب نہ ہو اور نہ دو اعلال اس میں جمع ہوں اور فعل مضارع میں حرف علت پر ضمہ لازم نہ آتا ہو اور نہ اصل پر دلالت کرنے کے لیے چھوڑا گیا ہو اور اس لیے کہ قال جو اصل میں قول تھا اور دار اصل دور تھا۔ میں مذکورہ شرائط پائے جانے کی وجہ سے اعلال کیا جاتا ہے اور دیار کی مثل میں اپنے واحد کی اتباع میں اور قیام کی مثل میں اپنے فعل کی اتباع میں اعلال کیا جاتا ہے اور سیاط کی مثل میں اپنے واحد کی اتباع میں اور وہ ساکن ہونے میں دار کی الف کے مشابہہ ہے یعنی ان اشیاء میں تعلیل کی جاتی ہے اگر چہ نہ تو وہ خود افعال ہیں اور نہ ہی اسم ہیں۔ افعال کے وزن پر متابعت کی وجہ سے اعلال کیا جاتا ہے۔

انوارِ خادمیہ: ابن جنی یعنی ابو یعقوب یوسف سکا کی نے آخری تین کے بارے میں فرمایا ہے کہ آخری تین سے مراد جب حرف علت متحرک ہو اور ماقبل بھی متحرک مضموم ہو تو اُن میں اعلال کس طرح ہوگا؟

ابن جنی فرماتے ہیں کہ حرف علت کو ساکن کر دیا جائے گا پھر سکون کی وجہ سے حرف علت میں نرمی ہو جائے گی اور ماقبل مضموم کے تقاضے کی وجہ سے حرف علت ماقبل کی حرکت کے موافق الف سے بدل دیا جائے گا جیسے: بیع ، خوف ، طول ، باع ، خاف ، طال لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ حرف علت کو متحرک ہی رہنے دیا جائے گا اور ماقبل مفتوح کے تقاضے و مطلب کی بناء پر حرف علت کو الف سے بدل دیا جائے گا کیونکہ طلب قوی ہے تو حرف علت الف سے تبدیل کر دیا جائے گا۔

سکون کی حالت میں ماقبل مفتوح ہوگا تو تبدیل کرنا جائز ہی نہیں جیسے کہ ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ نے قول کی مثال کو ترک کر کے واضح کر

دیا اور جیسا کہ ابھی پیچھے اس کا ذکر ہوا کہ حرفِ علت ساکن ہونے کی وجہ سے خفیف ہو جائے گا اور ماقبل بھی مفتوح ہونے کی وجہ سے پہلے سے ہی خفیف ہے تو اعلال کی وجہ باقی نہ رہی۔

تعلیل کی سات شرائط:

تعلیل کرنے کے لیے سات شرائط ہیں:

(i) حرفِ علت فعل میں واقع ہو یا ایسے اسم میں جو فعل کے وزن پر ہو جیسے: قَوَلَ، اسم بروزن فعل کی مثال ہے۔

(ii) حرفِ علت پر حرکت عارضی نہ ہو بلکہ اصلی ہو جیسے: جَيَلٌ اس میں یاء پر حرکت عارضی ہے جو کہ اصل میں جَیْئَلٌ تھا۔

(iii) حرفِ علت کے ماقبل حرفِ صحیح کا فتحہ عارضی نہ ہو جیسے: عَوِدَ جو اعود کے معنی میں ہے تو اعود میں فاء کلمہ ساکن ہے۔

(iv) کلمہ میں اضطراب نہ ہو یعنی حرکت کا معنی نہ ہو جیسے: حَيَوَان میں یاء کی حرکت حیوان میں صاحب حیات کے متحرک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(v) ماضی میں اگر اعلال کیا جائے تو مضارع میں یاء پر ضمہ آنا لازم نہ آئے جیسے: حَيّي سے حیا پھر مضارع یحیی۔

(vi) پہلے اس کلمہ میں کوئی اعلال نہ ہوا ہو جیسے: طوی۔

(vii) کلمہ اپنی اصلی حالت میں اس لیے رکھا گیا ہو کہ اُس کی اصلیت کا پتہ چل جائے جیسا کہ قودٌ کا معنی ہے قصاص لینا اور قاء کا معنی ہے قیادت کرنا اگر اعلال کر دیں گے تو اصلی مقصد فوت ہو جائے گا۔

اسی وجہ سے قول سے قال، دَوَرٌ سے دار پڑھا جاتا ہے کیونکہ مذکورہ شرائط پائی جا رہی ہیں۔

سوال: دیار اور قیام میں کیوں تعلیل کی گئی حالانکہ ان میں مذکورہ شرائط معدوم ہیں؟

جواب: دیار میں اس لیے تعلیل کی گئی ہے کہ اس کے واحد دور میں تعلیل کی گئی ہے اس کی پیروی کرتے ہوئے دیار میں بھی تعلیل کر دی گئی۔

قیام میں فعل قام کی اتباع میں تعلیل کی گئی ہے۔

سوال: سیاط میں کیوں تعلیل کی گئی ہے حالانکہ اس کے واحد سوط میں تعلیل نہیں ہوئی؟

جواب: سوط کی مشابہت ہے دار کے ساتھ کیونکہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے اور اس کا بھی، تو چونکہ دار میں تعلیل ہوئی تو دیار میں بھی ہوئی تو سوط کی مشابہت دار کے ساتھ ہوئی تو سوط کی جمع میں بھی تعلیل کر دی گئی۔

و لا يُعلُّ نحوُ الحوَكَةِ و الخَوَنَةِ و جَيَدَىٰ و صَوَرَىٰ لِخرجِهِنَّ عن وزنِ الفعلِ لعلامةِ التانيثِ۔ و نحو دَعَو القومِ لِطروٌ الحركةِ و نحو عَوِرَ واجْتَوَرَ لِانَّ الحركةَ العينِ والتاءِ فى حُكمِ السكونِ اَىْ فى حُكمِ عَيَنِ اعوَرَّ و اَلِفَ تَجاوَرَ و نحوُ حَيَوَان حتى يدلَّ حركتُهٗ على اضطرابِ معنَاهٗ والمَوَتَانَ محمولٌ عَلَيَهِ لِانَّهٗ نقيضُهٗ و نحو طوىٰ حتى لا يجتمعَ فيه اِعْلالانِ و طوَيَا محمولٌ عليه

و اِن لم یجتمعْ فیه اِعْلالان و نحو حَیِیَ حتی لا یلزمَ ضَمُّ الْیاءِ فِی الْمستقبل اَعْنی اِذا قُلْت حایَ یجیُّ مستقبلُهٗ یُحَایَ و نحوَ القَوَد حتی یدلَّ علَی الْاصلِ اْلاربَعة اِذا کان ما قبلَها مضموماً نحو مُیسِرٌ و بُیِعَ و یغزُوُ و لن یَدْعُوَا تُجعل فِی الْاولیٰ واواً لضمةِ ما قبلَها و لینِ عریکةِ الساکنِ فصارَ مُوسِراً و فی الثانیة تُسکن للخفةِ ثُم تُجعل واواً لضمةِ ما قبلَها و لینِ عریکةِ الساکنِ فصارَ بُوعَ۔ و اذا جُعِلَتْ حرکةُ ما قبل حرفِ العلَّةِ مِنْ جِنسِه فصارَ حینئذٍ بِیْعَ۔ و تُسکن فی الثالثةِ لِلْخفةِ فصارَ یَغْزُوْ۔ وَلا یعلُّ فِی الرابعةِ لخفةِ الفتحةِ وَمِن ثم لَایُعلُّ غُیَبَةٌ و نُوَمَةٌ۔

ترجمہ:

اور اعلال نہیں کیا جاتا مثل حوکة ، خونة ، جیدی ، صوری میں وزن فعل سے نکلنے کی وجہ سے علامت تانیث کی وجہ سے اور جیسے دعوا القوم میں حرکت عارضی ہونے کی وجہ سے اور جیسے عَوِد ، اجتور ، اس لیے کہ عین اور تاء کی حرکت سکون کے حکم میں ہے یعنی عَوِر کی عین اور تجاور کے الف کا حکم میں ہے اور جیسے: حیوان تاکہ حرکت معانی کے اضطراب پر دلالت کرے اور موتان اسی حیوان پر محمول ہے اس لیے کہ وہ اس کی نقیض ہے اور جیسا طوی تاکہ نہ جمع ہو اس میں دو اعلال اور طوَیَ اسی پر محمول ہے اگرچہ اس میں دو اعلال جمع نہیں ہوتے جیسے حییّ تاکہ فعل مضارع میں یاء پر ضمہ آنا لازم نہ آئے یعنی جب تو حیا ماضی کہے گا تو اُس کا مضارع یُحای آئے گا اور جیسے قود تاکہ اپنی اصل پر دلالت کرے چار وہ ہیں جب اُس کا ماقبل مضموم ہو جیسے: میسر ، بیع ، یغز ، لن یدعو کی پہلی صورت میں ماقبل ضمہ ہے اور ساکن کی طبیعت نرم ہونے کی وجہ سے واؤ سے تبدیل کیا جائے گا تو مُوسِرٌ ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں یاء کو ساکن کر دیا جائے گا خفت کے لیے پھر ماقبل ضمہ اور ساکن کی طبیعت نرم ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدلا جائے گا تو بُوع ہو جائے گا اور جب ماقبل حرف علت کی حرکت حرف علت کی جنس سے کریں گے تو اُس وقت بِیْعَ ہو جائے گا اور تیسری صورت میں حرف علت کو خفت کے لیے ساکن کیا جائے گا تو یغزو ہو جائے گا اور چوتھی صورت میں فتحہ کے حذف ہونے کی وجہ سے اعلال نہیں کیا جائے گا اور اسی وجہ سے غیبة اور نومة میں اعلال نہیں کیا جاتا۔

الانوارِ خادمیہ: مذکورہ بالا قانون کی وضاحت کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ احترازی مثالیں لاتے ہیں جو کہ حوکة ، خونة ، جیدی اور صوری میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی کیونکہ یہ اسماء نہیں ہیں اور افعال کے وزن پر بھی نہیں ہیں۔ پہلی دو میں تاء علامت تانیث ہے اور یہ تاء خاصہ ہے اسم کا اور تاء ساکنہ خاصہ ہے فعل کا جیسے: ضَرَبَتْ۔

باقی دو مثالوں میں الف مکسورہ ہے جو اسم پر داخل ہوتی ہے جیسے: حُبلی۔

اگر اسم فعل کے وزن پر ہو تو تعلیل ہوگی شرط مفقود ہوئی تو تعلیل نہ ہوگی۔

دعوا القوم واؤ کی حرکت عارضی ہے جو التقائے ساکنین کی وجہ سے لائی گئی ہے۔ تعلیل کے لیے حرکت کا اصلی ہونا ضروری ہے۔ عود ، اجتور میں عین اور تاء کی حرکت سکون کے حکم میں ہے اس لیے کہ رنگ و عیب باب افعالّ سے آتا

ہےاور ہمسائیگی و پڑوسی والا معنی باب تفاعل سے آتا ہے۔

توعَوِد اعود کے معنی میں اور اجتور تجاور کے معنی میں ہے توان کا ماقبل حکم سکون میں ہے اس لیے تعلیل نہیں کی گئی اور حیوان میں اس لیے تعلیل نہیں کی گئی تا کہ اس کی حرکت معنی کے اضطراب پر دلالت کرے اور موتان چونکہ حیوان کی نقیض ہے تو اسے حیوان پر محمول کریں گے۔

طویٰ میں تعلیل اس لیے نہیں کی گئی تا کہ دو اعلال جمع نہ ہوں طویا کو طویٰ پر محمول کرلیا گیا۔

حیّی میں اس لیے نہیں تا کہ مضارع یحایٌ بننے کی صورت میں یاء ضعیف پر ضمہ ثقیل کا آنا لازم نہ آئے اور قود میں اس لیے نہیں کی تا کہ اپنی اصل پر دلالت کرے۔

پندرہ میں سے چار قسمیں یہ ہیں کہ جب ماقبل حرفِ علت کا مضموم ہو۔

(i) حرفِ علت ساکن ہو جیسے: مُیْسر ساکن کی نرم طبیعت اور ماقبل ضمہ کی وجہ سے حرفِ علت یاء کو واؤ سے بدل کر موسر پڑھیں گے۔

(ii) حرفِ علت مکسور ہو جیسے: بیع اس میں دو لغتیں ہیں۔ (الف) ردّی لغت یہ ہے کہ یاء کو ساکن کریں گے خفت کے لیے تو ساکن کی طبیعت کی نرمی اور ماقبل مضموم کی وجہ سے واؤ سے بدل کر پڑھیں گے جیسے: بوع۔

(ب) فصیح لغت یہ ہے کہ یاء کو خفت کے لیے ساکن کریں گے اور ماقبل کی حرکت یاء کے موافق مکسور کریں گے جیسے: بِیُعَ پڑھیں گے۔

(iii) حرفِ علت مضموم ہو۔ یغزو میں حرفِ علت کو خفت کے لیے ساکن کریں گے اور یغزو پڑھیں گے۔

(iv) حرفِ علت مفتوح ہو۔ لن یدعوا تو اس میں تعلیل نہیں کریں گے اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور تعلیل خفت پیدا کرنے کے لیے کی جاتی ہے تو یہاں پر خفت پہلے سے موجود ہے اس لیے غیبَة اور نومة میں تعلیل نہیں کرتے۔

الاربعة اذا كان ما قبلها مكسورا نحو مِوْزَان و دَاعِوَة و رَضِيُوْا وَ تَرْمِيِيْنَ۔ فَفِي الْاولىٰ تجعل ياءً لما مرَّ و فِي الثانيةِ تجعل ياءً لاستدعاءِ ما قبلَها و لِين عريكة الفتحة فصارَ دَاعِيَة۔ و لا يُعلُّ مثل دِوَل لِانَّ الاسماء التّى بمشتقةٍ مِنَ الْفِعْلِ لا يعلُّ لِخِفَّتِهَا اِلَّا اِذا كان علىٰ وزنِ الفعلِ فحينئذٍ يجوزُ الْاعلالُ فيهِ وَ هُوَ لَيس عَلٰى وزْن الْفعلِ۔ و فى الثالثةِ تسكن للخفةِ ثُمَّ تُحذف لِاجْتماع الساكنَين فصارَ رَضُوْا۔ والرابعةُ مثلُها فِى الْاعلالِ۔ اَلثَّلاثةُ اِذا كانَ ما قبلَها ساكناً نحو يَخْوَفُ و يَبيع و يَقْوُلُ تُعْطى حركاتِهِنَّ الى ما قبلَهُنَّ لِضُعْفِ حرفِ الْعلَّةِ و قُوَّةِ الْحرفِ الصحيح۔ ولكن يُجْعل فِي يَخْوَفُ الْفاَ لِفتحةِ ما قبلَها و لِين عريكةِ الساكنِ الْعارِضِيّ بخلافِ الْخَوْفِ فصِرْنَ يَخَافُ و يَبِيْعُ و يَقُوْلُ۔

ترجمہ:

چار وہ ہیں جب اس کا ماقبل مکسور ہو جیسے موذان، داعیوۃ، رضیوا، ترمیین تو پہلی صورت میں واؤ کو یاء کر دیتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور دوسری صورت میں ماقبل کی طلب اور فتحہ کی نرمی کی وجہ (واؤ) کو یاء بنایا جاتا ہے اور دول کی مثال میں اعلال نہیں کیا جاتا کیونکہ ان اسماء میں جو فعل سے مشتق نہ ہو اس کی خفت کی وجہ سے اعلال نہیں کیا جاتا مگر جب فعل کے وزن پر ہو تو اس میں اعلال کرنا جائز ہوتا ہے اور وہ فعل کے وزن پر نہیں ہیں اور تیسری صورت میں خفت کے لیے ساکن کیا جاتا ہے پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا جاتا ہے تو وہ ہو جائے گا رضوا اور چوتھی صورت میں تیسری کی مثل ہے تعلیل میں۔ تین وہ ہیں جب اس کا ماقبل ساکن ہو یخوف، یبیع، یقول، ان کی حرکات ماقبل کو دے دی جائیں گی۔ حرف علت کے ضعیف اور حرفِ صحیح کے قوی ہونے کی وجہ سے لیکن یخوف میں الف بنایا جائے گا ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے اور ساکن عارضی کی نرمی کی وجہ سے بخلاف خوف کے تو ہو جائیں گے یخاف، یقول، یبیع۔

انوارِ خادمیہ: ان پندرہ اقسام میں سے چار قسمیں یہ ہیں:

(i) حرفِ علت کا ماقبل مکسور ہو اور حرفِ علت ساکن ہو جیسے موذان سے میزان۔ اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ii) حرفِ علت مفتوح اور ماقبل مکسور ہو جیسے: دَاعِوَۃ میں ماقبل کے تقاضے اور حرفِ علت پر فتحہ کی نرمی کی وجہ سے یاء میں تبدیل ہو کر داعیۃ ہو جائے گا۔

سوال: دِوَل میں اعلال کیوں نہ ہوا حالانکہ یہاں واؤ مفتوح اور ماقبل مکسور ہے؟

جواب: اعلال کے لیے دو شرطیں ہیں:

(i) وہ اسم فعل سے مشتق ہو۔

(ii) فعل کے وزن پر ہو۔

دونوں شرطیں دول میں مفقود ہیں جس بناء پر اس میں اعلال ناممکن ہے۔

اگر مشتق نہ ہو تو پھر بھی اعلال کرنا جائز ہے جبکہ وہ فعل کے وزن پر ہو اور یہ حالانکہ فعل کے وزن پر بھی نہیں ہے۔

(iii) رَضِیُوْا میں یاء کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جاتا ہے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کی حرکت ماقبل کو دے دی جاتی ہے تو رَضوا بن جاتا ہے۔

(iv) ترمیین میں پہلی یاء کو خفت کے لیے ساکن کر دیا جاتا ہے پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا جاتا ہے تو ترمین بن جاتا ہے۔

پندرہ قسموں میں سے آخری تین قسمیں درج ذیل ہیں کہ جب حرفِ علت کا ماقبل ساکن ہو۔

(1) حرفِ علت خود مفتوح ہو جیسے: یخوف۔

(2) حرفِ علت مکسور ہو جیسے: یبیع۔

(3) حرفِ علت مضموم ہو جیسے: یقول۔

ان تینوں صورتوں میں حرفِ علت پر حرکت ہے اور حرفِ علت ضعیف ہے اس لیے اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل حرفِ صحیح کو دیں گے جو کہ قوی ہے۔

پہلی صورت میں ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے اور حرفِ علت کے عارضی ساکن ہونے کی نرمی کی وجہ سے حرفِ علت سے تبدیل کر دیں گے اور باقی دو میں صرف حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دے دیں گے تو یخاف، یقول، یبیع ہو جائے گا۔

سوال: آپ نے پہلے بیان کیا تھا کہ حرفِ علت ساکن ہو اور ماقبل مفتوح ہو تو حرفِ علت سکون کی وجہ سے خفیف ہے اور ماقبل فتحہ بھی خفیف ہے اس لیے اعلال نہیں کر سکتے جبکہ اعلال ثقل کی بناء پر کیا جاتا ہے تو جب یہاں ثقل نہیں تو اعلال کیونکر؟ اور اسی قانون کو یخوف سے یخاف بناتے وقت قانون کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا گیا حالانکہ اس میں بھی حرفِ علت ساکن ہے اور ماقبل مفتوح ہے؟ نیز خوف، قول وغیرہ میں کیوں اعلال نہیں کیا حالانکہ وہ بھی یخوف کی طرح حرفِ علت ساکن اور ماقبل مفتوح ہے؟

جواب: حرفِ علت ساکن ماقبل مفتوح تو ہے لیکن حرفِ علت کا سکون عارضی ہے تو عارضی سکون خفت کا باعث نہیں بنتا اس لیے کہ تقدیراً اس پر حرکت ہوتی ہے۔ اس بناء پر اس میں اعلال کیا جاتا ہے بخلاف خوف، قول وغیرہ کے ان میں حرفِ علت کا سکون اصلی ہے اور ماقبل حرفِ مفتوح ہے تو اصلی سکون خفت کا باعث نہیں بنتا اس لیے ان میں اعلال نہیں کیا گیا۔

پندرہ قسمیں اور ان کے احکام ذہن نشین کرنے کے لیے نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

اجوف و ناقص میں اعلال کا نقشہ

ماقبل حرکت	حرفِ علت			
ماقبل مفتوح	ساکن	مفتوح	مضموم	مکسور
	قول حکم: عدم تعلیل سبب: فتحہ و سکون کی خفت۔ تعلیل کے بعد: X	بیع حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: باع	طول حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: طال	خوف حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مفتوح۔ تعلیل کے بعد: خاف

ماقبل مضموم	میسر حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت ساکن ماقبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: موسر	لن یدعوا حکم: عدمِ تعلیل سبب: فتحہ کی خفت ہونے کی وجہ سے۔ تعلیل کے بعد: X	یغزو حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: یغزو	بیع حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مضموم۔ تعلیل کے بعد: بیع
ماقبل مکسور	موزان حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت ساکن ماقبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: میزان	داعوۃ حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: داعیۃ	رضیوا حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: رضیوا پھر رضوا	ترمیین حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل مکسور۔ تعلیل کے بعد: ترمیین پھر ترمین
ماقبل ساکن	التقائے ساکنین علی غیر حدہٖ کی وجہ سے یہ قسم ممنوع ہے	یخوف حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: یخوف پھر یخاف	یقول حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: یقول	بیع حکم: تعلیل سبب: حرفِ علت متحرک ماقبل صحیح ساکن۔ تعلیل کے بعد: بیع

و لا یعل فی نحو اَدْوُرٍ و اَعیُن حتی لَا یلتبسَ بِالْافعالِ و نحو جَدْوَلَ حتی لَا یبطلَ الْالحاقُ و نحو قَوَّمَ حتی لا یلزمَ الْاعلالُ فِی الْاعلالِ و نحو الرَّمْی حتی لا یلزمَ الساکنُ فی آخرِ الْمعربِ۔ و نحو تَقویم و تبْیان و مِقْوال و مِخْیاط حتی لَا یجتمعَ الساکنانِ بتقدیرِ الْاعلالِ و مُخیط منقوص مِنَ المخیاطِ فلا یُعلَّ تبعاً لَهٗ۔ فَاِنْ قیل لِمَ تُعلَّ الْاِقامۃُ مع حصولِ اجتماعِ الساکنَین اِذَا اُعِلَّت کَاِعْلالِ اَخْوَاتِہا قلنا تَبعا لِاَقَامَ۔ فَاِنْ قِیل لِمَ لَا یُعلَّ التقویمُ تبعاً لَقَامَ و ہو ثُلاثی اصیلٌ فی الْاعلالِ قُلنا ابطل قولہ قوَّم استتباع قام و اِن کان اصیلاً فِی الْاعلالِ لِقُوَّۃِ قَوَّمَ فِی الْاخوَّۃِ مع التقویم و لَا یصلح اَقَامَ ان یکونَ مَقوِّیاً لقامَ لِانَّہ لیس مِنْ ثلاثی اصیلٍ۔ و لَا یُعلَّ مثلُ مَا اَقْوَلَہٗ و اَغیلَتِ المراۃُ وَ اَستَحوذُ حتی یُدللْن علَی الاصلِ۔ وَ تَقُوْل فِی الْحاق الضمائرِ قالَ قالَا

قالُوْا الخ۔ اصلُ قالَ قَوَلَ فَجُعِل الواوُ الفاً لِما مَرَّ وَ اَصَلُ قُلْن قولن فقُلبت الواوُ الفاً ثُم حُذفت لِلاجْتماعِ الساكنَين فصارَ قَلْنَ ثم ضُمَّ القافُ حتی یدلَّ علَی الْواوِ و لَا یضم خِفُنَ لِانَّ الْاصلَ فی هذا القلبِ نقل حركةِ الْواوِ الْمحذوفةِ لِسُهولتِهَا و لَا یُمْكنُ هذا فِی قُلن لِانَّه یلزَمُ فتحهُ الْمفتوحةِ۔

اور ادور اور اعین میں اعلال نہیں کیا جاتا تاکہ فعلوں کے ساتھ التباس نہ آئے اور جیسے جدول میں تاکہ الحاق باطل نہ ہو اور جیسے قوم اعلال میں اعلال نہ آئے اور جیسے الومی تاکہ نہ لازم آئے ساکن کا معرب کے آخر میں آنا جیسے: تقویم، تبیان، مقوال، مخیاط تاکہ اعلال کی صورت میں اجتماع ساکنین لازم نہ آئے اور مخیط مخیاط کی چھوٹی شکل ہے تو اس کی اتباع میں اعلال نہیں کیا جاتا اور اگر کہا جائے اقامة میں کیوں اعلال کیا گیا اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے جب اس میں اعلال کیا جائے اس کے اخوات کے اعلال کی طرح تو ہم کہیں گے اقامة کی پیروی کرتے ہوئے پس اگر کہا جائے کہ تقویم میں قام کی اتباع میں اعلال نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ ثلاثی ہے اعلال میں اصل ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ قوم کی پیروی نے قام کی اتباع کی طلب کو باطل کیا اگرچہ وہ اعلال مین اصل ہے۔ قوم کی تقویم کے ساتھ اخوت قوی ہونے کی وجہ سے اور اقام نہیں صلاحیت رکھے گا کہ مقوی بنے اقام کے لیے کیونکہ وہ ثلاثی اصلی نہیں ہے اور ما اقوله، اغیلت المرأة استحوذ میں اعلال نہیں کیا جاتا تاکہ اصل پر دلالت کرے اور ضمائر ملحق ہونے کے وقت تو کہے گا قال، قالا، قالوا آخر تک اور قال اصل مین قول تھا۔ واؤ کو الف سے بدلا اس وجہ سے جو گزری اور قلن اصل میں قولن تھا تو واؤ کو الف سے بدلا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو قلن ہو گیا پر قاف کو ضمہ دیا گیا تاکہ واؤ محذوف پر دلالت کرے اور خفن میں ضمہ نہیں دیا گیا کیونکہ اس اعلال میں اصل یہ ہے کہ واؤ محذوف کی حرکت کرنا ہے آسانی کی وجہ سے اور یہ قلن میں ممکن نہیں ہوتا کیونکہ لازم آتا ہے مفتوح پر فتح کا آنا۔

انوارِ خادمیہ: ادور اور اعین میں حرف علت کی حرکت نقل کر کے ماقبل صرف صحیح کو اس لیے نہیں دی کہ فعل مضارع کے واحد متکلم سے التباس لازم نہ آئے۔

ادور سے اُدور بنا اعین میں یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی جاتی ہے پھر یاء ساکنہ ماقبل مضموم یا واؤ سے بدل جاتی ہے تو اعون ہو جاتا ہے۔

جدول میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا الحاق ہے ضعیف کے ساتھ تو الحاق باطل ہو جاتا ہے قوم میں عدم اعلال کی وجہ یہ ہے کہ ادغام اعلال حکمی ہوتا ہے پھر واؤ مدغم فیه کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں اور واؤ کو الف سے بدل دیتے ہیں یہ اعلال حقیقی ہو جاتا ہے۔

تو اعلال در اعلال جائز نہیں ویسے بھی حرکت نقل کر کے ماقبل کو اس لیے دیتے ہیں کہ حرف علت ضعف اور ماقبل صحیح قوی ہوتا ہے جبکہ یہاں ماقبل بھی ضعیف ہے تو یہ تیسری خرابی لازم آتی۔

الرمی میں عدم اعلال کی وجہ یہ ہے کہ آخر کی حرکت نقل کر کے ماقبل میم کو دیتے ہیں اور یاء ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں اور الف ساکن ہوتا ہے جب کہ الرمی معرب ہے اور معرب کا آخر ساکن نہیں ہوتا۔

تقویم، تبیان، مقوال، مخیاط میں اگر حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیتے پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے حرف علت کو الف سے بدل دیتے تو التقائے ساکنین لازم آتا۔ اس لیے اعلال نہیں کیا۔

سوال: رہی یہ بات کہ مخیط میں خرابی لازم نہ آئے تو اس میں عدم اعلال کی وجہ بتائیے؟

جواب: یہ مخیاط کی چھوٹی شکل ہے۔ مخیاط بڑی سوئی تو مخیط چھوٹی سوئی کو کہتے ہیں تو مخیاط کی اتباع میں اس میں تعلیل نہیں کی گئی۔

اقامة جو اصل میں اقوامٌ باب افعال کا مصدر ہے۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل قاف کو دی پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا۔ پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا اس کے بدلے آخر میں ۃ کو لاتے ہیں تو اقامة بن گیا۔

سوال: یہی طریقہ تقدیم وغیرہ میں بھی تو ہو سکتا ہے ان میں عدم اعلال اس میں اعلال کیوں کیا؟

جواب: التقائے ساکنین کی خرابی جس طرح ان میں لازم آتی تھی اس میں بھی لازم آتی ہے۔

سوال: ترجیح کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اقام ماضی میں تعلیل ہوئی تو اس کی اتباع میں مصدر میں بھی تعلیل کر دی کیونکہ مصدر کی تعلیل کے لیے ماضی کی تعلیل اصل ہے اور مطلقاً ثلاثی مجرد میں تعلیل مزید فیہ کے لیے اصل ہے۔

سوال: تقویم میں تعلیل کر دیتے قام کی اتباع میں اور قام ثلاثی مجرد اور اصل ہے اعلال میں؟

جواب: قوم اس بات کو باطل کرتا ہے اس لیے کہ ہر مصدر اپنے فعل ماضی کے تابع ہوتا ہے تعلیل میں جب اس میں تعلیل نہیں ہوئی تو تقویم میں تعلیل نہیں ہو سکتی اس لیے کہ قوم کا تعلق تقویم سے مضبوط اور قریب ہے جبکہ قام کا تعلق ضعیف اور بعیدی ہے اور اقام ایسا نہیں کہ قام کو قوی کر دے پھر اس کی پیروی میں تقویم میں اعلال کیا جائے اس لیے کہ قام ثلاثی مجرد اور اصل ہے۔ اعلال میں اور اقام مزید فیه اور فرع ہے اعلال میں تو فرع اصل کو کیوں کر قوی بنائے گی۔

سوال: ما اقولهٗ اغلیت المرأۃ استحوذ میں عدم تعلیل کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ما اقوله فعل تعجب ہے اور غیر منصرف ہے اعلال کی صورت میں اس کے اصلی صیغہ کی حالت برقرار نہیں رہے گی اور فعل کے ساتھ التباس کا سبب بنے گی۔ ما اقاله بن جاتا ہے۔ اغلیت المرأۃ میں جو اجوف پائی جاتی ہے اعلال اس لیے نہیں کیا گیا تاکہ اصل پر دلالت کرے کیونکہ عال یعول اجوف واوی سے بھی آتا ہے جس کا معنی ہے اچانک پکڑ لینا۔

اور اجوف یائی کی صورت میں معانی ہوتا ہے حاملہ عورت کا بچہ کو دودھ پلانا۔ استحوذ میں اعلال نہ ہونا اس لیے ہے کہ یہ شاذ ہے اور شاذ کالمعدوم ہوتا ہے۔

ضمیر ملانے کی صورت میں قال، قالا، قالوا آخر تک پڑھیں گے۔

قال اصل میں قَوَلَ تھا۔ واؤ متحرک ما قبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا تو قال ہو گیا۔

قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دی تو واؤ کو ما قبل حرکت کے مطابق الف سے بدل دیا تو قَالْنَ ہو گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا تو قَلْنَ ہو گیا۔ پھر قاف کو ضمہ دے دیا تا کہ واؤ کے حذف ہونے پر دلالت کرے تو قُلْنَ ہو گیا۔

سوال: خفن میں خ کو ضمہ کیوں نہیں دیا جیسا کہ قُلْنَ میں ہے؟

جواب: اس اعلال میں اصل یہ ہے کہ حرفِ علت کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دی جائے آسانی کی وجہ سے تو خفن جو کہ اصل میں خَوِفْنَ تھا واؤ متحرک ما قبل مفتوح تو واؤ کو الف سے بدل دیا تو خَافْنَ ہو گیا التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا تو خَفْنَ ہو گیا۔

تو قلن کی طرح اعلال میں اس میں اس لیے نہیں ہو سکا کیونکہ اس میں اصل پر عمل ہو سکتا ہے کہ حرفِ علت کی حرکت فاء کلمہ کو دی جائے کیونکہ فاء کلمہ مفتوح ہے اور حرفِ علت مکسور ہے جب کہ قلن میں فاء کلمہ مفتوح اور حرفِ علت بھی مفتوح ہے تو مفتوح پر دوبارہ حرکت فتحہ لانا تحصیل حاصل ہے اس پر عمل نہیں ہو سکتا تھا اس لیے فاء کلمہ کو ضمہ دے دیا۔

و لا یفرَّق بَینه و بین جمع المؤنثِ فِی الْامرِ لِانَّهم لا یعتبِرون الْاشتراكَ الضمنی و هو مشترك بَین المعلومِ والمجهول و یکتفون بِالفرقِ التقدیرِی کما فی بِعن او وقع من غُرَّہِ الْواضِعِ کما فی الْاثنَین والجُماعةِ مِن الْامر والماضِی فی تفعُّلٍ و تفَاعُلٍ و تفعلل۔ و لا یُفرق بَین فَعُلْن و فَعَلْن نحو طُلْن و قُلْن لِانَّه یُعلم مِن الطویل اَنَّ اصل طُلْن طَوُلْنَ لِانَّ الفعیلَ یجیُٔ مِنْ فعل غالباً کما یعلمُ الفرقُ بَیْن خِفْن و بِعْن مِن مستقبلَیْهما اَعنی یُعلم مِن یَخَافُ اَنَّ اَصْلَ خِفْنَ خَوِفْنَ لِانَّ بابَ فَعَلَ یَفْعَلُ لا یجیٔ اِلَّا مِن حروفِ الْحلقِ و یُعلم مِن یَبِیع اَنَّ اَصلَ بِعْنَ بَیَعْنَ لِانَّ الْاَجْوَفَ لا یجیٔ مِن بابِ فَعِلَ یَفْعِلُ۔ المستقبل یقُول الخ اصْلُهٗ یقول واعلالُهٗ مَرَّ فَحُذف الواوُ فی یَقُلْن لِاجْتماعِ الساکنَینِ۔ الامر قُلْ الخ اَصلهٗ اُقْوُلُ ثُمَّ حُذف الواوُ لِاجْتماعِ الساکنَینِ ثُمَّ حُذف الْالفُ لِانْعدامِ الْاحتیاجِ اِلَیْهَا۔ و تحذف الواو فی قل الحق و ان لم یجتمع فیه الساکنان لان الحرکة فیه حصلت بالخارجی فیکون فی حم السکون تقدیرا بخلاف قولا و قولنَّ لان الحرکة فیهما حصلت بالداخلیین و هما الف الفاعل و نون التاکید و هو بمنزلة الداخلی و من ثم جعلوا معه اخر المضارع مبنیا نحو هل یفعلنّ و تحذف الالف فی دعتا و ان حصل الحرکة بالف الفاعل لان التاء لیست من نفس الکلمة بخلاف اللام فی قولا و تقول بنون التاکید قولنَّ قولانّ قولُنَّ قولِنَّ قولانّ قلنان و بالخفیفة قُولَنْ قولُنْ قولِن۔ الفاعل قائل الی آخرة اهله قاول فقلبت الواو

الفا لتحركها و فتحة ما قبلها كما في كساءٍ۔ و لا اعتبارَ لالف الفاعلِ لانّها ليستْ بحاجزةٍ حَصينةٍ فاجتمع الالفانِ و لا يمكن اسقاطُ الاُولٰى لانّه يلتبسُ بِالماضى و كذالك فى الثانيةِ فحُركت فصارَتْ همزة و يجئُ فى البعضِ بالحذفِ نحو هاعٍ و لاعٍ وَالاصل هائِعٌ و لَائِعٌ و مِنه قولُه تعالىٰ بُنْيَانَهٗ علىٰ شفا جُرُفٍ هَارٍ اى هَائِرٌ وَ يجئ بِالْقلبِ نحو شاكٍ و اصلُهٗ شاوِكٌ و حادٍ اصلُهٗ واحِدٌ۔ و يجوز القلبِ فى كلامهم نحو القسىّ اصله قووس فقدمِ السين فصار قسوواً نحو عصو و ثم جعل قسياً لوقوعِ الْواوَيْن فى الطرفِ ثم كُسرِ القافُ اتّباعاً لما بعدَها كما فِى عِصِىٍّ و منه اَيْنق اصلُهٗ اَنْوق ثم قُدمَّ الواوُ علَى النونِ فصارَ اَوْنُق ثُمَّ جُعل الواوُ ياءً علىٰ غيرِ القياس۔ المفعولُ مَقُوْلٌ الخ۔ اَصلُه مقوولٌ فَاُعِلَّ كَاِعْلال يَقُول فصارَ مقُوْوْلٌ فَاجْتمع الساكنانِ فَحُذف الواوُ الزائدُ عِند سيبويَه ِلانَّ حذف الزائدِ اَوْلٰى والواوُ الاصلى عِندَ الْاَخفش ِلانَّ الزائدَ علامةٌ والعلامةُ لَا تُحذف۔ و قال سيبويه فى جوابِهٖ لا تُحذف العلامةُ اِذا لم توجِدُ علامةٌ اُخرىٰ و فيه تُوجد علامةٌ اُخرىٰ و هو المِيم فيكونُ وزنُهٗ مُفُعلاً و عند الاخفش مفُوْلاً۔ و كذا مَبِيْعٌ يعنى اُعِلَّ اعلالاً يَبيع فصارَ مبْيُوْعاً بالواوِ والياءِ ساكنتين فَحُذف الواوُ عند سيبويَه فصارَ مَبْيُعاً ثم كُسر الياء حتى تُسلم الياءُ و عند الاخفش حُذف الياءُ فَاُعطى الكسرةُ لما قبلها كما فِى بِعت فصارَ مَبوْعاً ثُمَّ جُعل الواوُ ياءً كما فِى مِيْزان فيكون وزنُهٗ مَفِعلاً عند سيبويه و عند الاخفش مَفِيْلاً۔

اور نہیں فرق کیا جاتا اس کے اور امر کے جمع مؤنث میں کیونکہ وہ اشتراک ضمنی کا اعتبار نہیں کرتے اور وہ معلوم اور مجہول کے درمیان مشترک اور فرق تقدیری پر کفایت کرتے ہیں جیسا کہ بعن میں یاء واضح کی غفلت کی وجہ سے واقع ہوا ہے جیسا کہ تثنیہ اور جمع کے درمیان باب تفعل ، تفاعل ، تفعلل اور فَعُلْنَ اور فَعَلْنَ کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا جیسے طلن ، قلن کیونکہ وہ فرق طویل سے معلوم ہو جاتا ہے۔ طلن کی اصل طولن تھی اسی لیے کہ فَعِیل غالباً فَعُلَ سے آتا ہے جیسا کہ خَفُنَ اور بعن کے درمیان فرق ان کے مستقبل سے جانا جاتا ہے یعنی یخاف سے جانا جاتا ہے۔ خفن اصل میں خوفن تھا کیونکہ باب فَعَلَ یَفْعَلُ نہیں آتا مگر حروف حلقی سے اور یبیع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعن اصل میں بیعن تھا اس لیے کہ اجوف فَعِلَ یَفْعِلُ سے نہیں آتا اور مستقبل یقول آخر تک اس کی اصل یقولُ تھی اور اس کا اعلال گزر چکا ہے پس یقلن میں واوَ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی امر قل آخر تک اصل میں اقول تھا پھر واوَ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتی پھر عدم احتیاج کی وجہ سے الف حذف ہوئی اور حذف کی گئی واوَ قل الحق میں اور اگر چہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہو رہا تھا اس لیے کہ اس میں حرکت امر خارجی کی وجہ سے حاصل ہوئی تو وہ ہو جائے گی تقدیراً سکون کے حکم میں بخلاف قُوْلا اور قولن کے ان میں حرکت داخلی امر کی وجہ سے حاصل ہوئی اور وہ دو الف فاعل اور نون تاکید ہیں اور وہ داخل کی طرح ہیں اور اسی کے ساتھ

بنایا انہوں نے یعنی (صرفیوں نے مضارع کے آخر کو مبنی جیسے: هل يفعلن اور دعت میں الف کو حذف کیا گیا اگر چہ حرکت الف فاعل کے ساتھ حاصل ہوئی کیونکہ تاء نفس کلمہ میں سے نہیں بخلاف لام کے قول میں اور تو نون تاکید کے ساتھ کہے گا قولنَّ، قولانّ، قُولُنَّ، قُولِنَّ، قولانِّ، قلنانّ اور نون خفیفہ کے ساتھ قُولَنْ، قَولُنْ، قُولِنْ۔

انوارِ خادمیہ: ....

سوال: قلن ماضی اور امر کے صیغے الگ الگ نہیں لائے جاسکتے آخر کیوں؟

جواب: اشتراک ضمنی اُس کو کہتے ہیں کہ تعلیل کے بعد صیغوں میں التباس آجاتا ہے جیسے: قلن ماضی جمع مؤنث اور امر جمع مؤنث کے صیغے میں آپس میں التباس آرہا ہے اگر چہ اصلیت میں فرق ہے تو اس اشتراک ضمنی کا صرفی حضرات اعتبار نہیں کرتے بلکہ اصل کا اعتبار کرتے ہیں کہ اصل ان کی ایک جیسی نہیں۔

قلن معلوم و مجہول میں مشترک ہے ان میں فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہیں جیسے: بعن میں معلوم و مجہول کے درمیان تقدیری فرق پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(ب) جواب واضع کی غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جیسا کہ باب تفعل، تفاعل، تفعلل میں امر حاضر و ماضی کے تثنیہ و جمع میں ایک جیسے صیغے لاتے ہیں جیسے: تصرفا، تصرفوا، امر ماضی دونوں کے صیغے بنتے ہیں۔ ایسے ہی تضاربا، تضاربوا، تدجروا، تدحرجوا بھی۔

سوال: طلن اور قلن میں باب نصر، کرم کے درمیان فرق نہیں کیا گیا آخر کیوں؟

جواب: اس لیے کہ طویل کریم کی طرح اکثر صرف کرم سے آتا ہے نہ کہ نصر سے۔

سوال: خفن اور بعن میں فرق کیسے کریں گے؟

جواب: خفن اور بعن میں فرق ان کے مستقبل سے کریں گے۔ یعنی یبیع اور یخاف سے اس لیے کہ یفعل کے وزن پر صرف دو باب آتے ہیں۔ عَلِمَ، فتح۔ تو فتح کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا لازم ہے تو فتح نہیں ہو سکتا لہٰذا علم ہوا۔ لعن کا مضارع یبیع یفعل کے وزن پر دو باب آتے ہیں۔ حسب، ضرب۔ تو اجوف حسب سے نہیں آتا تو ضرب سے آنا معلوم ہو گیا۔

فعل مضارع یقول سے آخر تک اعلال کا ذکر ہو چکا ہے جمع مؤنث کے صیغوں کے اعلال کا ذکر نہیں ہوا تھا تو بیان کرتے ہیں۔

یقلن اصل میں یقولن تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر واؤ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو یقلن ہو گیا۔ اسی طرح تقلن میں بھی تعلیل کریں گے۔

امر قُلْ اصل میں اقول بروزن انصر تھا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا پھر فاء کلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی تو اس کو حذف کر دیا تو قُلْ ہو گیا۔

سوال: قل الحق میں لام کلمہ متحرک ہے تو پھر واؤ کو کیوں کر حذف کیا؟

جواب: کیونکہ اس میں اجتماع ساکنین لازم نہیں آرہا تھا۔ جواب سے پہلے ایک چھوٹی سی تمہید ذہن نشین فرمالیں۔

تمہید:

ساکن پر جب حرکت آئے تو اس میں دو شرطیں پائی جائیں تو وہ متحرک کے حکم میں ہوگا ورنہ متحرک لفظاً ہوگا اور تقدیراً ساکن ہوگا۔ وہ دو شرطیں یہ ہیں:

(i) امر داخل کی وجہ سے حرکت ہے جیسے: قولا الف فاعل کی وجہ سے آیا اور فاعل بمنزلہ جزء کے ہوتا ہے اور جیسے: قولن میں نون تاکید کی وجہ سے لام پر حرکت آئی ہے اور نون شدت اتصال کی وجہ سے کلمہ کے جزء کی طرح ہے اس لیے اس کے آخر میں ملنے کے ساتھ مضارع کا آخر بھی مبنی ہو جاتا ہے جیسے: هل يفعلن۔

(ii) حرکت جس لفظ پر آئے وہ اصلی ہو جیسے: قولا میں لام ہے۔

جواب: اب جواب یہ ہے کہ قل الحق میں لام پر حرکت الحق کی وجہ سے آئی ہے جو امر خارج ہے اس وجہ سے یہ حرکت حکم سکون میں ہے اور واؤ محذوف ہے۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے تقدیراً۔

سوال: دعتا میں الف کو کیوں حذف کیا گیا ہے؟

جواب: دَعَتَا دعوت سے بنا ہے۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو دعت بن گیا۔ پھر دعت سے دعتا بنایا تو الف فاعل بھی ساکن اور تاء بھی ساکن تو الف فاعل داخل کی وجہ سے تاء کو متحرک کیا لیکن دوسری شرط نہیں پائی گئی کہ جس حرف کو متحرک کیا گیا ہو وہ اصلی ہو تو تاء اصلی نہیں اس وجہ سے حکم سکون میں ہے۔ تو الف کو اس میں بھی حذف کر دیا گیا کہ یہ تقدیراً ساکن ہے۔

نون تاکید کی گردان جو کہ متن میں گزری اور نون خفیف کے تین صیغے متن میں گزرے اس لیے تھے کہ نون خفیفہ ان صیغوں سے نہیں آتا جس میں نون سے پہلے الف آتا ہے۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے تو تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغے میں مذکورہ خرابی کی وجہ سے نہیں آتے۔

ترجمہ:

اسم فاعل قائل ہے آخر تک اس کی اصل قاول تھی تو واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دی گئی جیسے: کساء میں الف فاعل کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ قوی مانع نہیں ہے تو دو الف جمع ہو گئے اور ماضی کے ساتھ التباس آنے کی وجہ سے پہلی کو ساکن کرنا ممکن نہیں ہوتا اور اسی طرح دوسری میں حرکت دی گئی (الف کو) تو وہ ہمزہ بن گئی۔ بعض لغات میں الف حذف کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے: هاع، لاع جو کہ اصل میں هائع، لائع تھے اور اسی لغت کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول مبارک ہے۔ بنیانه علی شفا جُرُفٍ هَارٍ یعنی هائر اور قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے شاك جو کہ اصل میں شاوِك تھا اور حاد جو اصل میں واحد تھا اور ان کے کلام میں قلب جائز ہے جیسے القسی جو کہ اصل میں قووس تھا تو سین کو مقدم کیا تو قسووًا ہو گیا جیسے: عصوو پھر واوین کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے قسیا بنایا گیا پھر قاف کو مابعد کی اتباع میں کسرہ دیا گیا جیسا کہ عصیے میں اور اس سے پہلے انیق جو کہ اصل میں اَنْوُقٌ تھا پھر واؤ کو نون پر مقدم کیا گیا تو اونق

ہو گیا پھر واؤ کو خلافِ قیاس یاء بنایا گیا۔ مفعول مقول ہے آخر تک جو اصل میں مقوول تھا تو یقول کے اعلال کی طرح اعلال کیا گیا تو مقوول ہو گیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا تو امام سیبویہ کے نزدیک واؤ زائدہ کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ زائد کا حذف کرنا بہتر ہے اور امام اخفش کے نزدیک واؤ اصلی کیونکہ زائد علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔ امام سیبویہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ علامت اُس وقت حذف نہیں کی جاتی جب دوسری علامت نہ پائی جائے اور اس میں دوسری علامت پائی جاتی ہے اور وہ میم ہے تو اس کا وزن ہوگا اِن کے نزدیک مفعلا اور امام اخفش کے نزدیک مفولا ہوگا اور اسی طرح مبیع ہے یعنی یبیع کی طرح اس میں اعلال کیا گیا مبیوعا ہوگا اور واؤ یاء جو ساکن ہیں تو واؤ کو سیبویہ کے نزدیک حذف کیا تو مبیعا ہو گیا پھر یاء کو کسرہ دیا گیا تا کہ یاء سلامت رہے اور امام اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر دیں گے پھر ماقبل کو کسرہ دیا گیا جیسا کہ بعت میں تو مبوعا ہو گیا پھر واؤ کو یاء کیا گیا جیسا کہ میزان میں ہے تو ہو جائے گا اُس کا وزن مفعلا سیبویہ کے نزدیک اور امام اخفش کے نزدیک مفیلا۔

انوارِ خادمیہ: اسم فاعل قائل اصل میں قاول تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا پھر الف اسم فاعل اور الف جو واؤ سے بنی اس میں التقائے ساکنین ہو گیا دونوں میں سے جس کو بھی حذف کریں تو صورت میں ماضی کے ساتھ التباس آتا تھا جیسے: قال میں تو دوسرے الف کو کسرہ دے کر ہمزہ میں تبدیل کر دیا۔ قائلٌ ہو گیا۔

جس طرح کساء جو اصل میں کساو تھا تو مذکورہ تعلیل کی وجہ سے کساء بن گیا۔

نوٹ: خیال رہے کہ قائل کا مشہور قاعدہ یہ ہے کہ ہر واؤ اور یاء جو ثلاثی مجرد کے اسم فاعل کے عین کلمہ میں ہو اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو ایسی واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔

قاولٌ، بایع سے قائل، بائع ہو گیا۔ عاور، صاید کے ماضی میں عور، صید میں تعلیل نہیں ہوئی اس لیے اسم فاعل میں تعلیل نہ ہوئی۔

سوال: قاول میں تو واؤ کا ماقبل الف فاعل ہے نہ کہ قاف مفتوحہ تو اس کو الف سے کیوں نہ بدلا؟

جواب: الف فاعل قوی مانع نہیں اس کے ہوتے ہوئے ماقبل کی حرکت کا اعتبار کر کے الف سے بدل دیا۔

بعض لغات والے الف کو ہمزہ سے تبدیل کر کے گرا بھی دیتے ہیں جیسے: ھاع، لاع اصل میں ھائع، لائع تھے۔ بطورِ استشہاد فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ عز اسمه علی شفا جرفٍ هاد جو اصل میں هاور تھا پھر هائر ہوا اور پھر ہمزہ کو گرا کر هار بنا دیا گیا۔

اسم فاعل میں قلب کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے: شاك اصل میں شاوك تھا تو واؤ کو لام کلمہ کی جگہ لے گئے۔ لام کلمہ عین کلمہ بن گیا تو شاکو ہو گیا اسی طرح حاد اصل میں واحد تھا۔ واؤ کو لام کلمہ کی جگہ لے گئے اور الف ساکن سے ابتداء محال تھی الف کو ح کے بعد لایا گیا تو حادو ہو گیا۔ دونوں میں واؤ طرف میں واقع ہوئیں۔ اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ حاد شاك ہو گیا۔

پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو وہ گرا دیا گیا تو نون تنوین اور یائے ساکنہ کے درمیان التقائے ساکنین ہوا تو یاء کو گرا دیا گیا تو

شاك ، حاد ہو گیا۔

مصنف ﷫ نے بیان فرمایا کہ قلب صرف اسم فاعل میں ہی منحصر نہیں بلکہ کلام عرب میں قلب جائز ہے جیسا کہ قسی اصل میں قُوُوْسٌ بروزن فلوس تھا تو سین کو مقدم کیا یعنی عین کلمہ کی جگہ لائے تو قسوو ہو گیا۔ جیسے: عصوو ہے جو کہ بعد میں عصی بنا۔ خیال رہے کہ عصوو کی مثال قلب کی نہیں ہے بلکہ تعلیل کے لیے دی گئی ہے کہ جس طرح عصوو میں تعلیل ہو کر عصی بن گیا اسی طرح قسوو میں تعلیل ہو کر قسی بنا۔

اب تعلیل اس لیے ہوئی کہ اسم متمکن کے آخر میں واؤ طرف میں واقع ہوئی تو اسے یاء سے تبدیل کر دیا تو قسوی ہو گیا پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں ان میں پہلا ساکن ہے تو واؤ کو یاء کیا اور یاء کا یاء میں ادغام کیا تو قسی ہوا پھر یاء کے ماقبل کو یاء کے موافق مکسور کیا گیا تو قسی ہو گیا پھر سین کی اتباع میں قاف کو کسرہ دیا تو قسی ہو گیا جیسا کہ عصی بنا تھا۔

دوسری مثال انیق بروزن اَعْفُلُ ہے۔ انیق اصل میں انوق تھا پھر واؤ کو نون پر مقدم کیا تو اونق ہو گیا پھر واؤ کو غیر قیاسی طور پر یاء کر دیا تو انیق ہو گیا۔

اسم مفعول اجوف سے مقول آتا ہے جو اصل میں مقوول تھا تو یقول کی طرح اس میں تعلیل کی گئی یعنی واؤ پر ضمہ ثقیل تھا تو نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر دو واؤ جمع ہوئیں تو التقائے ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ کو گرا دیا تو مقول ہو گیا۔

اب اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ کون سی واؤ حذف ہوگی؟

(الف) امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ دوسری واؤ چونکہ زائدہ ہے تو زائدہ کو حذف کرنا بہتر ہے بنسبت اصل کے۔

(ب) امام اخفش فرماتے ہیں کہ پہلی واؤ کو حذف کریں گے کیونکہ دوسری واؤ علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔

امام سیبویہ اس کا جواب فرماتے ہیں کہ علامت اس وقت تک حذف نہیں کی جاتی جب دوسری علامت موجود نہ ہو یہاں میم مفتوحہ موجود ہے اس لیے حذف کر دیں گے۔

تو چونکہ سیبویہ کے نزدیک دوسری واؤ حذف ہوئی تو مقول ہو گیا بروزن مفعلٌ اور اخفش کے نزدیک چونکہ عین کلمہ والی واؤ محذوف ہوئی اس لیے مقول بروزن مفعولٌ ہو گا۔

سوال: مُفُعلٌ کلام عرب میں بغیر تاء کے استعمال نہیں ہوتا تو امام سیبویہ کا وزن درست نہ ہوا؟

جواب: مفعل کا وزن بغیر تعلیل کے استعمال نہیں ہوتا یہاں تعلیل کے ساتھ ہے۔ خیال رہے کہ دونوں اماموں سے پیشگی معذرت کے ساتھ کہ پہلے مفعول کے ذکر میں گزرا۔

یَفْعَلُ سے مَفْعِلٌ بنا تو چونکہ یہ وزن بغیر تاء کے کلام عرب میں مستعمل نہیں تھا اس لیے عین کلمہ کے ضمہ میں اشباع کیا تو مفعول ہو گیا۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دوسری واؤ علامت اسم مفعول نہیں ہے اسی طرح مبیع میں یبیع کی طرح اعلال کیا گیا۔ مبیع اصل میں مبیوع تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو نقل کر کے ماقبل باء کو دیا پھر التقائے ساکنین ہوا تو سیبویہ کے نزدیک واؤ

کو حذف کر دیا جو کہ زائدہ ہے تو مبیعٌ ہو گیا۔

پھر یاء کو بچانے کے لیے ماقبل کو کسرہ دیا تا کہ واؤ بننے سے بچ جائے تو مبیع بروزن مفعلٌ ہو گا۔

امام اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کریں گے تو مبوع بن جائے گا پھر واؤ کے ماقبل کو کسرہ دیا تا کہ یاء کے حذف پر دلالت کرے جیسے: بِعْتُ میں جو کہ اصل میں بَیَعْتَ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا اور ماقبل کو کسرہ دیا تا کہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے۔

اسی طرح یہاں کیا تو مَبِوْعٌ ہوا اور موزان سے جیسے میزان بنا تھا اسی طرح یہاں بھی بنا مَبِیْعٌ بروزن مَفِیْلٌ ہو گیا۔

الموضِعُ مقال اصلهٗ و مَقْوَلٌ فأعِلَّ كما فِي يَخَافُ۔ و كذالِك مَبِيْعٌ اصله مبيع فأعِلَّ كما في يَبِيْع وَاكْتفى بالفرقِ التقديرِيّ مِنَ الموضِع و بَين اسمِ الْمفعولِ و هو مُعتبر عندهم كما فِي الْفلكِ إِذا قدرت سكونه كسكونِ أُسْدٍ يكونُ جمعاً كقوله تعالىٰ حتى إِذا كنتم فِي الْفلك و جَرَين بِهم و إِذا قدرت سكونَهٗ كسكونِ قُرْب يكونُ واحداً نحو قولِهٖ تعالىٰ فى الْفُلْكِ الْمشحون۔ المجهول و قيل الخ اصله قُوِلَ فَأُسكن الواوُ للخفةِ فصار قُوْلَ و هو لغةٌ ضعيفةٌ لِثِقل الضّمةِ والواوِ فى كلمَةٍ۔ و فى لغةٍ أُخرى أُعطى كسرةُ الواوِ اِلى ما قبلَها فصار قِوْلَ ثم صارَ الواوُ ياءً لِكسرةِ ما قبلها فصارِ قِيْل۔ و فى لغةٍ يشم حتى يعلمَ اَنَّ اصلَها مضمومٌ و كذا بِيْعَ وَ اُخْتِيْر و اُنْقِيد و قُلْنَ و بِعْنَ يعنى يجوز فيهنَّ ثلٰث لغاتٍ۔ و لا يجوزُ الاشمام فى اُقِيمَ لِانْعدام ضمةٍ ما قبلَ الْياء و لا يجوز بالواوِ ايضا لِاَنَّ جوازَ الواوِ لِانْضمامِ ما قبلَ حرفِ الْعلّة و هو لَيس بموجودٍ و سَوى فى مثلِ قُلْنَ بَيْنَ المعلومِ والْمجهولِ اِكْتفاءً بِالْفرقِ التقديرىّ واصلُ يقالُ يُقْوَلُ فَأُعِلَّ مثلَ اِعْلَالِ يَخافُ۔

ترجمہ:

اور ظرف مقال ہے اس کی اصل مقول تھی تو یخاف کی طرح اس میں اعلال کیا گیا اور اسی طرح مبیع اس کی اصل مبیعٌ تھی تو یبیعُ کی طرح اس میں اعلال کیا گیا اور اسم ظرف اور اسم مفعول کے درمیان فرقِ تقدیری پر اکتفاء کیا گیا اور وہ ان کے نزدیک معتبر ہے اور جیسا کہ فلك میں کہ جب اس کا سکون اس کے سکون کی طرح مقدر مانیں تو اس وقت جمع ہو گا جیسا کہ اللہ جل شانہٗ کا قول ہے حتى اذا كنتم فى الفلك و جرين بهم اور جب اس کا سکون قرب کے سکون کی طرح مقدر مانیں تو اس وقت واحد ہو گا جیسے اللہ جل شانہٗ کا قول مبارک ہے۔ فى الفلك المشحون اور مجہول آخر تک قیل ہے جو کہ اصل میں قُوِلَ تھا تو واؤ کو خفت کے لیے ساکن کیا گیا تو قُوْل ہوا اور وہ ضعیف لغت ہے بوجہ ثقیل ہونے کے۔ ضمہ اور واؤ کے ایک کلمہ میں اور دوسری لغت میں واؤ کا کسرہ ماقبل کو دیا گیا تو قِوْل ہو گیا پھر واؤ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گئی تو قِیْل ہو گیا۔

اور ایک لغت میں اشمام کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں مضموم ہے اور اسی طرح بیع ، اختیر ، انقید ، قلن ، بعن یعنی ان میں تین لغات جائز ہیں اور اقیم میں یاء کا ماقبل مضموم نہ ہونے کی وجہ سے اشمام کرنا جائز نہیں اور وہ واؤ کے ساتھ بھی پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ واؤ کے ساتھ پڑھنے کا جواز حرفِ علت کے ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ موجود نہیں اور قلن معلوم و مجہول کے درمیان فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہوئے برابری کی گئی ہے اور یقال اصل میں یقول تھا تو یخاف کے اعلال کی طرح اس میں اعلال کیا گیا۔

انوارِ خادمیہ: اسم ظرف مقال اصل مقول تھا حرفِ علت متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر واؤ ساکن ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا تو مقال ہو گیا۔

مبیع اصل میں مبیعٌ تھا۔ یاء متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو مبیعٌ ہو گیا۔

سوال: مبیع اسم ظرف ہے اور مفعول بھی تو ان میں فرق کیونکہ نہیں کیا گیا؟

جواب: فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہوئے یعنی اصل کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور ویسے بھی صرفی اشتراک ضمنی یعنی تعلیل کے بعد صیغوں میں التباس کا اعتبار نہیں کرتے اور تقدیری فرق ان کے نزدیک معتبر ہے جیسے: فلک مشترک ہے جمع اور واحد کے درمیان جس وقت تقدیری سکون اسد کی طرح مانیں تو جمع ہوگا اور اگر قفل کی طرح مانیں تو واحد ہوگا جیسا کہ متن میں مثالیں گزری ہیں۔ و جرین بھم میں جمع کا استعمال اور فی الفلك المشحون میں واحد کا استعمال ہے۔

فعل ماضی مجہول قیل اصل میں قُوِلَ تھا۔ تو اس میں بھی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) واؤ کو خفت کے لیے ساکن کر کے قُوْل پڑھیں گے اور یہ ضعیف لغت ہے۔ اس لیے کہ تین ضموں کا جمع ہونا لازم آتا ہے جو کہ ثقیل ہے۔ ایک ضمہ اور واؤ جو کہ دو ضموں کے قائم مقام ہے۔

(ب) واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کی حرکت ختم کر کے اُس کو دیں گے پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور، واؤ کو یاء سے بدل دیا تو قِیل ہو گیا۔

(ج) قِیل میں اشمام کریں گے یعنی ماقبل کسرہ کو ضمہ کی بو دے کر پڑھیں گے تا کہ اُس کی اصل معلوم ہو جائے کہ مضموم تھی۔

بیع ، اختیر ، قلن ، بعن ، انقید میں یہی مذکورہ تین وجہیں جائز ہیں۔

اقیم جو کہ اصل میں اقوم تھا۔ پھر اعلال کر کے دوسری صورت کے مطابق یاء سے بدلا تو اقیم ہو گیا۔

پہلی صورت میں نہیں بن سکتی کہ واؤ کا ماقبل مضموم نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو واؤ یاء سے بدل جائے گی تو واؤ ساکن والی حالت پر برقرار نہیں رہ سکتی۔

آخری صورت بھی نہیں ہو سکتی یعنی اشمام کیونکہ اقیم میں یاء کا ماقبل مکسور ہے اور اشمام ضمہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

قلن ماضی معلوم و مجہول میں بھی فرقِ تقدیری پر اکتفاء کیا۔

یقال اصل میں یقول تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی پھر ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا تو یقال ہو گیا۔

الباب السادس فی الناقص

(چھٹا باب ناقص کے بیان میں)

و یُقال لہٗ ناقص لنقصانه فی الاخر و ذوالاربعة لانه یصیر علی اربعة احرف فی الاخبار نحو رمیتُ و هو لا یجیء من باب فعِل یفعِل۔ تَقُوْل فی اِلْحاق الضمائر رمیٰ رَمَیَا رَمَوْا الخ اصل رَمٰی رَمَیَ فقُلبت الیاء الفاً کما فِی قالَ اصلُہٗ قَوَلَ و اصلُ رموا رَمَیُوْا فقُلبت الیاءُ الفاً فاجتمَع الساکنانِ فَحُذفت الالفُ وکذالِك رَضُوْا اِلّا اَنَّہٗ ضمُ الضاد فِیه بعدَ الْحذفِ حتی لا یلزَمَ الخروجُ مِن الکسرةِ الی الواوِ۔ و اصل رمت رَمَیَتْ فَحُذف الیاءُ کَما فِی رَمواْو تُحذف فی رَمَتَا و اِن لم یجتمعِ الساکنانِ لِانَّه یجتمعُ الساکنانِ تقدیراً و تمامُہٗ مرَّ فی قُوْلَا۔ و لا یعلُّ رمین کما مرَّ فِی الْقَوْل۔

ترجمہ:

اور اسے ناقص کہتے ہیں آخر میں نقصان ہونے کی وجہ سے اور ذوالاربعہ بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ متکلم کے صیغوں میں چار حروف پر مشتمل ہوتا ہے جیسے: رمیت اور وہ باب حسب یحسب سے نہیں آتا وہ ضمیریں لاحق ہونے کی صورت میں رمی، رمیا، رموا آخر تک پڑھا جائے گا۔ رمی اصل میں رَمَیَ تھا تو یاء کو الف سے بدلا جس طرح قال میں کہ وہ اصل میں قول تھا اور رموا اصل میں رمیوا تھا تو یاء کو الف سے بدلا گیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا تو الف کو حذف کر دیا گیا اور اسی طرح رضوا مگر یہ کہ اس میں حذف کرنے کے بعد ضاد کو ضمہ دیا گیا تا کہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے اور رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا۔ رموا کی طرح اس میں یاء کو حذف کر دیا گیا اور رمتا میں حذف کیا جاتا ہے اگر چہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہوا تھا لیکن تقدیراً اجتماع ساکنین ہو رہا تھا اور اس کا مکمل بیان قولا میں گزرا اور رمین میں تعلیل نہیں کی جاتی جس طرح کہ قول کے بیان میں گزرا۔

انوارِ خادمیہ: ناقص کو اس لیے ناقص کہتے ہیں کہ اس کا آخری حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے تو جب آخری حرف صحیح نہ ہوا تو وہ ناقص ہوا۔ اس کو ذوالاربعہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے متکلم کے صیغے میں چار حروف ہوتے ہیں اگر چہ چار حروف واحد مذکر و مؤنث حاضر میں بھی ہوتے ہیں لیکن متکلم اصل ہے اس سے فعل بنتا ہے تو اس کے ذکر پر اکتفاء کیا اور عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔

جب اصل کا ذکر آ گیا تو فرع کا ذکر بھی اس کی اتباع میں آ گیا۔

رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو رمیٰ ہو گیا۔

رموا اصل میں رَمَیُوْا تھا یا متحرک ما قبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو رموا بن گیا۔

رَضُوْا میں بھی اسی طرح تعلیل کی گئی مگر فاء کلمہ کو ضمہ دیا تا کہ کسرہ حقیقی سے ضمہ تقدیری کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا۔ یاء کو ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا تو رَمَتْ بن گیا۔

رَمَتَا میں بھی الف کو گرا دیا گیا اگرچہ ظاہراً اجتماع ساکنین نہیں ہو رہا تھا لیکن تقدیراً ہو رہا تھا کیونکہ تاء سکون کے حکم میں ہے تو رماتا سے رمتا ہو گیا۔

رمین میں اس لیے تعلیل نہ ہوئی کیونکہ یاء ساکن خود خفیف ہے اور ما قبل مفتوح بھی خفیف ہے جس کی وجہ سے اس میں تعلیل نہ کی گئی جس کا مکمل بیان قَوْل میں گزر چکا ہے۔

المستقبل یرمی الخ اصلُهٗ یَرْمِیُ اُسْكِنَتِ الیاءُ لثقلِ الضمةِ و لا یعلُّ فِی ترمِیَانِ لِانَّ حرکتَهٗ خفیفةٌ۔ اصل یَرْمُوْنَ یَرْمِیُوْنَ فاسکنتِ الیاءُ ثم حُذفتْ لِاجْتماع الساکنین و ضم المیمُ حتی لا یلزَمَ الخروجُ مِنَ الکسرةِ اِلی الضمةِ۔ و سوِیَّ بَین الرجال و النساءِ فی مثلِ یَعْفون اکتفاء بالفرقِ التقدیری لِانَّ الْواوَ فی النساءِ اصلیةٌ والنونُ علامةُ التانیثِ و من ثم لا تسقطُ فی قولِهٖ تعالیٰ اِلَّا اَنْ یَعْفُوْنَ۔ واصلُ ترمین تَرْمِیِیْنَ فاسکنتِ الیاءُ ثم حُذفت لِاجْتماعِ الساکنَین و هو مشترکٌ فی اللفظِ مع جماعةِ النساءِ۔ و اِذا اُدخلَ الجازمُ تسقطُ الیاءُ علامة للجزم نحو لم یرم و مِن ثَم تسقط فی حالةِ الرفع علامةً للوقفِ فی قولهٖ تعالیٰ واللَّیْلِ اِذَا یَسر۔ و تنصِبُ اِذا اَدخلت النَاصَب نحو لَنْ یَرْمِیَ و لم ینتص فی مثلِ لَنْ یخشیٰ لِانَّ الالفَ لا یحتملُ الحرکةَ۔ اَلْاَمْرُ اِرْم الخ۔ اصلُهٗ اِرْمِی فحذفت الیاءُ علامة للوقفِ و اَصْلُ اِرْمُوْا اِرْمِیُوْا فاُسْکِنَتِ الیاءُ ثم حذفتُ لِاجْتماع الساکنَین واصلُ اِرْمِیْ اِرْمِیِیْ فاُسْکنت الیاءُ الاصلیةُ ثم حُذفت لِاجْتماع الساکنَین۔ و بنونِ التاکیدِ اِرْمِیَنَّ اِرمیانِّ ارمُنَّ اِرْمُنَّ اِرمِیانِّ اِرمینانِّ۔ و بالخفیفةِ اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ۔ الفاعلُ رام الخ اصلهٗ رامِیٌ فاسکنتِ الیاءُ فی حالَتِیَ الرفعِ والجرِ ثم حُذفت لِاجتماعِ الساکنَین و لا تُسکن فی حالةِ النصبِ لخفةِ النصبِ۔ اصلُ رَامُوْنَ رَامِیُوْنَ فاُسکنت الیاءُ ثم حذفت لِاجْتماعِ الساکنَینِ ثُمَّ ضم المیم لِاسْتدعاءِ الْواوِ۔

ترجمہ:

مستقبل یرمی آخر تک اصل میں یرمی تھا تو ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کر دیا گیا اور ترمیان میں اعلال

نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کی حرکت خفیف ہے یرمون اصل میں یرمیون تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور میم کو ضمہ دیا گیا تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے اور یعفون میں مذکر و مؤنث کو برابر کیا گیا۔ تقدیری فرق پر اکتفاء کرتے ہوئے اس لیے کہ مؤنث میں واؤ اصلی اور نون علامت تانیث ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہ کے قول اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ میں نون ساقط نہیں ہوتا اور ترمین اصل میں ترمیین تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور وہ واحد اور جمع مؤنث میں لفظاً مشترک ہے اور جب تو عامل جازم کو داخل کرے گا تو یاء علامت جزم کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی جیسے: لم یرم اور اسی وجہ سے اللہ جل شانہ کا قول ہے واللیل اِذا یسرِ۔ حالت رفع میں علامت وقف کے لیے ساقط ہوتی ہے اور منصوب ہو جاتی ہے جب تو عامل ناصب داخل کرے جیسے: لن یرمیٌ اور لن یخشیٰ کی مثل میں منصوب نہیں ہوتی کیونکہ الف حرکت کو نہیں اُٹھا سکتا امر ارم آخر تک اصل میں وہ ارمی تھا۔ یاء علامت وقف کے طور پر حذف ہوئی اور ارموا اصل میں ارمیوا تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور ارمی اصل میں ارمیی تھا۔ تو یائے اصلی کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی اور نون تاکید کے ساتھ اِرْمِیَنَّ، اِرْمِیَانِّ، اِرْمُنَّ، اِرْمِنَّ، اِرْمِیَانِّ، اِرْمِیْنَانِّ اور نون خفیفہ کے ساتھ اِرْمَین، اِرْمُنْ اِرْمِنْ اسم فاعل رام آخر تک اصل میں رامیٌ تھا۔ تو یاء کو حالت رفع اور جر میں ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور حالت نصب میں ساکن نہ کیا گیا نصب کے خفیف ہونے کی وجہ سے۔ رامون اصل میں رامیونٌ تھا۔ تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی پھر میم کو ضمہ دیا گیا واؤ کی طلب کی وجہ سے۔

انوارِ خادمیہ: فعل مضارع یرمی میں اعلال کی وجہ یہ ہے کہ یاء پر ضمہ ثقیل تھا اور ترمیان میں یاء پر خفیف حرکت ہے۔ یرمون کی تعلیل متن میں گزر چکی ہے۔

جمع مذکر و مؤنث کا صیغہ ایک جیسا ہے جیسا کہ یعفون ان میں تقدیری فرق ہے کہ یہ صیغہ اپنی اصلی حالت پر جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور جمع مذکر کا صیغہ اعلال کے بعد یعفون بنا۔

اصل میں یعفوون تھا۔ پہلی واؤ پر ضمہ ثقیل تھا۔ اُس کو گرا دیا گیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی واؤ کو حذف کر دیا گیا تو یعفون بروزن یفعلون ہو گیا۔ تو اس کی واؤ اصلی نہیں بلکہ زائدہ ہے اور نون اعرابی ہے جبکہ اس میں واؤ بھی اصلی ہے اور نون علامت مؤنث ہے اس لیے وہ نہیں گرے گا۔

ترمین واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے درمیان مشترک ہے۔ ترمین بروزن تضربین اپنی اصلی حالت میں جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں ترمیین بروزن تضربین ہے تو پہلی یاء پر کسرہ ثقیل تھا اس کو گرا دیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو ترمین ہو گیا۔

جمع کا وزن ہو گا تفعلن اور واحد مؤنث حاضر کا وزن ہو گا تفعین۔ اس میں لام کلمہ محذوف ہے اور جب مضارع پر عامل جازم داخل ہو تو حرف علت آخر سے گرا جاتا ہے جزم کی نشانی کے لیے اور وقف کی حالت میں بھی حرف علت گر جائے گا ان دونوں کی وجہ یہ ہے کہ مضارع میں عامل کی وجہ سے اس لیے گرے گا کہ حرف علت ناقص میں صحیح کی حرکت کی طرح ہوتا ہے تو

جس طرح حرکت گر جاتی ہے جو اس کی طرح ہوگا تو وہ بھی گر جائے گا حالت وقف اور جزم دونوں میں مناسبت ہے کہ دونوں چاہتے ہیں آخر کے سکون کو تو حالت وقف کو جزم پر محمول کر لیا۔

جب ناصب عامل داخل ہو تو آخر میں نصب آئے گی جیسے: لن یرمی اور جب مضارع کے آخر میں الف ہو تو چونکہ الف حرکت کا متحمل نہیں اس لیے تقدیری طور پر وہاں پر نصب ہوگا جیسے: لن یخشیٰ۔

ارم، ارمی تھا تو امر مبنی بر سکون ہوتا ہے اور آخر سے حرکت گرنی چاہیے چونکہ ناقص میں حرفِ علت حرکت کے قائم مقام ہوتا ہے تو حرفِ علت گر جائے گا تو ارم ہو گیا۔

ارموا اصل میں ارمیوا تھا تو یاء پر ضمہ ثقیل تھا اُسے گرا دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا گیا پھر یاء کی حرکت میم کو دے دی گئی تا کہ کسرہ حقیقی سے ضمہ تقدیری واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے تو ارُموا ہو گیا۔

ارمی اصل میں ارمیی تھا۔ پہلی یاء پر کسرہ ثقیل تھا اس لیے گرا دیا پھر یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو ارمی ہو گیا۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ کی وجوہ پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

رام اسم فاعل اصل میں رامیٌ تھا حالت رفعی میں جیسے: جاء نی رامی اور جری حالت میں مررت برامی تو یاء کو ساکن کیا گیا پھر نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا تو رامٍ ہو گیا حالت نصبی میں یاء کو ساکن نہیں کیا جائے گا کیونکہ یاء بذاتِ خود خفیف ہے جیسے: رائیت رامیاً۔

رامِون اصل میں رامیون تھا تو یاء کو ساکن کیا گیا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے پھر حذف کر دیا گیا پھر واؤ کے تقاضے کی وجہ سے میم کو ضمہ دے دیا گیا تو رامون بن گیا۔

و اذا اضفتَ التثنية الىٰ نفسِكَ فقلتَ رَامِيَایَ فی حالةِ الرفع۔ و رامِيَّ فی حالةِ النصبِ والجرِ بادغامِ علامةِ النصبِ والجرِّ فی یاءِ الْاضافةِ۔ و اذا اضفتَ الْجَمعَ فقلتَ رَامِیَّ فِی جمیعِ الْاحوالِ واصلهٗ فی حالةِ الرفع رَامُوْیَ فادغمت ِلانّهٗ اجتمعَ الحرفانِ مِنْ جنسٍ واحدٍ فِی الْعلّيةِ و يجعلُ الواوُ یاءً لا الیاء واواً للخفّةِ ولِاسْتدعاءِ المدغمِ فیهِ ثم قُلبت ضمةُ ما قبلَها کسرةً لِلْموافقةِ ولئلاً یلزَم الخروجُ مِنَ الضَّمةِ اِلی الیاءِ۔ المفعول مَرْمِیٌّ الخ اصلهٗ مَرْمُوْیٌ فاُدْغم کما اُدْغم فی رَامِیَّ۔ و اذا اضفتَ التثنیةِ الی یاءِ الْاضافةِ فقلتَ مَرْمِیَّایَ فِی الرفعِ و فِی حالةِ النصبِ والجرِّ مَرمِیی باربع یَا آتٍ و اذا اضفتَ الجمَع فقلتَ مَرْمِیِّیَ ایضاً باربع یا آتٍ فی کلِّ الْاحوالِ۔ الموضعُ مَرْمیً اْلاصلَ فیه اَن یاتَی علی وزنِ مَفْعِلٍ اِلّا اَنَّهم فَرّوا عن تَوالِی الکسراتِ۔ الآلة مِرْمیً۔ المجهولُ رُمِیَ یُرْمٰی الخ۔ و لا یعلّ لخفّةِ الفتحةِ واصلُ یُرْمٰی یُرْمَیَ فَقُلبت الیاءُ الفاً کما فِی رَمٰی۔ و حکمُ

غَزَا یَغْزُوْ مثلُ رَمٰی یَرْمِی فی کلِّ الْاحکامِ اِلّا انّھم یُبَدِّلون الواو یاءً فی نحو اَغْزَیْتُ تبعاً لِیُغْزِیْ مع اِنَّ الیاءَ مِنْ حروف الْابدالِ و حروفھا قولك استنجِدُہٗ یَوْمَ صَالَ زطٌّ۔ الھمزۃ اُبدلت وجوباً مطرداً من الْالفِ بعد الالفِ فی نحوِ صحراءِ و ھمزتھا اَلْفٌ فِی الْاصلِ کَالفِ سکری ثم زیدت قبلَھا الفٌ لِمد الصوتِ ثُمَّ جُعلت ھمزۃً لوقوعھا طرفاً بعدَ الفٍ زائدۃٍ۔ و مِنْ ثم لَا یجوز جعلُھا ھمزۃً فی صحَارِیْ یعنی لَوْ کانتْ فِی الْاصلِ ھمزۃٌ لجازَ صحارِئُ بِالْھمزۃِ فی صورۃٍ مَّا کما یجوز فی نحو خطیَّۃٍ خطیئۃ۔ و من الواوِ وجوباً مطرداً فِی نحوِ اَوَصِل فراراً عن اجتماعِ الْواواتِ و نحو قائِل کما مرَّ و نحو کِساء لوقوع الْحرکاتِ الْمختلفۃِ علی الواوِ۔ و من الیاء وجوباً مطرداً نحو بائِع کما مرَّ۔ و جوازاً مطرداً عن الواوِ اَلْمضمومۃِ نحو اُجوہ و اَدْؤُر لثقلِ الضمۃِ علی الواوِ۔ و من الواوِ غیر الْمضمومۃ نحو اِشَاخ و اَحِدٌ اَحِدٌ فی الْحدیث۔

ترجمہ:

اور جب تو تثنیہ کی اضافت اپنی طرف کرے تو حالت رفع میں رامیای تو پڑھ اور حالت نصب و جر میں علامت نصب و جر کے یائے اضافت میں ادغام کے ساتھ رامی پڑھا اور جب تو جمع کی اضافت کرے تو تمام حالتوں میں رامی پڑھ اور اُن کی اصل حالت رفع میں راموی تھی تو ادغام کیا گیا اس لیے کہ دو حرف ایک جنس کے حروف علت میں جمع ہو گئے تو واؤ کو یاء بنایا گیا نہ کہ یاء کو واؤ خفت کے لیے اور مدغم فیہ کی طلب کی وجہ سے پھر ما قبل ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا گیا موافقت کے لیے اور اس لیے تاکہ ضمہ سے یاء کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ مفعول مرمی ہے آخر تک جو اصل میں مرموی تھا تو رامی کے ادغام کی طرح اس میں ادغام کیا گیا اور جب تو تثنیہ کی اضافت یاء اضافت کی طرف کرے تو حالت رفع میں مرمیای پڑھ اور حالت نصب و جر میں مرمیی چار یاؤں کے ساتھ پڑھ اور جب تو جمع کی اضافت یائے اضافت کی طرف کرے تو تمام حالتوں میں مرمیی چار یاؤں کے ساتھ بھی پڑھیں گے اسم ظرف مَرْمیً ہے اصل میں تو اسے لمفعل کے وزن پر آنا چاہیے تھا مگر انہوں نے پے در پے کسرات واقع ہو جانے سے راہ فرار اختیار کی ہے اور اسم آلہ مِرْمیً ہے مجہول رُمی یُرمی آخر تک ہے اور نہیں اعلال کیا جاتا رمی میں فتح کے خفیف ہونے کی وجہ سے اور یُرمیٰ اصل میں یُرْمَیُ تھا تو یاء کو الف سے بدلا گیا جیسا کہ رَمَیَ میں اور غزا یغزو رمی یرمیؔ کے احکام کی طرح ہے تمام احکام میں مگر یہ کہ وہ اغزیت میں واؤ کو یاء سے تبدیل کرتے ہیں۔ یغزی کی اتباع میں باوجود کہ یاء حرف ابدال میں سے ہے اور اس کے حروف تیرے قول استنجدہ یوم صال ذط اور ہمزہ وجوباً اور قیاساً الف کے بعد الف سے بدلتا ہے جیسے: صحرا اور اس کا ہمزہ دراصل الف ہے جیسا کہ الف سکریٰ پھر اُس سے پہلے الف زیادہ کیا گیا آواز کو طول دینے کے لیے پھر الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے اُس الف کو ہمزہ بنایا گیا اس وجہ سے صحاری میں اس کو ہمزہ بنانا جائز نہیں یعنی اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو صحاری کی صورت

میں ہمزہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہوتا جس طرح کہ خطیئۃ میں جائز ہے اور واؤ سے وجوباً اور قیاساً جیسے: او اصل میں اجتماع واوات سے فرار اختیار کرنے کے لیے اور جیسے قائل گزرا ہے اور جیسے کساء میں مختلف حرکتوں کے واؤ پر واقع ہونے کی وجہ سے اور یاء سے وجوباً اور قیاساً جیسا کہ گزرا اور جوازاً قیاساً واؤ مضموم سے جیسے اجوہ اور ادور ضمہ کے واؤ پر ثقیل ہونے کی وجہ سے اور واؤ غیر مضموم سے جیسے: اشاحٌ اور اَحِدُ اَحِّدُ جو کہ حدیث میں مذکور ہے۔

انوارِ خادمیہ: اسم مفعول کے تثنیہ کی جب یائے متکلم کی طرف نسبت کریں تو حالت رفعی میں رامیان سے نون اعرابی گر کر رامیای بن جائے گا اور حالت نصبی وجری میں اصل میں مرمیین تھا۔

نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مرمیی بن گیا پھر پہلی یائے ساکنہ اور دوسری متحرک تھی پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مَرْمِیَّیَ چار یائیں اکٹھی ہوگئیں۔

ایک یاء اسم مفعول کی واؤ سے بدلی ہوئی دوسری یاء اصلی رمی والی تیسری حالت نصبی وجری میں تثنیہ کی یاء اور چوتھی یائے متکلم۔

اسی طرح جب جمع کے صیغے کی اضافت کریں یائے متکلم کی طرف تو وہاں بھی مرمییّ بن جائے گا۔

چاروں یاؤں کے ساتھ خیال رہے کہ تثنیہ میں یاء کا ماقبل میم مفتوح ہے اور جمع میں مکسور ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ جمع کی تمام حالتوں میں مرمیی بنے گا اس لیے کہ حالت رفعی میں مرمیُون تھا۔

یاء متکلم کی طرف اضافت سے نون اعرابی گر گیا تو مرمیوی ہوگیا پھر واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں پہلی ساکنہ اور دوسری متحرکہ تھی تو واؤ کو یاء کیا خفت کے لیے پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مَرْمِیِّیّ ہوگیا۔ پھر یاء کے موافق ماقبل کو حرکت کسرہ دی تو مرمِیِّی۔ نصب اور جر کی حالت میں مرمیّین پھر یاء کی طرف اضافت سے مرمیّی ہوگیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو مرمییّ ہوگیا۔

اسم ظرف اصل میں مَرْمَیٌ تھا۔ اصول کے مطابق میں جب مضارع مفتوح العین ہو تو ظرف مکسور العین آتا ہے لیکن عین کلمہ کو فتحہ دیا تاکہ پے در پے کسرات آنے کی خرابی لازم نہ آئے۔

ایک عین کلمہ مکسور اور اس کے بعد یاء جو دو کسرات کے برابر ہے۔

مَرْمَیٌ تھا۔ یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا تو التقائے ساکنین ہوا تو الف کو حذف کر دیا گیا تو مَرْمیٌ بن گیا۔

اسم آلہ مِرْمیً آتا ہے اصل میں مِرْمَیٌ تھا۔ اس میں بھی ظرف کی طرح تعلیل کی گئی ہے تو اس بناء پر مِرْمیً ہوگیا۔

ماضی مجہول رمی میں تعلیل نہیں کی گئی اس لیے کہ یاء پر فتحہ خفیف حرکت ہے اور ماقبل کی حرکت کسرہ یاء کے موافق ہے۔

مضارع مجہول یُرْمٰی اصل میں یُرْمَیُ تھا۔

یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق الف سے بدلا تو یُرْمٰی ہوگیا۔

غزا، یغزو کے جملہ احکام میں تعلیل رمی یرمی کی طرح ہے مگر اغزیت جو اصل میں اغزوت تھا، میں واؤ کو یاء

سے بدلا گیا یغزی کی اتباع میں:

یغزی اصل میں یغزِوُ تھا۔ واؤ طرف میں واقع ہوئی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلا تو یغزِیُ بن گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو اُس کو گرادیا اس کی پیروی میں اغزیت میں اعلال کیا گیا۔

یاء حروفِ ابدال میں سے ہے جو بعض بعض سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ حروفِ ابدال کا مجموعہ یہ ہے۔ استنجده یوم صال ذطّ۔

یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروفِ ابدال کو شروع فرما رہے ہیں کہ الف ہمزہ سے بدل جاتی ہے وجوبی اور قیاسی طور پر اس کی وضاحت یہ ہے کہ اصل میں ہمزہ الف مقصورہ ہوتی ہے جیسے: حُبلٰی وغیرہ پھر اس الف سے پہلے ایک اور الف زائدہ لاتے ہیں۔ آواز کو لمبا کرنے کے لیے۔ تو اس الف مقصورہ میں جب دوسری الف زائدہ لائی جاتی ہے تو اس کو الف ممدودہ کہتے ہیں اور پہلی صورت میں مقصورہ کہتے ہیں جیسے صحریٰ۔ اس سے پہلے الف لائے تو صحرایٰ ہو گیا۔ تو دو الف جمع ہو گئے۔ التقائے ساکنین علی غیر حدہٖ ہونے کی وجہ سے دونوں میں سے کسی کو نہیں گرایا جا سکتا۔ پہلی کو اس لیے نہیں کیونکہ جس غرض سے لاتے ہیں یعنی آواز کو لمبا کرنا تو وہ غرض فوت ہو جاتی ہے اور دوسری علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی اس لیے دوسرے کو ہمزہ سے بدل دیا تو صحراء بن گیا۔

اس کی جمع منتھی الجموع بنائی تو صحاری بنا اگر اصل میں ہمزہ ہوتا تو صحارئ بنتا جس طرح خطیئۃ کی جمع خطیئات آتی ہے اور خطیّات بھی آتی ہیں کیونکہ اصل میں ہمزہ موجود تھا تو جمع میں بھی آ گیا۔

اسی طرح صحراء سے جمع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ حاء اور راء کے درمیان الف لائیں گے اور راء کو کسرہ دیں گے تو صحاراء بن جائے گا۔ پھر الف ساکن ماقبل مکسور، تو اس کو یاء سے بدلا پھر دوسرے ہمزہ کو جو دراصل الف تھا اُسے بھی یاء سے بدل دیا پھر پہلی یاء کو حذف کر دیا اور راء کو فتحہ دے دیا اور یاء کو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا تو صحاریٰ بن گیا۔

واؤ ہمزہ سے وجوباً قیاساً بدل جاتی ہے جیسے: او اصل جو کہ اصل میں وَواصل تھا اور عطف کی صورت میں ایک واؤ اور بڑھ جاتی تو واوات کے اجتماع کی خرابی سے بچنے کے لیے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

قائل اور بائع میں تعلیل پہلے گزر چکی ہے کہ ہر واؤ اور یاء کو جو الف فاعل کے بعد آئے اور اُس کے فعل ماضی میں تعلیل ہوئی ہو تو اُس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔

کساء اصل میں کساو تھا واؤ طرف میں الف کے بعد واقع ہوئی تو اُس کو ہمزہ سے بدلا تا کہ واؤ ضعیف پر مختلف حرکات کا آنا لازم نہ آئے۔

قیاسی طور پر واؤ غیر مضموم کو جوازی ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جیسے: وشاح سے اشاح، وحد سے احد۔

و مِن الیاءِ فی قطعَ اللّٰہ اَدَیْه لثقلِ الحرکۃِ علی الیاءِ و من الھاءِ نحو ماء اصلُهٗ ماهٌ و مِن ثم

یجیٔ جمعه مِیاہ۔ و من الْالفِ نحو فقد هیَّجتْ شوقَ الْمُشْتَاقِ و نحو قراء ۃِ مَن قرأ و لا الضَّأَلِّيْن۔ و من العين نحو اُباب اصله عُباب ای اجتماعُ الماءِ فی نحو اُبابِ بحرٍ ضَاحِك زَهُوق لِلاتّحادِ مخرجهن۔ السين اُبدلت من التاءِ نحوِ اِسْتَخَذَ اصلُهٗ اِتَّخذ عند سيبويه لِقُربهما فی المهموسيۃِ۔ التاء بدلت من الواوِ نحو تُخمة و اُخْت لِقُرب مخرجِهما۔ و من الياءِ نحو ثنتان واستنوا حتى لا يقعَ الحركةُ علَى الياءِ و من السين نحو سِت اصلُهٗ سدس و نحوع عمرُ بنُ يربوع شرارُ الناتِ۔ و من الصادِ نحو لصت لِقربهن فی المهموسيۃِ۔ و من الباءِ نحو الذِعالة۔ النون اُبدلت من الواوِ نحو صنعانی لِقرب النونِ من حروف العلّۃِ۔ و مِن اللامِ نحو لمنَّ لِقربهما فی المجهوريۃِ۔ الجيمُ ابُدلت من الياءِ المشددة نحو ابو علجَّ حتى لا يقَ الحركاتُ المختلفةُ علَى الياءِ۔ و مِن غير المشددة حملاً علَى المشددةِ نحو لا هُمَّ اِن كنتَ قبلتَ حَجَّتِجُ فلا يزالُ شاجع ياتيك بِجُ۔ الدالُ اُبدلت من التاءِ نَحو فُزْدُ۔ واجْدَمَعُوْا لقربِ مَخرجهما۔ الهاءُ ابدلتَ مِن الْهمزةِ نحوِ هَرَقْتُ و مِن الْاَلف نحو حَيَّهَلَهْ و اَنه۔ و مِن الياءِ فی هٰذه اَمة اللّٰه لمناسبتها بحروفِ الْعلةِ فِی الْخفاءِ و مِن ثم لا تمنع الْامالةُ فی مثل لَن يضربَها و تَمنَ فی اَكَلْت عنباً۔ و مِن التاءِ وجوباً مطرداً فی نحوِ طلحة للفرقِ بينها و بينَ التاء الّتی فی الفعلِ۔

ترجمہ:

اور یاء سے قطع اللّٰه ادیه میں یاء پر حرکت ثقیل ہونے کی وجہ سے اور ھا سے جیسے: ماء جو اصل میں ماہ تھا اس وجہ سے اس کی جمع میاہ آتی ہے اور الف سے جیسے فقد هیجت شوق المشتاق اور جیسے بعض قراء کی قرأت میں و لا الضالين اور عین سے جیسے اباب جو اصل میں عباب تھا یعنی پانی کا گڑھا۔ جیسے اباب بحر ضاحك زهوق میں ان کے مخرج کے اتحاد کی وجہ سے سین تاء سے بدل کر واقع ہوتی ہے جیسے: استخذ جو اصل میں اتخذ تھا۔ سیبویہ کے نزدیک مہموسیت میں ان دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے تاء واؤ سے بدل کر واقع ہوتی ہے جیسے تخمة اور اختِ ان دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور یاء سے جیسے ثنتان اور انستوا تا کہ حرکت یاء پر واقع نہ ہو اور سین سے جیسے: ست جو اصل میں سدس تھا اور جیسے: شعر، عمر بن يربوع اشرار النات اور صاد سے جیسے: لصت۔ مہموسہ میں ان کے قریب ہونے کی وجہ سے اور باء سے جیسے الذعالة۔ نون واؤ کا بدل واقع ہوتا ہے جیسے: صنعانی نون کے حرفِ علت کے قریب ہونے کی وجہ سے اور لام سے جیسے لعن مجہوریت ہیں ان دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے جیم یاء سے مشددہ بدل واقع ہوتی ہے جیسے: ابو علج تا کہ مختلف حرکتیں یاء پر واقع نہ ہوں اور غیر مشددہ سے مشددہ پر حمل کرتے ہوئے جیسے: لا هُمَّ اِنْ كنت قبلت حجتج، فلا يزال شاحج ياتيك بج۔

ترجمہ:

(اے اللہ تو نے اگر میرا حج قبول کرلیا ہے تو میں گدھے پر سوار ہو کر ہر سال حج کے لیے آؤں گا) دال تاء سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: فُزْدُ، اِجْدَ، مَعُوَا ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ھا ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: هَرَقْتُ اور الف سے جیسے حَيَّهَلہ اور اَنَّہ اور یاء سے هذه امة الله ہیں۔ حروفِ علت کے ساتھ خفا میں مناسبت کی وجہ سے اور اسی سے لن یضربها کی مثل میں امالہ ممنوع نہیں اور اکلت عنبا میں منع ہے اور تاء سے وجوبی اور قیاسی طور پر جیسے طلحه میں فرق کرنے کے لیے اس کے اور تائے فعل کے درمیان۔

انوارِ خادمیہ: یاء ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: قطع الله إديه۔ اديه اصل میں يديه تھا۔ یاء پر حرکت ثقیل ہونے کی وجہ سے۔ اس طرح ہمزہ سے بدل جاتی ہے جیسے: ماء۔ ماء اصل میں موه تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق الف سے بدل دیا تو ماه بن گیا پھر کو ہمزہ سے بدل دیا تو ماء بن گیا۔

اس بناء پر اس کی جمع میاہ آتی ہے اس لیے کہ اگر واحد میں ہمزہ ہوتا تو جمع میں بھی آتا تو جمع میں ہ ہے اس لیے ماء اصل میں ماہ تھا۔

الف کو ہمزہ سے جوازاً بدلا جاتا ہے جیسے: مشتاق اصل میں مشتوق باب افتعال سے اسم فاعل تھا۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا تو مشتاق ہوگیا۔ اب اس کی الف کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے: مشتأق۔

اسی طرح ولا لضَّألین کو ہمزہ کے ساتھ و لاالضألین قرأۃ شاذہ بھی ہے۔

عین کو ہمزہ سے بدلنا بھی جائز ہے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے جیسے: عباب سے اباب اسی طرح جوازاً تاء کو سین سے بدل دیتے ہیں جیسے: اتخذ سے استخذ۔

امام سیبویہ کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں کہ دونوں حروفِ مہموسہ میں سے ہیں واؤ کو تاء سے بدلنا بھی جائز ہے جیسے: و خمة سے تخمة اور اُخو سے اخت پھر تاء کے ماقبل کو ساکن کیا گیا تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ تاء تانیث کے لیے نہیں ہے کیونکہ تائے تانیث کا ماقبل متحرک ہوتا ہے۔ واؤ کو تاء سے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے بدلا۔

اسی طرح یاء کو تاء سے بدل دیتے ہیں تاکہ حرکت یاء پر واقع نہ ہو۔ ثنیان سے ثنتان انسیوا سے استنوا۔

اسی طرح سین کو تاء سے بدل دیتے ہیں جیسے: ستّ اصل میں سدس تھا پھر سین کو تاء سے بدلا تو سدت ہوگیا پھر دال اور تاء قریب المخرج تھے تو دال کو تاء کیا اور تاء کا تاء میں ادغام کردیا تھا ستّ بن گیا۔

دوسری مثال جیسے: اشرار الناس سے اشرار النات اسی طرح قرآن عزیز میں ملك الناس سے ملك النات قرأۃ شاذہ ہے۔

اسی طرح صاد کو تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے لِصص سے لصت کیونکہ یہ دونوں باہم قریب ہیں مہموسہ سے ہونے کی

وجہ سے۔

اسی طرح باء کو تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: الذعالب سے الذعالة۔

اسی طرح واؤ نون سے بدل جاتی ہے نون کے حروف علت سے قریب ہونے کی وجہ سے آواز کو لمبا کرنے میں کیونکہ نون کا غنہ ناک کے بانسے کی طرف بلند ہوتا ہے اسی طرح حروفِ علت اپنے مخارج میں بلند ہوتے ہیں جیسے: صنعاویٌ سے صنعانی۔

اسی طرح لام نون سے بدل جاتا ہے باہم قریب ہونے کی وجہ سے کہ دونوں حروفِ مجہورہ میں سے ہیں۔

یائے مشددہ کو جیم سے بدلا جاتا ہے تاکہ مختلف حرکتیں باہر واقع نہ ہوں اور غیر مشدد یاء کو مشدد پر محمول کر کے اُس میں بھی یاء کو جیم سے بدلا جاتا ہے۔ دونوں کی مثالیں بالترتیب ہیں:

(1) ابو علتی سے ابو علجّ

(2) حجتی بی سے حجتجج بجُ۔

اسی طرح تاء کو دال سے بدلا جاتا ہے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے جیسے: فزت سے فزد، اجتموا سے اجدمعوا۔

اسی طرح ہمزہ کو ھا سے بدل دیا جاتا ہے جیسے: ارقت سے ھرقت۔

اسی طرح الف کو ھا سے بدلا جاتا ہے جیسے: حیھلا سے حیھله اور اَنا سے اَنَه۔

اسی طرح یاء کو تاء سے بدلا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ ھا کی مناسبت ہے حروفِ علت کے ساتھ خفا میں اس لیے اماله ممنوع نہیں ہے۔

لن لیضربھا کی مثل میں اور ممنوع ہے اماله کرنا اکلت عنبا میں۔ اماله الف کے ماقبل فتح کو یاء کی طرف میلان کر کے پڑھنا شرط یہ ہے کہ جس میں اماله کیا جائے وہ الف سے ماقبل ہو اور اس سے پہلے کوئی دوسرا حرف نہ ہو جیسے: لن یضربھا میں اگرچہ الف سے پہلے ھا ہے اور ھا خفی ہے اور کالمعدوم ہے۔

عنبا میں چونکہ نون کے بعد اور الف کے ماقبل یاء موجود ہے اس لیے اماله نہیں کیا جائے گا اسی طرح ھاء تاء کا بدل واقع ہوتی ہے۔

تائے اسمی و فعلی میں فرق کرنے کے لیے جیسے: طلحة سے طلحه کیونکہ جو تاء فعل میں ہو وہ حالت وقف میں ہ نہیں بنتی بخلاف اسم کے۔

الياءُ أُبدلت مِنَ الالفِ وجوباً مطرداً نحو مُفَيتِيح۔ و من الواوِ وجوباً مطرداً نحو مِيقات لكسرةِ ما قبلَها۔ و مِن الهمزةِ جوازاً مطرداً نحو ذِيب، و مِن احدِ حرفَي التضعيفِ نحو تقضيّ لما مرَّ۔ و مِن النونِ نحو اَنَاسِيّ و دِينار لِقرب الياءِ من النونِ۔ و من العينِ نحو ضفادِي لثقلِ العينِ

وکسرةِ ما قبلَها۔ و من التاءِ نحو اِيْتصل لانَّ اصلَهٗ واوٌ۔ و مِن الباءِ نحو الثعالِیْ۔ و مِن السینِ نحو السادِیْ۔ و من الثاءِ نحو الثالِیْ لکسرةِ ما قبلَهَا۔ الواوُ ابدلتْ مِن الْالفِ نحو ضوارِبُ لقربِهما فی الْعلیةِ واجتماعِ الساکنین۔ و من الیاءِ نحو مُوقن لضمةِ ما قبلَها و من الهمزةِ جوازاً مطرداً نحو لوم لما مرَّ۔ المیم اُبدلت مِنَ الواوِ نحو فَمٌ اصلُه فُوْهٌ لِاتَّحادِ مخرجهما۔ و من اللامِ نحو قوله صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لیس مِنْ اُمبِرِّ امْصیَامُ فی امْسَفَر لقربهما فی المجهوریةِ۔ و من النون الساکنةِ نحو عَمْبَر۔ و مِن المتحرکةِ فی نحو و کَفَّكِ الْمخضب البنامُ لقربهما فی المجهوریةِ۔ و من الباء نحو ما زلت راتما لِاتَّحَادِ مخرجهما۔ الصاد اُبدلت من السینِ نحو قولهٗ تعالٰی و اَصْبَغَ علیکم نِعمَهٗ لقربِ مخرجهما۔ اْلالفُ اُبدلت مِن اُختیهما وجوباً مطرداً نحو قالَ و باعَ۔ و من الهمزةِ جوازاً مطرداً نحو رَاس کما مرَّ۔ اللامُ ابدلتْ من النونِ نحو اُصیلال۔ و من الضادِ نحو اِلْطَجَعَ لِاتَّحادِهنَّ فی المجهوریةِ۔ الزاءُ بدلتْ مِن السینِ نحو یَزْدِل و من الصادِ نحو قول الحاتِم هکذا فَزْدِیْ۔ الطاءُ ابدلتْ من التاءِ وجوباً مطرداً فی الافتعالِ نحو اِضْطَرب و فی فَحَصْطُ لقربهما۔ والموضعُ الذی لم یقیُّد فیه من الصورِ المذکورةِ یکون جائزاً غیرَ مطردٍ۔

ترجمہ:

یکون جائز غیر مطرد یاء وجوباً وقیاساً الف سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے مفیتیح اور واؤ سے وجوباً اور قیاساً جیسے: میقات ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے اور ہمزہ سے جوازاً قیاساً جیسے: ذیب اور مضاعف میں اس کے ایک حرف سے جیسے: تقضی اس وجہ سے جو گزری اور نون سے جیسے: اناسیّ، دینار نون اور یاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور عین سے جیسے: ضفادی عین کے ثقیل ہونے اور اس کے ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے اور تاء سے جیسے: ایتصلت کیونکہ وہ اصل میں واؤ تھی اور یاء سے جیسے: الثعالی اور سین سے جیسے: الثالی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ الف سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: ضوارب کیونکہ دونوں حرفِ علت ہونے کی وجہ سے قریب ہیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور یاء سے جیسے: موقن اس کے ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے اور ہمزہ سے جوازی وقیاسی طور پر جیسے: لوم اس وجہ سے جو گزری۔ میم واؤ سے بدل کر واقع ہوتی ہے جیسے: فم اصل میں فوہ تھا مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے اور لام سے جیسے آپ ﷺ کا فرمان شریف ہے: و لیس من اجر امصام فی امضر دونوں کے مجہوریت میں قریب ہونے کی وجہ سے اور نون ساکن جیسے عمبر اور متحرك سے جیسے وکفك المخضب البنام جہوریت میں دونوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اور یاء سے جیسے: ما ذلت داتما دونوں کے مخرج میں متحد ہونے کی وجہ سے صاد سین سے بدل واقع ہوتا ہے جیسے: اللہ جل شانہ کا فرمان مبارک ہے۔ وَ اَصْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ۔ ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے الف اس کے اخوات سے

وجوباً اور قیاساً بدل واقع ہوتی ہے جیسے: قال، باع اور ہمزہ سے جوازی اور قیاسی طور پر جیسے: لاس جیسا کہ گزرا۔ لام نون سے بدل واقع ہوتا ہے جیسے: اصلال اور ضاد سے جیسے: الطجع مجہوریت میں ان کے متحد ہونے کی وجہ سے زا سین سے بدل واقع ہوتی ہے جیسے: یزدل اور صاد سے جیسے حاتم طائی کا قول ھکذا فزدی اور طاء سے وجوباً اور قیاساً باب افتعال میں جیسے: اظطرب اور مخصطط میں ان کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے اور ان جگہوں میں جن میں مذکورہ صورتوں کی قید نہیں لگائی وہ غیر قیاسی جائز ہوں گی۔

انوارِ خادمیہ: الف وجوبی وقیاسی طور پر یاء سے تبدیل کی جاتی ہے جیسے: مفتاح سے جب صیغہ تصغیر بنایا تو پہلے حرف کو ضمہ دوسرے کو فتحہ تیسری جگہ یاء علامت تصغیر لائے اس کے بعد تاء کو کسرہ دیا اس کے بعد الف تھی اُسے یاء سے بدل دیا: مُفَیتِیحٌ بن گیا اسی طرح وجوبی وقیاسی طور پر واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں۔ موقات سے میقات ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے۔

ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے جوازی طور پر جیسے: ذئب سے ذیب۔

اور مضاعف میں دوسرے لفظ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے: تقضض سے تقضی پھر تقضیٰ جیسا کہ اس کی تفصیل مضاعف کے باب میں گزری۔

نون کو یاء سے بدلا جاتا ہے اناسین سے اناسیی پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو اناسیّ ہو گیا۔

دنّار سے دینار کیونکہ ان کی جمع دنانیر آتی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ دینار اصل میں دنّار تھا۔

عین کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے اس لیے کیونکہ یاء کا پڑھنا بہ نسبت عین کے خفیف ہے اور عین کا پڑھنا ثقیل ہے ویسے بھی ماقبل کی حرکت یاء کے موافق ہے۔

فضارع جو فضدع (مینڈک) کی جمع ہے سے ضفادی۔

یاء کو تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: ایتصلت سے استصلت پھر ادغام کے بعد اتصلت ہوا۔

باء کو یاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: الثعلب (لومڑی) سے الثالی۔

یاء کو سین اور تاء سے بدلا جاتا ہے جیسے: السادس سے السادی، الثالث سے الثالی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے۔

الف کو واؤ سے وجوباً قیاساً بدلا جاتا ہے جیسے: ضاربٌ سے جمع منتھی الجموع بنائیں تو پہلے دو حرفوں کو چھوڑ دیں گے اور تیسری جگہ الف علامت جمع منتھی الجموع لائیں گے تو دو الف اکٹھے ہو گئے۔ ان میں سے کسی کو گرایا نہیں جا سکتا۔ کسی ایک کو بھی گرائیں گے تو واحد کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔ اس لیے پہلی الف کو واؤ سے بدل دیا جائے گا کیونکہ دونوں حرف علت ہونے میں قریب ہیں تو ضوارب ہو جائے گا۔

یاء کو واؤ سے بدلا جاتا ہے جیسے: مُیقِنٌ۔ یاء حرف علت ساکن ماقبل مضموم، یاء کو واؤ سے بدلا تو مُوقِنٌ ہو گیا اور ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے: لؤم سے لوم۔ جس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

واؤ کو میم سے بدل دیتے ہیں اور واؤ کو میم کے مخرج میں متحد ہونے کی وجہ سے جیسے: فوہ بروزن ثوب واؤ کو میم سے بدلا تو آخر سے ھاء کو گرا دیا تو فمٌ ہو گیا۔

لام کو میم سے بدل دیتے ہیں۔''ایک شخص سفر میں روزہ سے تھا تو وہ بے ہوش ہو گیا تو آقا ﷺ تشریف لے گئے وہ لوگ لام کی بجائے میم بولتے تھے تو آپ ﷺ نے ان کی لغت میں خطاب فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں جیسے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: من کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ جب اللہ تعالیٰ نے چھوٹ عنایت فرمائی ہے تو اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالا جائے۔''

لام کو میم سے اس لیے بدلا کہ دونوں مجہورہ میں ہونے کی وجہ سے قریب ہیں۔

نون ساکن کو میم سے بدل دیتے ہیں کیونکہ دونوں مجہورہ میں سے ہیں جیسے: عنبر سے عمبر۔

اور نون متحرک سے بھی مذکورہ وجہ سے بدل دیتے ہیں جیسے: شعر میں لفظ بنام ہے جو اصل میں بنان تھا۔

شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ تیسری ہتھیلی مہندی سے رنگی ہوئی ہے پوروں تک اور اسی طرح یاء کو میم سے بدل دیتے ہیں جیسے: راتبا سے راتما۔ باء اور میم کے مخرج کے متحرک ہونے کی وجہ سے۔

سین کو صاد سے بدل دیتے ہیں قریب المخرج ہونے کی وجہ سے جیسے: اسبغ سے اصبغ۔

واؤ اور یاء کو وجوبی و قیاسی طور پر الف سے بدلا جاتا ہے جیسے: قَوَلَ سے قال، بَیَعَ سے باع۔

ہمزہ کو الف سے جوازاً تبدیل کرتے ہیں جیسے: رأس سے راس۔

نون و لام سے بدل دیتے ہیں جیسے اُصیلان سے اُصَیْلَالٌ۔

ضاد وطاء سے بدل دیتے ہیں جیسے اضطجع سے اطّجع۔

ضاد اور طاء کے متحد ہونے کی وجہ سے مجہوریت ہیں۔

اسی طرح سین کو زا سے بدل دیتے ہیں جیسے: یسدل سے یزدل۔

اسی طرح صاد کو زاء سے تبدیل کر دیتے ہیں جیسے: فصدی سے فزدی۔

اسی طرح باب افتعال میں تاء کو طاء سے بدل دیتے ہیں وجوبی اور قیاسی طور پر جیسے: اضترب سے اضطرب ہے۔ پھر اضرب یا اطرب بن جائے گا۔

فحصت سے فحصط طاء اور تاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے۔

جن صورتوں میں قید نہیں لگائی گئی یعنی قیاسی و وجوبی کی تو وہ صورتیں جائز ہوں گی مطرد نہیں ہوں گی۔

الباب السابع فی اللفیف

(ساتواں باب لفیف کے بیان میں)

یقالُ لہٗ اللفیفُ للفّ حَرْفَی الْعِلَّة فیہِ و ھو علیٰ ضربَیْن، مفروقٌ و مقرونٌ۔ المفروق مثل وقیٰ یَقِی حکمُ فائھا کَحکم وعدَ یعدُ وحکمُ لاَمِھا کحکمِ رَمٰی یَرْمِی وکذالِك حکمُ اَخواتِھما۔ الامرقِ قِیَا، قُوا، قیاً، قِینَ۔ و بنون التاکید قِیَنَّ، قِیَانّ، قُنَّ، قِیَانّ، قِیْنَانّ۔ و بالخفیفة قِیَنْ، قُنْ، قِنْ، الفاعلُ واقٍ الخ۔ المفعول مَوْقِیٌّ۔ الموضع مَوْقیً۔ الآلة مِیقیً۔ المجھول وُقِیَ یُوْقی۔ والمقرون نحو طویٰ یَطْوِی اِلی آخرھما حُکْمھما کحکمِ الناقص ولَا یُعلّ عَیْنَھُما لما مرَّ فی بابِ الْاجوفِ۔ الامراِطْوِ، اِطْویا، اِطْوُوا۔ اِطْوِیْ، اِطْویا، اِطْوینَ۔ بنون التاکید اِطوِیَنَّ، اطویانّ، اطوُنَّ، اِطوِنَّ، اطویانّ، اطوینانّ، وبالخفیفة اِطْوِیَنْ، اِطْوُنْ، اطون۔ و تقول من الریَّ اِرْوَ، اِرْوَیَا، اِرْوَوا، اِرْوَیْ، اِرْوَیَا، اِرْوَیْنَ، و بنون التاکید اِرْوَیَنَّ اِرْوَیَانّ اِرْوَوُنَّ، اِرْوِیَنَّ، اِرْوَیْنَانّ۔ و بالخفیفة اِرْوَیَنْ، اروَوُنْ، اِرْوَیِنْ۔ و اِذا اردتَّ اَن تعرفَ اَحْکَام نونِ التاکیدِ فِی الناقصِ واللفیفِ فانظرْ اِلیٰ حروفِ الْعِلة اِن کانَتْ اصیلةً محذوفةً تردَّ لانَّ حذفَھا للسکونِ و ھو انعدمَ بدخولِ النونِ و تُفتح لخفةِ نحو اِطْوِیَنْ و اُغْزُونَ و اِرْوَیَنْ کما فی اِطْوِیَا و ان کانت ضمیراً فانظرْ فیما قبلَھا انْ کانَ مفتوحاً تحرَّكَ لطردِ حرکتھا و خفةِ ما قبلَھا نحو اِرْوَوُنَ واِرْوَیِن کما فی قوله تعالیٰ و لَا تنسُوا الْفضل۔ و اِن کان غیرَ مفتوحٍ تُحذف لعدمِ الخفةِ فیما قبلَھا نحو اِطْوُنَّ کما فی نحو اَغْزُو القومَ و یا امرأةُ اُغْزِی الْقَوْم۔ الفاعلُ طَاوٍ و لا یُعلّ واوُہٗ کما فِی طویٰ۔ و تقول من الریّ رَیَّان، ریَّانان۔ رِوَاءٌ، رَیَّا، رَیَّیَان، رِوَاءٌ ایضاً۔ و لا تُجعل واوُھا یاء کما فِی سِیَاط حتی لا یجتمعَ الاعلالانِ قلبُ الواوِ الَّتِیْ ھِی عینٌ یاءً و قلبُ الیاءِ الَّتی ھِی لَامٌ ھمزةً۔ و تقول فی تثنیة المؤنثِ فی النصبِ والخفضِ رَیَّیَیْنِ مِثْلَ عَطْشَیَیْنِ۔ و اذا اضفت الیٰ یاءِ المتکلمِ قلتَ رَیَّیَّ بخمسِ یاء اتِ اَلْاُولیٰ منقلبة عن الواوِ التی ھی عینُ الفعلِ والثانیةُ لاَمُ الفعلِ والثالثةُ منقلبةٌ عن الفِ التانیثِ والرابعةُ علامةُ النصبِ والخامسةُ یاءُ المتکلمِ۔ المفعولُ مُطْوِیٌّ۔ والموضعُ مَطْوَیً۔ والآلة مِطْوَیً۔ والمجھولُ طُوِیَ یُطْویٰ۔ وحکمُ لامِ ھذہِ الْاشیاءِ۔ کَحکم الناقصِ و

حکمُ عینِہِنَّ کحکمِ طویٰ یَطْوِیٰ فی الَّتِی اِجْتمع اِعلالان بتقدیرِ اِعلالِہَا و فی الَّتِی لم یجتمع فیہ اِعلالانِ یکونُ حکمُہا ایضاً کحکمِ طویٰ للمتابعۃِ نحو طَوَیَا، طَاوِیَانِ۔

ترجمہ:

اور اسے لفیف کہتے ہیں دو حروفِ علت اس میں جمع ہونے کی وجہ سے اور وہ دو قسم پر ہے مفروق، مقرون، مفروق سے وقی یقی اس کے فاءِ کلمہ کا حکم وعد یعد کی طرح ہے اور لام کلمہ کا حکم رمی یرمی کی طرح ہے اور اسی طرح ان کے اخوات کا حکم ہے۔ امر، قِ، قِیا، قُوا، قِی، قیا، قِین اور نون تاکید کے ساتھ قینّ، قیانّ، قُنّ، قِنّ، قِیَانِّ، قِیْنَانّ اور خفیفہ کے ساتھ قِیَنْ، قُنْ، قِنْ، فاعل واقٍ مفعول موقیٌّ اسم ظرف مَوْقَیً اور اسم آلہ مِیقَیً ہے مجہول وُقِیَ، یُوْقی اور لفیف مقرون جیسے طوی یطوی ان دونوں کے آخر تک ان دونوں کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہے ان دونوں کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس وجہ سے جو اجوف کے باب میں گزری۔ امر، اِطْوِ، اِطْوِیا، اطووا، اِطْوِیْ، اِطْوِیَا، اِطْوِیْنَ اور نون تاکید کے ساتھ اِطْوِیَنَّ، اِطْوِیَانِّ، اِطْوُنَّ، اِطْوِنَّ، اِطْوِیَانِّ، اِطْوِیْنَانِّ اور خفیفہ کے ساتھ اِطْوِیَنْ، اِطْوُنْ، اِطْوِنْ اور الرَّیّ مصدر سے تو کہے گا اِرْوِ، اِرْوِیَا، اِرْوُوْا، اِرْوِیْ، اِرْوِیَا، اروین اور نون تاکید کے ساتھ اِرْوِیَنَّ، اِرْوِیَانِّ، اِرْوُنَّ، اِرْوِنَّ، اِرْوِیَانِّ، اِرْوِیْنَانِّ، اور خفیفہ کے ساتھ اِرْوِیَنْ، اِرْوُنْ، اِرْوِنْ اور جب تو چاہے کہ نون تاکید کے احکام کو ناقص و لفیف میں پہچانے تو حروفِ علت کی طرف دیکھ تو اگر اصلی محذوف ہوا تو لوٹ آئے گا کیونکہ اس کا حذف سکون کی وجہ سے ختم ہو گیا تو فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے اسے فتحہ دیا جاتا ہے جیسے: اِطْوَنَّ، اِغْزَوَنَّ، اِرْوَیَنَّ جس طرح کہ اطْوِیا میں اور اگر ضمیر ہو تو اس کے ماقبل کو دیکھ اگر مفتوح ہو تو حرکت دی جائے گی حرکت کے عارضی ہونے اور ماقبل کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے: اروون، اروین، جیسا کہ اللہ جل شانہ کا فرمان مبارک ہے:

" وَ لا تنسوا الفضل" اگر مفتوح نہ ہو تو حذف کیا جائے گا ماقبل کے خفیف نہ ہونے کی وجہ سے جیسے اطون جیسا کہ اغزو القوم اور یا امرۃ اغزی القوم کی مثل میں ہے۔ اسم فاعل طاوٍ اس کی واؤ میں تعلیل نہ کی جائے گی جس طرح طوی کی واؤ میں اور الرّیّ (مصدر) سے تو کہے گا ریان، ریانان، رواء، ریا ریبان بھی پڑھتے ہیں اور اس کی واؤ کو یاء نہیں بنایا جائے گا جیسا کہ سیاط میں تا کہ دو اعلال جمع نہ ہوں اس لیے کہ وہ واؤ جو عین کلمہ ہے اسے یا کیا جائے اور یاء کو بدلنا جو لام کلمہ ہے ہمزہ کے ساتھ اور تثنیہ مؤنث میں حالت نصبی و جری میں تو کہے گا رییعین، عطشیین کے مثل اور جب تو یاء متکلم کی طرف اس کو مضاف کرے تو کہے گا ریّیّ۔ پانچ یاؤں کے ساتھ پہلی یاء جو واؤ سے بدلی ہوئی ہے جو فعل کا عین کلمہ ہے اور دوسرے فعل کا لام کلمہ ہے اور تیسری الف تانیث سے بدلی ہوئی ہے اور چوتھی علامت نصب ہے اور پانچویں یائے متکلم ہے۔ مفعول مطوی اور ظرف مطوی اور آلہ مطوی اور مجہول طوی یطوی۔ مذکورہ اشیاء کے لام کلمہ کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہے اور عین کلمہ کا حکم طوی یطوی کی طرح ہے اور جس میں اعلال کرنے سے دو اعلال جمع ہوتے ہیں اور جس میں دو اعلال جمع نہیں ہوئے اس کا حکم بھی طوی یطوی کی طرح ہو گا متابعت کے لیے جیسے: طویا، طاویان۔

انوارِ خادمیہ: لف یلف کا معنی ہے لپیٹنا۔لفیف کو لفیف اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو حرف جمع ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) مفروق۔ جس کے فاء اور لام کلمہ میں حرفِ علت ہو تو چونکہ دونوں حرفوں کے درمیان حرفِ صحیح ہوتا ہے جو انہیں جدا رکھتا ہے اس لیے اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں۔اس کے فاء کلمہ کا حکم مثال کی طرح ہے اور لام کلمہ کا حکم ناقص کی طرح ہے۔فعل ماضی،مضارع اسم فاعل مفعول وغیرہ تمام میں یہ ہی حکم لاگو ہوں گے۔

اسم فاعل واقِیٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو گرادیا پھر التقائے ساکنین ہوگیا نون تنوین اور یاء کے درمیان تو یاء کو گرادیا تو واق ہوگیا۔

اسم مفعول موقوی تھا۔واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئے پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا اور ما قبل کو یاء کے موافق حرکت کسرہ دی تو موقیی۔

اسم ظرف مَوْقَیٌ تھا۔یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین ہوگیا تو الف کو گرادیا تو موقیً بن گیا۔

اسم آلہ مِیْقیٌ تھا مذکورہ تعلیل کرنے کے بعد مِیقیً ہوگیا۔

لفیف مقرون۔ مقرون قرن سے بنا ہے جس کا معنی ہے جڑا ہوا ہونا تو اس میں دو حروفِ علت اکٹھے باہم جڑے ہوتے ہیں جیسے طویٰ یطوی۔اس کے لام کلمہ کا حکم ناقص کی طرح ہوگا اور عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوگی۔اس لیے یہ اجوف کی طرح نہ ہوگا۔

تعلیل کے حق میں ورنہ دو اعلال ایک کلمہ میں جمع ہوجائیں گے جو کہ جائز نہیں۔

نون تاکید کے احکام ناقص ولفیف میں یہ ہیں:

(i) نون تاکید سے قبل جو حرفِ علت حذف ہوا ہے وہ اصلی ہے تو وہ نون کے ملنے سے واپس لوٹ آئے گا کیونکہ آخر سے اس لیے حرفِ علت حذف ہوا تھا کہ امر میں علامتِ جزم کی وجہ سے تو وہ بات ختم ہوگئی۔اب نون چاہتا ہے کہ میرا ماقبل متحرک ہو اگر متحرک نہ ہوا تو التقائے ساکنین علی غیر حدہٖ کی خرابی لازم آئے گی۔اس لیے حرفِ علت واپس لوٹ آئے گا۔

اور صیغے کے موافق اس کو حرکت دیں گے جیسے:اطو ، اغز ، سے اطوین ، اغزین بنایا جائے گا۔

(ii) اگر محذوف حرفِ علت اصلی نہ ہو بلکہ غیر ہو تو دیکھیں گے کہ اگر اس کا ماقبل مفتوح ہو تو خفت کی وجہ سے اور حرفِ علت پر حرکت عارضی کی وجہ سے حرفِ علت لوٹ آئے گا جیسے:اِرْوُ سے اِرْوَوُنَّ اور اِرْوِ سے اِرْوَیِنَّ۔جس طرح لا تنسوا الفضل میں واؤ کو حرکت دی گئی۔

(iii) اگر اس کا ماقبل مفتوح نہ ہو تو ثقل کی وجہ سے حرفِ علت کو حذف کردیں گے جیسے:اِطْوُوْنَ سے اِطْوُنَّ اسم فاعل الریّ مصدر سے صیغہ دواء میں سیاط کی طرح واؤ کو یاء سے نہیں بدلیں گے تاکہ دو اعلال جمع نہ ہوں۔

ریان کو حالت نصبی وجری میں ریّیین پڑھیں گے چار یاؤں کے ساتھ جیسے:عطشین۔

کیونکہ واحد رِبیٌّ تھا۔تو پہلی یاء واوٴ سے بدلی ہوئی ہے اور دوسری لام کلمہ اور تیسری الف مقصورہ سے بدلی ہوئی ہے اور چوتھی یاء حالت نصبی وجری کی علامت اور جب پانچویں یاء یعنی یائے متکلم کی طرف اس کی نسبت کریں گے تو رِبِیِّیَّ پڑھیں گے۔

سوال: طویا، طاویان میں اگر اعلال کریں تو اس میں دو اعلال جمع نہ ہوں گے پھر ان میں اعلال کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: اُن کی اتباع میں جن میں دو اعلال جمع ہوتے ہیں اِن کو اُن پر محمول کرتے ہوئے اعلال نہ کیا گیا۔

تمت بالخیر

و ما توفیقی الا باللہ

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ثانویہ خاصہ
برائے طلباء کے نصاب کے مطابق تفسیر جلالین کی اردو شرح

مطلع البدرین

اردو شرح

تفسیر جلالین

مصنف

حضرت علامہ مولانا محمد یاسر جمیل مدنی مدظلہ العالی

مکتبہ اعلیٰ حضرت
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37247301
0300-8842540

شرح مائۃ عامل کی بلا اعراب عربی عبارت...اس کے ترجمے... مختصر و جامع تشریح...اور آسان پیرائے میں حسبِ ضرورت ترکیب پر مشتمل ایک مفید کتاب

الشرح الکامل

شرح

شرح مائۃ عامل

مؤلف

مفتی محمد اکمل مدنی

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

النحو فی الکلام کالملح فی الطعام

شرح

العارف باللہ ملا عبدالرحمن جامی

مائۃ عامل

الشیخ عبدالقاہر جرجانی

معہ الحاشیۃ المسماۃ

ب التوضیح الکامل

المفتی محمد اکمل عطا القادری العطاری

الناشر

مکتبۃ اعلیٰ حضرت لاہور

عربی جملوں کی ترکیب کے سلسلے میں آسانی، مہارت اور بے حد خوداعتمادی فراہم کرنے والی

ایک نادر ونایاب کتاب

التر کیب

مؤلف

مفتی محمد اکمل مدنی صاحب

مکتبہ اعلیٰ حضرت

042-7247301-0300-8842540
E-mail:maktabaalahazrat@hotmail.com


الکافیہ
مع
الحاشیۃ الوافیہ
شرح مائۃ عامل
درجہ عالیہ
ثانویہ عامہ
درجہ ثانویہ
جلالین
ہدایۃ الصرف
الترکیب
النحو الکبیر
ہدایۃ النحو
بدایۃ النحو
مکتبہ اعلیٰ حضرت